ہندوستان کا نیا دستور حکومت

ہندوستان کا نیا دستور حکومت

مولفہ
کشن پرشاد کول
ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی ' لکھنؤ -

الہ آباد :
ہندستانی اکیڈیمی ' یو - پی -
۱۹۳۷

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY U. P.
ALLAHABAD.

FIRST EDITION :
Price Re. 1.

Printed by
S. GHULAM ASGHER, AT THE CITY PRESS,
ALLAHABAD.

فہرست مضامین

دیباچہ
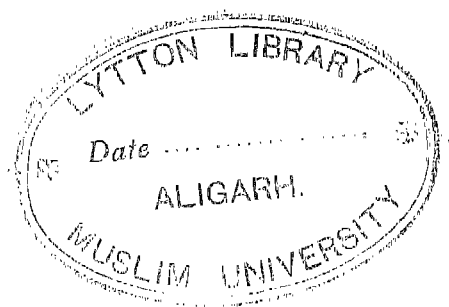
اس کتاب کے لکھنے کی غرض محض یہ ہے کہ سنہ ۱۹۳۵ع کے قانون حکومت ہند کی رو سے جو نیا دستور حکومت ہندوستان میں اپریل سنہ ۱۹۳۷ع سے قائم ہوا اُس کا مختصر سا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کردیا جائے اور بس - ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور کے ختم ہونے کے بعد اور سنہ ۱۸۵۸ع میں براہ راست برطانوی حکومت کے شروع ہونے سے اینٹک دستور حکومت اور آئنی اصلاحات نے کیا کیا مدارج طے کئے - آئنی دستور حکومت کا نشو و نما اس ملک میں کب کب اور کس طرح ہوا - آئنی اور جمہوری دستور حکومت کی منزل مقصود کے کون کون سے مدارج ہم نے طے کرلئے ہیں اور منزل مقصود سے ہم اب بھی کس قدر دور ہیں اس سب داستان کا قلمبند کرنا نہ صرف دشوار بلکہ نہایت طول عمل ہے - اس کے لئے ایک مدت اور ایک دفتر چاہئے - غالباً اس کی ضرورت بھی نہیں کیوں‌کہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے مطالعہ کے لئے انگریزی زبان میں سرکاری رپورٹوں اور قراردادوں کا اس قدر کافی مسالہ موجود ہے کہ جو حریص سے حریص شوقین طبیعت کو سیر کرسکتا ہے اُردو داں طبقہ میں نہ لوگوں کو اس مطالعہ کا شوق ہے نہ دماغ - لہذا اس کی ضرورت نہیں اور اگر ہو بھی تو ایک مختصر سی کتاب کے چند صفحات میں اس سب داستان کا قلمبند

کرنا ممکن نہیں - یہ بھی یہاں بتا دینا ضروری ہے کہ اس
کتاب میں اس کی کوشش بھی نہیں کی گئی ہے کہ آئندہ
آئنی اصلاحات کی ہی مکمل تصویر پیش کی جائے -
اس کے لئے بھی کافی گنجایش کی ضرورت تھی جو اس کتاب
کے تقریباً دوسو صفحوں میں ممکن نہیں - نہ اس کتاب کے
لکھنے کی یہ غرض ہے کہ آئندہ کے لئے جو دستور حکومت
قائم ہو رہا ہے یا جو آئنی اصلاحات اس وقت کی گئی ہیں
اُن کی رد و قدح ہندوستانی نقطۂ نگاہ سے کی جائے اور دلائل
اور بحث کر کے یہ بتایا جائے کہ یہ ہمارے لئے بہبودی اور
بہتری کا باعث ہونگی یا خرابی اور ابتری کا - ان کے
ذریعہ سے ہم دو چار قدم منزل مقصود کے طرف آگے بڑھائنگے
یا یہ ہمیں پیچھے ہٹائینگی - جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے
اس کتاب کے لکھنے کی غرض صرف یہ ہے کہ اُردو داں پبلک کے
سامنے آئیندہ دستور حکومت کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچکر
پیش کردیا جائے تاکہ ان کو اس پر غور کرنے کا موقع ملے
اور اس کے نسبت اچھی یا بری جیسی چاہیں اپنے خیال
کے مطابق رائے قائم کریں - اسی غرض سے بجز صورت حال
بیان کردینے کے اس کتاب میں کسی قسم کی رائے زنی نہیں
کی گئی ہے البتہ اس دیباچہ میں دو باتوں کا بیان کرنا
ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی اس غرض سے کہ ناظرین کو
اُن مسائل کے سمجھنے میں جنکا تذکرہ اس کتاب میں کیا
گیا ہے مدد ملے - پہلی بات جس کا بیان ضروری معلوم ہوتا
ہے یہ ہے کہ آئینی اصلاحات نے جو جو مدارج ابتک طے کئے ہیں
اُن کے خاص خاص نشانوں کا حوالہ یہاں دےدیا جائے

اور بتا دیا جائے کہ پچھلے تقریباً دس سال کے اندر اُس نئے دستور حکومت نے جو اب یہاں قائم ہورہا ہے کون کون سے مراحل طے کر کے تکمیل کی صورت اختیار کی - دوسری بات جس کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ ناظرین کو بتایا جائے کہ جن لوگوں نے اس دستور حکومت کے قرار دینے اور مکمل کرنے میں اپنا دماغ اور وقت صرف کیا اُن کی ذہنیت کیا تھی - کون سے خیال اور کون سے اصول تھے جو اُن کے دماغ کو متاثر کر رہے تھے - کن کن واقعات نے اُن کو اپنے نصب العین کے قائم کرنے میں مجبور کیا - کس غرض اور کس معیار کو مدنظر رکھ کر اُنھوں نے اِس دستور حکومت کا خاکہ کھینچا اور کن خیالات سے متاثر ہوکر اُنھوں نے اِس تصویر کی رنگ آمیزی کی اور اس کے خال و خط کھینچے - ناظرین اِس دستور حکومت کے بارے میں چاہے جو رائے بھی قائم کریں اُن کو مصور کی ذہنیت ، اصول اور خیالات معلوم کرنے کے بعد اس شاہکار کے مطالعہ کرنے اور سمجھنے میں ضرور مدد ملے گی -

آئینی اصلاحات کا شروع

سیاسی حقوق کے مطالبہ کی آواز ہندوستان میں پہلے پہل سنہ ۱۸۷۰ اور سنہ ۱۸۸۰ع کے درمیان سنائی دی - اور حکومت نے ہندوستانی نمائندوں کے انتخاب کا دستور پہلے پہل لوکل سلف گورنمنٹ کے دائرہ میں شروع کیا - سنہ ۱۸۸۵ع میں اِنڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی اور اُس نے کونسلوں کی توسیع اور اُن میں ہندوستانی نمائندوں کے انتخاب کا مطالبہ پیش کیا - سنہ ۱۸۹۲ع میں پہلی مرتبہ ہندوستانی

نمائندے منتخب ہو کر صوبوں کی کونسلوں اور نیز امپیریل (یعنی تمام ہندوستان کی وائسرائے کی کونسل) کونسل میں بھیجے جانے لگے - تاہم اُس وقت تک دستور یہ تھا کہ پہلے نمائندگان رعیت منتخب ہوتے تھے اور جو منتخب کئے جاتے تھے اُنھیں گورنر جنرل نامزد کرتا تھا - اُس وقت تک اُن کونسلوں میں سرکاری حکام کی کثرت ہوتی تھی - ہندوستانی نمائندے معدودے چند ہوتے تھے - جب کوئی قانون اِن کونسلوں میں زیر بحث ہوتا تھا یہ اُس پر اظہار رائے یا نکتہ چینی کر سکتے تھے اور کرتے تھے یا جب سالانہ بحث پیش ہوتا تھا تو اُس سلسلۂ بحث میں اُن کو یہ موقع دیا جاتا تھا کہ یہ رعیت کی عام شکایات یا مطالبات اعلیٰ حکام کے روبرو پیش کر دیں - اِس سے زیادہ کچھ نہیں - سنہ ۱۹۰۵ع میں تقسیم بنگالہ کے ہنگامہ کے سلسلہ میں سیاسی حقوق کے مطالبات کا شور شدت کے ساتھ برپا ہوا اور سنہ ۱۹۰۹ع میں سرکار نے آئینی اصلاحات کے جانب گویا پہلا قدم بڑھایا -

آئینی اصلاحات کی پہلی منزل

سنہ ۱۹۰۹ع کی اصلاحات منٹو مارلے اصلاحات کے نام سے مشہور ہیں لارڈ منٹو اُس وقت ہندوستان کے وائسرائے تھے - اور جان مارلے مرحوم وزیر ہند - کونسلوں کی توسیع ہوتی - انتخاب کے دستور نے رواج پایا - کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی کثرت رکھی گئی جس کے معنی یہ تھے کہ نہ تو سرکاری حکام کی کثرت تھی نہ منتخب ممبروں کی بلکہ منتخب ممبروں اور سرکار کے نامزد کئے ہوئے غیر سرکاری ممبروں کی ملاکر کثرت

ہوتی تھی ۔ رعیت کے شکایات کے متعلق ان ممبروں کو کونسل
میں سوالات کرنے کا حق دیا گیا ۔ مزید یہ حق بھی حاصل
ہوا کہ اگر کسی خاص امر کے متعلق یہ کوئی تجویز یا
رزولیشن پیش کرنا چاہیں تو کر سکتے تھے لیکن اگر یہ
رزولیشن کونسل سے منظور بھی ہو جاتا تو گورنمنٹ کا اُس پر
عمل کرنا لازمی نہ تھا ۔ سالانہ بجٹ پر تفصیلی بحث
کرنے اور ووٹ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہو گیا تھا صوبوں کے
گورنروں کی ایگزیکیٹو کونسل میں اور نیز خود گورنر جنرل کی
ایگزیکیٹو کونسل یا کیبنٹ میں بھی ایک ایک ہندوستانی
پہلی مرتبہ مقرر کیا جانا شروع کیا گیا ۔ منٹو مارلے اصلاحات
کے ہی زمانہ سے مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کا دستور
بھی رائج ہوا ۔ اس دور میں نمائندگان رعیت کو شکایات و
مطالبات پیش کرنے کا موقع تو ضرور حاصل ہو گیا تھا لیکن
سرکاری نامزد ممبروں کی کثرت ہونے کی وجہ سے ان کا
اختیار و قابو کچھ نہیں تھا ۔ جان مارلے وزیر ہند نے ان
اصلاحات کے دور کے شروع ہونے کے موقع پر اپنی ایک تقریر
میں اس خیال کو اصرار کے ساتھ ظاہر کیا تھا کہ ان
اصلاحات کے جاری کرنے کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان
میں ذمہ دارانہ پارلمنٹری حکومت قائم کی جائے ۔ کیونکہ
ان کی رائے میں ہندوستان کے لئے پارلمنٹری حکومت کا
دستور موزوں اور مناسب نہ تھا ۔

آئینی اصلاحات کی دوسری منزل

ان اصلاحات کے دور کو ابھی پورے
دس سال بھی نہ گزرے تھے کہ دوران جنگ
یورپ میں ہندوستان میں مزید آئینی

اصلاح کا مطالبہ ہونے لگا اور اس مطالبہ نے ہوم‌رول ایجیٹیشن کی تحریک کو فروغ دیا - اُس وقت مسٹر ایڈون مانٹیگو وزیر ہند تھے - اُنہوں نے اگست سنہ ۱۹۱۷ع میں برطانوی حکومت کی جانب سے پارلیمنٹ میں یہ اعلان کیا کہ برطانوی حکومت کا مقصد ہندوستان میں ذمہ‌دارانہ حکومت قائم کرنے کا ہے - اُس غرض کے پورا کرنے کے لئے درجہ بدرجہ قدم بڑھایا جائے گا - چنانچہ سنہ ۱۹۱۸ع اور سنہ ۱۹۱۹ع میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی پارلیمنٹ میں ترمیم ہوئی اور آئینی اصلاحات کے جانب ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا - اُس زمانہ میں ہندوستان کے وایسرائے لارڈ چمسفورڈ اور وزیر ہند مسٹر مانٹیگو تھے - چنانچہ یہ اصلاحات مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کے نام سے مشہور ہوئیں - ہندوستان کی سیاسیات کے گرم فریق نے ان اصلاحات کو قبول نہیں کیا لیکن نرم فریق نے ان کو قبول کر کے ان پر کار بند ہونے کی نیت باندھی -

ان اصلاحات کے تحت میں کونسلوں کی مزید توسیع کی گئی - اور پہلی مرتبہ منتخب ممبروں کی کثرت رکھی گئی - اُسی وقت سے صوبوں میں دو عملی حکومت کا دستور قائم ہوا - یعنی بعض محکمۂ حکومت مثل تعلیم ' حفظان صحت' صنعت و حرفت وغیرہ وزرا کے تحت میں آئے کہ جو اپنے اعمال کے نیک و بد کے لئے کونسل کے روبرو ذمہ دار قرار دئے گئے اور بعض محکمے مثل عدالت ' پولیس ' بندوبست آراضی و مال ایکزیکٹو کونسل کے تحت میں رہے اور ان کی ذمہ داری وزیر ہند اور پارلیمنٹ کے روبرو قرار دی گئی - اُس وقت سے صوبوں کی حکومتوں کے پانچ

اراکین میں سے تین ہندوستانی ہونے لگے یعنی دو ہندوستانی وزرا اور ایک ہندوستانی ممبر ایگزیکٹو کونسل - دوسرا ممبر ایگزیکٹو کونسل انگریز ہوتا ہے اور گورنر بھی بالعموم انگریز - لارڈ سنہا پہلے مستقل گورنر ہوئے تھے ان کے بعد سے کوئی ہندوستانی مستقل گورنر نہیں ہوا گو کئی ہندوستانیوں کو اس کے بعد سے قائم مقام گورنر ہونے کا موقع مل چکا ہے - گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل میں بھی اس وقت سے تین ہندوستانی ممبر مقرر کئے جانے لگے ہیں - اس وقت حکومت ہند کی ساخت حسب ذیل ہے : اول گورنر جنرل دوئم کمانڈر انچیف - پھر تین انگریز ممبر اور تین ہندوستانی ممبر - مرکزی حکومت میں ذمہ دارانہ حکومت کا شائبہ نہیں - گو لیجسلیٹو اسمبلی قائم ہوئی اور اس میں ہندوستانی منتخب ممبروں کی کثرت بھی قرار دی گئی - بجٹ وغیرہ کی رد و قدح کے اختیارات میں بھی اضافہ ہوا - علاوہ بریں دارالامرا کی حیثیت کی ایک کونسل آف اسٹیٹ بھی قائم ہوئی - لیکن مرکزی حکومت میں ذمہ دارانہ حکومت کا دستور کسی حد تک بھی نہیں قائم کیا گیا - مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا دور ابھی جاری ہے اور یہی موجودہ دستور حکومت ہے - لیکن سنہ ۱۹۳۵ع کے قانون حکومت ہند کے پارلیمنٹ سے منظور ہوجانے کے بعد اب یہ دور یعنی موجودہ دستور حکومت مارچ سنہ ۱۹۳۷ع میں ختم ہو گیا اور اپریل سنہ ۱۹۳۷ع سے ہندوستان کی آئینی اصلاحات کی تیسری منزل شروع ہوگئی اور نیا دستور حکومت قائم ہو گیا جس کا خاکہ اس کتاب میں پیش کیا جاتا ہے -

آئینی اصلاحات کی تیسری منزل

جس وقت سنہ ۱۹۱۸ و ۱۹۱۹ع میں مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کی بنا پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ترمیم ہوا تھا اُس وقت یہ بھی قرار پایا تھا کہ دس سال بعد اس نئے دور کے اصلاحات پر نظر ثانی کی جائے اور معلوم کیا جائے کہ یہ اصلاحات اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں دو چار قدم اور آگے بڑھانے کی ضرورت ہے یا تجربہ قدم پیچھے ہٹانے کو کہتا ہے - اس جانچ پڑتال کے لئے یہ تجویز کی گئی تھی کہ دس سال کا تجربہ حاصل ہونے پر پارلمنٹ ایک کمیشن مقرر کرے اور یہ کمیشن تحقیقات کرکے جیسی کچھ رپورٹ پیش کرے اُس پر عمل کیا جائے - چنانچہ سنہ ۱۹۲۸ع میں برطانوی حکومت نے پارلمنٹ کے ممبروں کا ایک کمیشن مقرر کرکے ہندوستان بھیجا - اس کے صدر سر جان سائمن تھے - یہ کمیشن سائمن کمیشن کے نام سے مشہور ہے - ہندوستانیوں کو بلا تفریق نرم اور گرم فریق کے یہ شکایت پیدا ہوئی کہ اس کمیشن میں ہندوستانیوں کو جگہ نہیں دی گئی - چنانچہ نہ صرف انڈین نیشنل کانگریس نے بلکہ لبرل پارٹی نے بھی اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا اور اُس کمیشن کے ہندوستان میں وارد ہونے کے موقع پر عوام الناس میں خاصہ اچھا ہنگامہ برپا رہا - بہر حال کمیشن یہاں آیا اور اُس نے دو سال تک تحقیقات جاری رکھی اور پھر اپنی رپورٹ کئی جلدوں میں ترتیب کرکے پارلمنٹ کے روبرو پیش کی ہندوستانی سیاسی حلقوں میں اس رپورٹ کا خیر مقدم بالکل نہیں ہوا اور ہندوستان

کی جانب سے ناراضی اور علحدگی کا رویہ ظاہر ہوتا رہا اُس زمانہ میں لارڈ ارون وائسرائے تھے اور ولایت میں لیبر گورنمنٹ کا دور دورہ تھا - لیبر گورنمنٹ کی اجازت سے لارڈ ارون نے دسمبر سنہ ۱۹۲۹ع میں یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کو ڈومنین اسٹیٹس دیا جائےگا اور وہی اصلاحات جاری کی جائینگی کہ جو راونڈ ٹیبل کانفرنس میں بیٹھ کر ہندوستان اور برطانیہ دونوں ملکوں کے نمائندے سمجھوتہ کرکے طے کر دیں گے - انڈین نیشنل کانگریس اور مہاتما گاندھی کو اس اعلان سے تسکین نہیں ہوئی اور اُنھوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر کے ہنگامۂ انقلاب برپا کیا - لیکن لبرل پارٹی کے لیڈروں ' زمینداروں ' تاجروں ' ہندوؤں ' مسلمانوں ' سکھوں اور عیسائیوں کے نمائندوں نے اس دعوت کو قبول کرکے راونڈ ٹیبل کانفرنس کی شرکت کی - اس راونڈ ٹیبل کانفرنس میں دیسی ریاستوں کے والیان ریاست بھی مدعو کئے گئے تھے - پہلا اجلاس کامیابی کے ساتھ ہوا - اور دستور حکومت کے متعلق دو اصولی باتیں اس میں طے پا گئیں اول یہ کہ صوبوں کی حکومتیں خود مختار کردی جائیں اور مرکزی حکومت کا ڈھانچا فیڈریشن کے دستور پر قائم کیا جائے - اس کے بعد یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ قبل اس کے کہ کوئی مکمل اسکیم تیار ہو انڈین نیشنل کانگریس اور مہاتما گاندھی کی شرکت بھی آئندہ اجلاس راونڈ ٹیبل کانفرنس میں ہونی چاهئے - چنانچہ لارڈ ارون اور مہاتما گاندھی میں کچھ سمجھوتہ ہوا سول نافرمانی کی تحریک ملتوی رکھی گئی اور مہاتما گاندھی کانگریس کے نمائندے کی حیثیت

سے راونڈ ٹیبل کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں شریک ہوئے -
کانفرنس کا اجلاس کئی مہینے تک جاری رہا - اس عرصہ
میں ولائت میں لیبر پارٹی کو شکست ہو گئی اور نیشنل
گورنمنٹ جس میں کنسرویٹو پارٹی کی کثرت تھی قائم ہوئی -
مہاتما گاندھی برطانوی حکومت کو کانگریس کے مطالبوں کا
قائل نہ کرسکے نہ مسلمانوں اور سکھوں سے ہی کوئی سمجھوتہ
ہو سکا مہاتما گاندھی واپس آئے اور سول نافرمانی کی تحریک
پھر جاری ہوئی - اُدھر نیشنل گورنمنٹ نے ایک تیسرا
اجلاس راونڈ ٹیبل کانفرنس کا منعقد کیا لیکن اُس میں
خاص خاص لوگ بلائے گئے اور وہی لوگ تھے کہ جن سے
سمجھوتہ ہونے کی اُمید تھی - اُس میں ایک اسکیم طے پائی -
جو بعد ازاں وھائٹ پیپر کے نام سے گورنمنٹ نے شائع کی -
اس تجویز کی رد و قدح کرنے اور اس پر غور کرنے کے لئے پارلمنٹ
نے ایک جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی مقرر کی کہ جس میں دارالامرا
اور دارالعوام کے سربرآوردہ ممبر شامل ہوئے - اس کمیٹی کے
روبرو شہادتیں گذریں اور بحث و مباحثہ کا سلسلہ مدت تک
قائم رہا - بالاخر اس جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے ایک ضخیم
رپورٹ شائع کی اور مکمل صورت میں آئینی اصلاحات کے
متعلق اپنی سفارشیں قلمبند کیں- جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی
سفارشیں اُنھیں تجاویز پر مبنی ہیں کہ جو وھائٹ پیپر میں
پیش کی گئی تھیں اور جن پر سائمن کمیشن کی رپورٹ کا بہت
کچھ اثر تھا - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی سفارشوں کی
بنا پر مسودہ قانون ترتیب ہوکر پارلیمنٹ کے روبرو پیش
ہوا - دفعہ بہ دفعہ اُس پر پارلیمنٹ میں بحث جاری

وھی - پارلیمنٹ کے ایک چھوٹے سے فریق نے جس کے لیڈر مسٹر چرچل تھے اس اصلاحات کے قانون کی شد و مد سے مخالفت کی - اور مخالفت کی وجہ یہ قرار دی کہ اس قانون کے جاری کرنے کے معنی یہ ھیں کہ ھم ھندوستان کی حکومت سے عہدہ برآ ھوکر بالکل ھاتھ دھوئے لیتے ھیں - دوسرے ایک چھوٹے سے فریق نے جس میں لیبر پارٹی کے ممبر شامل تھے اس کی مخالفت اس بنا پر کی کہ اس مسودہ قانون سے ھندوستان کے مطالبات عشر عشیر بھی پورے نہیں ھوتے - بایں ھمہ یہ مسودہ قانون جزوی ترمیمات کے ساتھ پارلیمنٹ سے سنہ ۱۹۳۵ع میں بکثرت رائے منظور ھوگیا اور اب آیندہ انتخابات کے ھوجانے کے بعد سے اپریل سنہ ۱۹۳۷ع میں اس قانون کی رو سے نیا دستور حکومت ھندوستان میں جاری ھوا اور ھم نے اصلاحات کی تیسری منزل کی مسافت طے کرنا شروع کر دی -

واقعات و افکار

آئینی اصلاحات کے مختلف دورں میں جو مسافت ھمنے اپتک طے کی ھے اُس کے مخصوص نشانات کا پتہ ھمنے اُپر بتایا ھے اب ھم کو یہ دیکھنا ھے کہ اُن لوگوں کے جنھوں نے یہ نیا قانون مرتب کیا ھے یا جنھوں نے اس نئے دستور حکومت کی بنا ڈالی ھے خیالات کیا تھے ' وہ کن واقعات ' کن خیالات ' کن اصولوں اور کس ذھنیت سے متاثر ھوئے اور اس دستور حکومت کی بنا ڈالنے میں انھوں نے کون سا مقصد اور غرض اپنے نظر کے سامنے رکھی -

پہلی بات جو غور طلب ھے وہ یہ ھے کہ جائنٹ

پارلیمنٹری کمیٹی ہندوستان کو ایک متحدہ قوم تسلیم نہیں کرتی - اُس کی رائے میں ہندوستان یورپ کی طرح ایک بر عظیم ہے جس میں بیسوں قومیں بستی ہیں - درجنوں زبانیں بولی جاتی ہیں - مختلف مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں کہ جن کا نہ صرف مذہب ہی علیحدہ علیحدہ ہے بلکہ جو مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کے ورثہ دار ہیں - ہندو مسلمان اور سکھوں میں مذہبی اختلافات اور ذات پات کے جھگڑوں کی وجہ سے حد درجہ کی مغائرت ہے - برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کی دنیا بالکل جداگانہ ہے - دونوں کی مخلوق میں کوئی مناسبت ہی نہیں - باوصف اس کے کہ ہندوستان میں دولت کی کمی نہیں یہاں کے لوگوں کے رہنے سہنے کا طریقہ بہت ادنیٰ درجہ کا ہے - جہالت اور لاعلمی کی یہ کیفیت ہے کہ بجز شہروں اور قصبوں کے دیہات میں ایسے لوگ مشکل سے ملتے ہیں جو کچھ پڑھ لکھ سکتے ہوں - دوسرا خیال جس پر اس کمیٹی نے زور دیا ہے یہ ہے کہ ہندوستان میں ہمیشہ سے خانہ جنگی اور طوائف الملوکی رہی - یہ کبھی ایک حکومت یا سلطنت کے تحت میں رہ کر پنپ ہی نہ سکا - ہندوستان کی پچھلی کئی صدیوں کی تاریخ میں صرف مغل بادشاہوں کا کچھ زمانہ ایسا گذرا ہے کہ جب ہندوستان کا بہت بڑا حصہ ایک حکومت کے تحت میں تھا تب بھی پوری طور سے امن و امان قائم نہ تھا - یہ صورت صرف برطانوی حکومت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ پہلی مرتبہ تمام ہندوستان ایک حکومت کی تحت میں آیا ہے - ہرچگہ امن و امان قائم ہے - رعیت کو امن و سکون کی وجہ

سے تعلیمی ' سوشل ' اقتصادی اور سیاسی زندگی حاصل ھے اور وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر رھے ھیں - گو جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی ھندوستان کو ایک متحد قوم تسلیم نہیں کرتی تاھم وہ یہ محسوس کرتی ھے کہ کل ملک کے عرصۂ دراز تک ایک حکومت کے تحت میں رھنے سے ' امن و امان کے برابر قائم رھنے سے ' ریلوے ' ڈاک اور تار برقی وغیرہ کے وسائل جاری ھونے سے ' تعلیم کی روشنی پھیلنے اور انگریزی زبان کے کل ملک میں رائج ھونے سے ھندوستان کی شہری آبادی میں متحدہ قومیت کا احساس اب پیدا ھونے لگا ھے - تعلیمی ' سوشل ' اقتصادی اور سیاسی تحریکوں نے اس متحدہ قومیت کے احساس کو نشو و نما پانے کا موقع دیا ھے - یہ متحدہ قومیت کا احساس اب تیز گامی کے ساتھ بڑھ رھا ھے اور تعلیم یافتہ طبقہ کے دماغوں میں جمہوریت اور آزادی کے وھی خیالات و جذبات پیدا ھو رھے ھیں جو مغربی یا برطانوی لوگوں کے ھیں - کمیٹی کی رائے ھے کہ انگریزی دستور حکومت کے رائج ھونے ' نئی روشنی کے پھیلنے ' مغربی تہذیب سے آشنا ھونے ' انگریزی تاریخ اور قانون کے پڑھنے اور آزادی اور جمہوریت کے جذبوں اور ارمانوں سے دو چار ھونے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ جو ھندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں ظاھر ھو رھا ھے اور جس کی وجہ سے آئینی اصلاحات کا مسئلہ اب در پیش اور حل طلب ھے - باوصف اس بات کے یقین کرنے کےکہ تعلیم یافتہ طبقہ ملک کی کل آبادی کے لحاظ سے بڑی قلیل جماعت ھے کمیٹی اس کے اثر کو نظر انداز نہیں کرتی اور تسلیم کرتی ھے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کا اثر

عام رعیت پر برابر اور گہرا پڑتا ہے - جب کہ باوصف
امن و امان قائم ہونے کے بارش کی قلت نہونے پر بھی
کسان کو اپنی پیدا وار کے دام پورے پورے نہیں ملتے تو اس کو
بےاطمینانی ہوتی ہے اس میں اس کی اہلیت نہیں کہ وہ
اقتصادی اور سیاسی اُلجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے بیٹھے
شہر کے پڑھے لکھے لوگ اس کو جو کچھ سمجھائینگے وہ اُس ہی
کو صحیح مانے گا اور سیاسی شور غوغا کے اثر کو آسانی سے
قبول کریگا - اس لئے تعلیم یافتہ جماعت کے احساسات و
جذبات ' ان کے ارمان اور خیالات ٹھکرائے نہیں جاسکتے
اور توجہ کے قابل ہیں - کمیٹی اس کو جانتی ہے کہ اچھی
حکومت کبھی اور کسی حالت میں بھی خود مختاری کی
حکومت کا نعم‌البدل نہیں ہو سکتی اور خود مختار حکومت
کا بہترین دستور وہی ذمہ دارانہ حکومت ہے کہ جس میں
وزرأ لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار قرار دئے جاتے ہیں -
باوصف اس بات کے تسلیم کرنے کے کہ خود مختارانہ اور
ذمہ‌دارانہ حکومت کا دستور بہترین دستور ہے کمیٹی اس
بات کو نہیں مانتی کہ آئینی حکومت کے جو اصول انگریزی
قانون میں منضبط ہیں اور جن پر برطانوی پارلمنٹری
حکومت ڈھالی گئی ہے وہ بلاکم وکاست ہر ملک اور ہر قوم
میں بعینہ منتقل کئے جا سکتے ہیں اور ہر جگہہ ان کی نقل
اُتاری جا سکتی ہے - خود برطانیہ کی حکومت محض اصولی
آئین پر قائم نہیں ہوتی ہے بلکہ تجربہ اور رواج نے جا بجا
ان اصولی آئین کو حسب ضرورت ترمیم کیا ہے - پھر ہر قوم
اور ہر ملک کے رواج ' مزاج ' عادات و خصائل جداگانہ ہوتے

ہیں اور جس طرح کہ ان کا اثر ان کی سوشل زندگی پر پڑتا ہے اسی طرح سیاسی اور تمدنی زندگی پر بھی گہرا ہوتا ہے - ہر دستور حکومت میں ان کا اثر نمایاں ہوگا لہذا یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ جو دستور پارلمنٹری حکومت کا اس وقت برطانیہ میں قائم اور رائج ہے وہ بعینہٖ ہندوستان میں منتقل کیا جا سکتا ہے یا یہاں اُس کی نقل اُتاری جا سکتی ہے - انگریزی نو ابادیوں میں یعنی آسٹریلیا، کناڈا وغیرہ میں بھی ایسا نہیں کیا گیا اگر ان نو ابادیوں میں کم و بیش آج اُسی قسم کا دستور حکومت رائج ہے کہ جیسا برطانیہ میں تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ ان نو ابادیوں میں جاکر بسے تھے انھوں نے شروع ہی سے اپنے یہاں کی حکومتوں کی بنا اُسی ڈھنگ کی ڈالی تھی کہ جس کے وہ برطانیہ میں عادی تھے پھر ان کے عادات و خصائل، رواج و مزاج میں بھی کم و بیش وہی کیفیت موجود تھی کہ جو برطانوی قوم میں ہے تاہم حسب ضرورت رد و بدل ان کو بھی کرنا پڑا - ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک عرصہ دراز سے قائم ہے - اس میں اس وقت بھی برطانوی دستور حکومت کا شائبہ موجود ہے لیکن اس دستور حکومت کا نشو و نما یہاں کی ضروریات کے لحاظ سے ہوا ہے - اس کا ایک خاص ڈھنگ پڑ گیا ہے اگر یہاں ذمہ دارانہ حکومت قائم کرنا منظور ہے تو وہ اُسی ڈھنگ پر پڑےگی کہ جو یہاں رائج ہے - اس کی ترمیم و اصلاح کی جائےگی یہ نہیں ہو سکتا کہ بعینہٖ برطانوی قانون کے اصول و آئین کی نقل کرکے برطانوی پارلمنٹ کے دستور حکومت کو یہاں رواج دے دیا جائے - بلکہ یہاں کا

دستور حکومت بتدریج بدلتے بدلتے اپنے ڈھنگ کی ذمہ دارانہ حکومت کی صورت اختیار کر لیگا -

برطانوی حکومت کا منتہائے مقصد اور صوبوں کی خود مختاری

انہیں واقعات و خیالات سے متاثر ہوکر جب جدید قانون ہند کے مرتب کرنے والے اُسے ترتیب دینے بیٹھے تو اُنہوں نے اُسی اعلان کو جو اب سے بیس سال قبل مسٹر مانٹیگو نے برطانوی حکومت کی جانب سے پارلمنٹ میں کیا تھا اپنا نصب‌العین قائم کیا یعنی برطانوی حکومت کی غرض و مقصد ہندوستان میں بتدریج ذمہ‌دارانہ حکومت قائم کرنا تجویز ہوا یہ بھی قرار پایا کہ یہ مقصد بتدریج منزلیں اور مسافتیں طے کرکے حاصل کیا جائیگا ایک منزل کے بعد دوسری منزل کی جانب کب اور کیسے قدم اُٹھایا جائیگا اس کا طے کرنا بھی پارلمنٹ کے اختیار میں ہوگا - اس پولیسی اور اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے نئے قانون کو مرتب کرتے وقت پہلا قدم جو اُٹھایا وہ صوبوں کی حکومتوں کی خود مختاری کی جانب تھا - کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس امر کو صاف صاف واضح کیا ہے کہ انہوں نے صوبوں کے خود مختار کرنے کی تجویز جو پیش کی وہ اس لئے نہیں کہ برطانوی آئین حکومت کے اصول ان کو ایسا کرنے پر مجبور کرتے تھے یا ہندوستانیوں کا یہ مطالبہ نہایت شدید تھا بلکہ ہندوستان کی حکومت کے دستور کا ارتقا اس کا مقتضی تھا - ہندوستان کی مرکزی حکومت ایک عرصۂ دراز سے یہ میلان ظاہر کر رہی ہے کہ مرکزی حکومت کے استحکام اور مضبوطی کا لحاظ رکھنے کے بعد

جہاں تک ممکن ہو اپنے اختیارات صوبوں کی حکومتوں کو منتقل کرتی جائے - پہلا قدم اس جانب لارڈ رپن کے زمانہ میں اٹھایا گیا تھا کہ جب لوکل سلف گورنمنٹ کے اختیارات میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈز کو دئے گئے تھے - اس کے بعد وقتاً فوقتاً بہت سے معاملوں میں مرکزی حکومت اپنے اختیارات صوبوں کی حکومتوں کو منتقل کرتی گئی - سنہ ۱۹۱۹ع کے ترمیم قانون کی رو سے صوبوں کی حکومتوں میں دو عملی کارخانہ رائج ہوا اور مرکزی حکومت نے پارلیمنٹ کی اور اپنی ذمہ داری ایک حد تک نمائندگان رعیت کے اختیار میں منتقل کردی اس میلان اور ارتقا کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اب اصلاحات کے طرف جو قدم بڑھایا جائے وہ صوبوں میں دو عملی حکومت کو مسترد کرکے پوری خود مختاری کی جانب ہو ماسوا مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کی غرض دو عملی حکومت قائم کرنے سے یہ تھی کہ ہندوستانی وزراء کو عملی حکومت اور آئینی دستور کا تجربہ ہو جائے - یہ غرض اس عرصہ میں پوری ہوگئی لہذا اب دو عملی حکومت جاری رکھنے اور صوبوں کو خود مختار نہ بنانے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی - لہذا طے پایا کہ صوبوں کی حکومتیں خود مختار کی جائیں اور اپنے لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار قرار دی جائیں - دو باتیں اور بھی ہیں کہ جو اس اصلاح اور ارتقا کو لازمی قرار دیتی ہیں - اول یہ کہ ہندوستان کی معاشرتی زندگی میں بعض ریتیں اور رسمیں ایسے ناقص قسم کی ہیں کہ جو ملک کی آئندہ ترقی اور بہبودی میں رکاوٹیں ڈالتی ہیں - بیدار مغز اور آزاد خیال ہندوستانی

سوشل اصلاح کے قائل ہیں اور چاہتے ہیں کہ قانون کی امداد سے ان نقائص کو دور کریں - تمثیلاً صغرسنی کی شادی اور اچھوتوں کا مسئلہ پیش نظر ہے لیکن چونکہ حکومت کی باگیں ان کے ہاتھوں میں نہیں ہیں اور قانون کے ترمیم کرنے یا جاری کرنے کا اختیار اُنھیں نہیں حاصل ہے اس لئے وہ مجبور ہیں - اُدھر حکومت وقت چونکہ اس پولیسی کی پابند ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں دخل انداز نہ ہوگی اور ان سوشل رسوم اور نقائص کا داو و مدار زیادہ تر مذہبی عقائد پر ہے یا کم از کم ان عقائد کے ساتھہ یہ رسوم وابستہ ہیں اس لئے حکومت بھی ان معاملوں میں بےدھڑک اور تیزگامی سے قدم نہیں اُٹھا سکتی - لہذا ہندوستان کی آئندہ ترقی اور بہبود کے خیال سے لازمی آتا ہے کہ قانون اور حکومت کا اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں دیا جائے دوسری بات یہ کہ جب تعلیم ' حفظان صحت ' صنعت و حرفت وغیرہ کے معاملوں میں تو حکومت کے اختیارات ہندوستانیوں کے سپرد کئے گئے تو امن و امان قائم رکھنے کی ذمہ داری سے وہ کیوں بچیں اور یہ ذمہ‌داری بھی ان کے سپرد کیوں نہ کی جائے ان تمام باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے صوبوں کا خود مختار کرنا لازم ہوا -

پابندیاں	کمیٹی کی راے میں صوبوں کو خود مختاری دینے سے تو مفر نہ تھی - یہ ضرور لازم آتا تھا لیکن اُسی کے ساتھہ جائنٹ

پارلیمنٹری کمیٹی کو اس بات کا خرخشہ برابر لگا ہوا تھا اور جو شہادتیں اُن کے روبرو اینگلو انڈین حکام کی گذریں

اُنہوں نے اس خرخشہ کے طرف مزید اصرار سے توجہ دلائی
کہ وزراء اور لیجسلیچر کو ہندوستان میں امن و امان
قائم رکھنے کا ذمہ‌دار قرار دینا اور رعیت کی حفاظت
و عدل کا محافظ بنانا شدید خطرے سے خالی نہیں - اگر
وزراء اور لیجسلیچر نے سنگین اور نازک موقعوں پر ذرا
بھی تامل و تساہل سے کام لیا یا ایک مرتبہ بھی ان کے
قدم راہ راست سے ڈگمگائے تو رعیت اور حکومت کو ایک
آفت کا سامنا ہوگا - کمیٹی نے یہ بھی محسوس کیا کہ
برطانیہ اور ہندوستان کی سیاسی فضا اور صورت حال میں
بھی بہت کچھ فرق ہے - برطانیہ میں پارلیمنٹ اور وزراً
کو امن و امان قائم رکھنے کا ذمہ‌دار قرار دینا ایک بات ہے
اور ہندوستان میں اس صورت کا قائم کرنا بالکل دوسری
بات - کیونکہ ولایت کی سیاسی فضا اور استحکام حکومت کا
دار و مدار بالخصوص چار ضروری باتوں پر ہے - اول تو
وہاں کی پبلک میں ہر فریق اس بات کو مانتا ہے کہ کثرت
رائے کی حکومت ہونی چاہئے - دویم جو قلیل‌التعداد جماعتیں
ہیں وہ کثیرالتعداد جماعت کی حکومت کو قبول کرتی ہیں
اور اُن کے احکام کی نا فرمانی نہیں کرتیں - تیسرے وہاں
سیاسی اصولوں کی بنا پر پارٹیاں عرصۂ دراز سے قائم ہیں
کہ جو ذاتی یا فرقہ دارانہ جتھا بندی کو سیاسیات میں دخل
نہیں دینے دیتیں چوتھے آبادی کا کثیر حصہ ایسا ہے کہ
جس کا کسی پارٹی سے بھی کوئی تعلق نہیں اور جب کوئی
پارٹی اپنے سیاسی اصولوں کی دھن میں حد اعتدال سے
تجاوز کرنے لگتی ہے تو وہ دوسری پارٹی کا ساتھ دے کر اُس کو

برسر اقتدار قائم کردیتا ہے - یہی رائے عامہ ہوتی ہے -
ہندوستان میں موجودہ صورت میں اِن چار عناصر میں سے
ایک عنصر بھی موجود نہیں - یہاں نہ کوئی رائے عامہ ہے
نہ سیاسی اصولوں پر کار بند ہونے والی پارٹیاں - یہاں یا تو
ہندو جتھے ہیں یا مسلمان گروہ - جو ایک دوسرے کے
دشمن ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے پر
بھروسہ نہیں - اِن دونوں کے صرف مذہب ہی جدا گانہ نہیں
بلکہ اِن کا تہذیب و تمدن بھی علیحدہ علیحدہ ہے - پھر اور
بھی قلیل التعداد جماعتیں ہیں - ہندو میں ذات پات کے
جھگڑوں نے اِن کا شیرازہ اور بھی تتر بتر کردیا ہے اِن حالات
میں جداگانہ طریق نیابت اور جداگانہ طریق انتخاب سے
کیونکر مفر ہوسکتی ہے اِن باتوں سے نظر چرانا کار آمد نہیں
ہوسکتا صورت حال کی اِن مشکلات کا نہ صرف حکومت وقت کو
ہی بلکہ ہندوستانیوں کو بھی سامنا کرنا پڑے گا - کیا معلوم
ہے کہ سیاسی اور تمدنی ذمہ داری کا احساس ہندوستانیوں
میں کتنی مدت بعد پوری طور سے پیدا ہوگا اور یہاں پارٹیاں
محض سیاسی اور اقتصادی اصولوں پر کب تک قائم ہوسکیں گی -
لہذا اگر اِس وقت صوبوں کو بلا پابندیوں کے خود مختار کر کے
چھوڑ دیا جائے اور تحفظ کی کچھ شرائط نہ قائم کی جائیں
تو مذہب اور ذات کی تفریق باہمی بےاعتباری اور مناقشے
خود مختاری اور جمہوریت کے دور کو کبھی اُبھرنے اور پنپنے ہی
نہیں دیں گے اور صوبوں میں خود مختاری کا تجربہ کامیاب
نہ ہو سکیگا - لہذا صوبوں کی خود مختاری پر کچھ ایسی
پابندیاں عائد کرنا لازم آتا ہے کہ جو اُس سیاسی فضا کے

پیدا ہونے کا موقع دیں کہ جو برطانیہ میں جمہوریت کے دور کو کامیاب بناتی ہے - اِن پابندیوں کی اغراض یہ ہونی چاہئیں کہ اول تو وزرأ اور لیجسلیچر کو تجربہ حاصل کرنے ' غلطی کرنے اور اس کی خود ہی اصلاح کرنے کا موقع ہو - جو سیاسی فضا مغربی ممالک میں عرصہ سے قائم ہے یہاں بھی قائم ہوسکے اور اسی کے ساتھ حکومت کے انتظام اور رعیت کے امن و امان میں بھی خلل نہ پڑے - اور اگر خود مختار حکومت کی غلط کاریوں یا نا عاقبت اندیشوں سے ایسے نازک موقع پیش آئیں کہ جب حکومت کے انتظام اور رعیت کے امن و امان میں خلل پڑنے لگے تو کوئی با اختیار اور قادر قوت یا شخصیت حکومت کی ایسی پشت پناہ ہونی چاہئے کہ جو بگڑتے ہوئے کارخانے کو فوراً سنبھال لے - اگر قلیل التعداد جماعتوں کے ساتھ یا کار پردازان حکومت کے ساتھ وزرأ اور لیجسلیچر بےانصافی اور نا عاقبت اندیشی کا برتاؤ کریں تو وہ ترازو کے دونوں پلڑے برابر رکھ کر توازن قائم رکھ سکے - کمیٹی کی رائے میں یہ با اختیار شخصیت صرف گورنر کی ہوسکتی ہے اس لئے نئے دستور حکومت میں باوصفِ صوبوں کو خود مختار بنانے کے اور وزرأ کو لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار قرار دینے کے ہر صوبہ کے گورنر کو خاص اختیارات خاص خاص موقوں کے لئے دئے گئے ہیں اور اُس کی خاص ذمہ داریاں قائم کی گئی ہیں - جہاں ایک طرف خود مختاری اور ذمہ داری دی گئی ہے وہیں دوسری طرف پابندیاں بھی عائد کی گئی ہیں تاکہ توازن میں فرق نہ پڑنے پائے -

فیڈریشن

گو جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی اس کی قائل نہیں کہ ہندوستان کے باشندے ایک متحدہ قوم کہے یا مانے جاسکتے ہیں وہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان میں اب متحدہ قومیت کا احساس پیدا ہونے لگا ہے برطانوی حکومت کا اثر سب سے بڑی اور نمایاں ہندوستان پر یہی ہوا ہے کہ وہ ان کو ایک متحدہ قومیت کے شیرازے میں باندھ رہی ہے - جس صورت میں کہ صوبے خود مختار کر دئے گئے اور ان کو اپنی حیثیت و ہستی کے جدا جدا نشو و نما کا موقع دیا گیا تو یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت میں کمزوری آنے لگے گی اور متحدہ قومیت اور حکومت کا اثر کم ہونے لگےگا لہذا صوبوں کو خود مختار کرنے کے بعد مرکزی حکومت کے دستور کو اپنی اصلی پرانی حالت پر قائم رہنے دینا مناسب نہیں - اس لئے مرکزی حکومت کے دستور کی تبدیلی و اصلاح بھی لازم ہوتی ہے - اکثر ممالک میں خود مختار چھوٹی چھوٹی حکومتیں - ریاستیں یا صوبے اپنے تحفظ اور تقویت کی غرض سے متحد ہو کر ایک متحدہ حکومت قائم کر لیا کرتے ہیں اور اس دستور کو فیڈریشن کہا جاتا ہے - یہاں صوبوں کو خود مختار کرنے کے بعد اگر متحدہ قومیت اور متحدہ حکومت کو تقویت کے ساتھ قائم رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ ان صوبوں کی متحدہ مرکزی حکومت قائم کی جائے اور مرکزی حکومت کے کم از کم لیجسلیچر میں اسی نوع سے تبدیلی اور اصلاح کی جائے - نہ سائمن کمیشن اور نہ برطانوی حکومت کا خیال شروع میں مرکزی حکومت میں ذمہ داری کا عنصر شامل کرنے کا تھا

لیکن راونڈ ٹیبل کانفرنس میں جب والیان ریاست نے فیڈریشن میں شامل ہونے کی آمادگی ظاہر کی تو صورت حال میں تبدیلی واقع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ نہ صرف صوبوں کا فیڈریشن قائم کیا جائے بلکہ برطانوی صوبوں اور دیسی ریاستوں کی متحدہ مرکزی حکومت قائم ہو جس کو فیڈریشن یا فیڈریل گورنمنٹ کہہ سکیں یہ ماننا پڑے گا اور جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی بھی اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ جو فیڈریشن یہاں قائم کیا جا رہا ہے وہ معمولی فیڈریل حکومت کے دستور سے بالکل مختلف ہے بلکہ انوکھا ہے اور دنیا کی تاریخ میں اس کی سی دوسری مثال ملنی بہت مشکل ہے - کیونکہ برطانوی ہند کے صوبوں کو بالکل خود مختار اور آزاد ریاستیں یا حکومتیں قرار نہیں دیا جا سکتا - ماسوا دیسی ریاستوں کی کیفیت صوبوں کی حکومتوں سے بالکل مختلف ہے - والیان ریاست قطعی خودسر اور مالک جُز و کل ہیں - اُن کے یہاں نہ دستوری اور جمہوری حکومت ہے نہ رعایا کے کوئی اختیارات ہیں - پھر گو والیان ریاست فیڈریشن میں شامل ہونے کو تو ضرور تیار ہیں لیکن وہ خاص شرائط اور خاص رعایتیں چاہتے ہیں وہ اُنہیں شرائط پر شامل ہونے کو تیار نہیں ہیں کہ جو صوبوں کے لئے قرار دی گئی ہیں - لہذا جو فیڈریشن اس طریق پر قائم کیا جائے گا وہ انوکھا ضرور ہوگا تاہم کمیٹی کی رائے میں ہندوستان کی آئندہ ترقی اور بہبودی اس فیڈریشن کے دستور کے ساتھ وابستہ ہے - اول اس لئے کہ صوبوں اور دیسی ریاستوں کا کسی طریق سے بھی سہی ایک فیڈریشن میں شامل ہونا

هندوستان کی متحدہ قومیت اور حکومت کے خیال کو تقویت پہونچائے گا - مانا کہ یہ اتحاد مکمل نہ ہو تاہم اِس سے متحدہ قومیت اور حکومت کے خیال کو تقویت پہونچے گی - دوسرے مرکزی حکومت میں بھی ذمہ داری کے عنصر کا شروع کرنا ممکن ہو جائےگا - کیوںکہ اول تو والیان ریاست نے فیڈریشن میں شامل ہونے کی ایک شرط یہ کی ہے کہ مرکزی حکومت میں بھی وزراء لیجسلیچر کے روبرو ذمہ‌دار قرار دئے جائیں اِس طرح سے والیان ریاست کی وہ شکایتیں دور ہو جائیں گی جو اُن کو پولیٹکل ڈپارٹمنٹ سے رہا کرتی ہیں کیوںکہ اکثر معاملات اُن کی مرضی کے خلاف بلا اُن کی راے اور دخل کے طے ہو جایا کرتے ہیں - جب مرکزی حکومت میں فیڈریشن کا دستور قائم ہوگا اور والیان ریاست اُس میں شامل ہوں گے تو اُن کو بھی دخل دینے اور معاملات کے طے کرنے کا اختیار ہوگا - ماسوا والیان ریاست کے فیڈریل لیجسلیچر اور فیڈریل حکومت میں شامل ہونے سے دستور حکومت کو استحکام اور مضبوتی حاصل ہوگی - جمہوری اور انقلابی تاثرات پر اُن کی شرکت کی وجہ سے ایک قسم کا قابو رہے گا اور فیڈریل ذمہ‌دارانہ حکومت کو استحکام حاصل ہوگا ؛ اور هندوستانیوں کا جو مطالبہ هے کہ صوبوں کو خود مختار اور ذمہ‌دار بنانے کے ساتھ ہی ساتھ مرکزی حکومت میں بھی ذمہ‌دارانہ حکومت کا دستور رائج کیا جائے وہ بھی ایک حد تک پورا ہو جائےگا - اُنھیں خیالات اور وجوہ کی بنا پر جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مرکزی حکومت فیڈریشن کے دستور پر قائم کی جائے جس میں برطانوی هند کے مختلف

صوبے اور دیسی ریاستیں دونوں شامل ہوں - محکمۂ خارجیہ اور محکمۂ فوج تو گورنر جنرل کے اختیار میں رہے اور گورنر جنرل وزیر ہند اور پارلیمنٹ کے روبرو ذمہ‌دار ہو - باقی مرکزی حکومت کے تمام محکمے فیڈریل گورنمنٹ کے تحت میں رہیں اور فیڈریل حکومت فیڈریل لیجسلیچر کے سامنے ذمہ‌دار قرار پائے -

میانہ روي کا مسلک

اُن واقعات اور افکار کے بیان کے بعد کہ جو قانون ہند کے مرتب کرنے والوں کے پیش نظر تھے - اور جس دلیل و منطق نے اُنہیں اس دستور حکومت کو اس طریق پر ڈھالنے کے لئے مجبور کیا کہ جس پر پارلیمنٹ نے سنہ ۱۹۳۵ع میں مہر منظوری ثبت کی انہوں نے اپنے نظریہ کی اس طرح تشریح کی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا تھا کہ خود مختاري اور دستوری حکومت کے طرف ایک قدم بھی بڑھانا سلطنت برطانیہ کی عظمت و شوکت کو بڑا دھکا لگائےگا اور خود ہندوستان میں شورش اور ہنگامہ کا ایسا طوفان برپا کرےگا کہ امن و امان میں خلل پڑنے سے رعیت تباہ حال ہوگی دوسري جانب سے ہندوستانی لیڈر اور ہندوستان کے نمائندوں اور بہی خواہوں کا یہ مطالبہ تھا کہ جو اصلاحات تجویز کی گئیں وہ قطعی نا کافی ہیں - خود مختارانہ اور ذمہ دارانہ حکومت کا اختیار جو اُس کا حق اور حصہ ہے اُس سے انہیں باز رکھا جا رہا ہے - کمیٹی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ہندوستان کی ایک بڑی سیاسي جماعت سے تو کسی قسم کا سمجھوتہ ہونا ممکن تھا ہی نہیں لیکن اُنہیں افسوس اس بات کا ہے کہ وہ ہندوستان کی

اعتدال پسند جماعت کی غرض اور منشا کو بھی پورا نہ کرسکے -
تاهم دونوں ملکوں کے نمائندوں میں سے میانہ روی کے مسلک
کے پیرو کاروں کی ایک جماعت ایسی نکل آئی کہ جس کی
شرکت اور مدد سے هندوستان کے دستور حکومت کا قانون
مرتب هوگیا یہی وجہ ہے کہ کمیٹی نے نہ تو تعجیل اور
تیزگامی سے هی کام لیا نہ آهستہ خرام بلکہ متخرام والی پولیسی
اختیار کی غالباً یہی وجہ ہے کہ انہوں نے لیبر گورنمنٹ اور
لارڈ ارون کے اس اعلان کو کہ هندوستان کو ڈومینین اسٹیٹس
دیا جائےگا اور وهی دستورالحکومت یہاں قائم کیا جائےگا کہ
جو دونوں ملکوں کے نمائندے سمجھوتہ کرکے قرار دیں‌گے
نظر انداز کردیا - اور برٹش گورنمنٹ کے اس اعلان کو کہ جو
مسٹر مانٹیگو نے سنہ ۱۹۱۷ع میں کیا تھا اپنا نصب‌العین
بنایا - جہاں صوبوں کو خود مختار کیا وهیں اُن پر پابندیاں
بھی عائد کیں اور تقریباً کل اختیارات گورنر کے سپرد کئے
مرکزی حکومت میں بھی ذمہ دارانہ حکومت قائم کی اور
فیڈریشن کا دستور تجویز کیا لیکن وهاں بھی اول تو فوجی
خارجی محکمے فیڈریل حکومت کے تحت سے نکال لئے اور
جو محکمے اس کے سپرد کئے اُن کے متعلق بھی گورنر جنرل
کے خاص اختیارات اور خاص ذمہ داریاں قرار دیں - ماسوا
کرنسی اور اکسچینج کی پولیسی ریلوے کی حکومت و کاروبار
کو اس غرض سے کہ یہ سیاسی اثرات سے ایتر نہوں علیحدہ
کر کے فیڈریل حکومت کا دخل ان میں برائے نام رهنے دیا -
اور دستور حکومت کی ایسی عجیب و غریب مشین ایجاد
کی اور اُس کے کیل کانٹوں کو اس طرح سے درست کیا کہ

اس کے توازن میں رتی اور ماشہ کا بھی فرق نہ پڑنے پائے -
اصل یہ ہے کہ مغرب کے ماہران سیاست اور صاحبان تدبیر
میں بھی یہ کام اس خوبی سے مدبران برطانیہ ہی انجام
دے سکتے تھے کہ جن کا سیاسیات کا تجربہ دنیا بھر میں
سب سے زیادہ اور پختہ ہے - دستورالحکومت کی یہ مشین
کام کے وقت کیسا چلیگی - حوادث روزگار اس کے کھل کانٹوں
اور پرزوں کو ڈھیلا اور نا کارہ تو نہیں کردیں‌گے - آزادی اور
جمہوریت کے اُن جدید قوتوں کا کہ جو اس وقت دنیا کے تمام
انتظاموں کو درہم برہم کر رہی ہیں اور جن کے اثرات سے
ہندوستان بھی قطعی محفوظ نہیں رہ سکتا یہ مشین
کہاں تک اور کب تک مقابلہ کرےگی ان کے بارے میں کیا کہا
جاسکتا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ کیا ہوگا - بہر حال اگر یہ
کار آمد نہ ثابت ہوئی اور حوادث روزگار کا مقابلہ نہ کرسکی
تو اس میں مدبران برطانیہ قابل الزام نہیں ٹھہرائے جائیں‌گے -
وہ اپنی کاریگری اور حکمت کی پوری داد دے چکے - یوں تو ع
کار دنیا کسے تمام نہ کرد -

کشن پرشاد کول

پہلا باب

خود مختار صوبے

تمہید

دیباچہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ جدید قانون ہند کی بنیاد بالعموم اُنھیں تجویزوں پر رکھی گئی ہے کہ جن کی سفارش سائمن کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کی تھی - اُنھیں تجاویز کو وزیر ہند نے وضاحت کے ساتھ وھائٹ پیپر میں قلمبند کرکے پیش کیا اور پھر جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے ان کی رد و قدح کرکے فیصلہ کیا کہ مسودہ قانون ہند ان کے فیصلہ کے مطابق تیار کیا جائے - اس مسودہ قانون ہند پر مہینوں تک پارلمنٹ میں گرما گرمی سے بحث ہوتی رہی لیکن بالاخر نیا قانون اُسی مشکل میں اور اُنھیں واقعات کے ساتھ منظور ہوا کہ جو جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے تجویز کی تھیں دو چار جزوی باتوں میں ترمیم و تنسیخ ہوئی لیکن وہ ایسی تھیں کہ جن سے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی تجاویز یا فیصلوں پر خاص اثر پڑا ہو لہذا اس کتاب میں نئے قانون کا خاکہ تیار کرکے پیش کرتے ہیں اُنھیں عنوانوں کو مدنظر رکھا جائےگا اور اُسی ترتیب کی پیروی کی جائےگی کہ جو جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کی ہے - نئے قانون ہند کے تین خاص عنوان قرار دئے جا سکتے ہیں یعنی

(۱) خود مختار صوبے ' (۲) صوبوں اور ریاستوں کی متحدہ مرکزی حکومت اور (۳) مرکزی حکومت میں خود مختاری ' ان کے علاوہ جن خاص خاص مسلوں پر جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے غور کرنے کے بعد اپنا فیصلہ دیا ہے اور جن کا سمجھنا نئے قانون کے ضمن میں ضروری اور لازمی ہے وہ حسب ذیل ہیں : (۱) وضع قوانین کی تقسیم ' (۲) محکمہ مال' (۳) سروسز یعنی کارپردازان حکومت' (۴) انتظام عدالت ' (۵) تجارتی معاملات میں تفریق ' (۶) بقیہ اختیارات ' (۷) وزیر ہند اور انڈیا کونسل' (۸) رزرو بینک اور ' (۹) محکمہ ریلوے کا جدید انتظام ' اور بھی بعض جزوی باتیں ہیں جن کا تذکرہ چنداں ضروری نہیں -

خود مختاری

اب تک جو صورت صوبوں کی حکومت کی ہے وہ یہ ہے کہ قانونی حیثیت سے گورنمنٹ ہند یعنی گورنر جنرل بہ‌اجلاس کونسل سارے ملک کی حکومت کا مختار کل ہے اور صوبوں کی حکومتوں کو جو اختیارات حکومت ہند نے دیدئے ہیں وہ صرف انہیں کو کام میں لا سکتی ہیں یعنی وہ ماتحت ہیں حکومت ہند کی اور جواب دہ اور ذمہ‌دار ہیں حکومت ہند کے روبرو جس طرح کہ حکومت ہند اپنے اعمال کے نیک و بد کے لئے جواب‌دہ اور ذمہ‌دار ہے وزیر ہند اور برطانوی پارلمنٹ کے سامنے - قانونی حیثیت سے اب صورت بدل جائےگی - یعنی صوبوں کی حکومتیں اب خود مختار ہوں‌گی اور اپنے اعمال کے نیک و بد کے لئے جواب‌دہ اور ذمہ‌دار ہوں‌گی اپنے صوبوں کے لیجسلیچر کے سامنے جو رعیت کے منتخب

نمائندوں کی پارلمنٹ ہوگی - عملی حیثیت سے اس خود مختاری کی صورت کسی قدر مختلف ہوگی یعنی خاص خاص صورتوں اور حالتوں میں ایک حد تک حکومت ہند کا اختیار اور قابو اب بھی صوبوں کی حکومتوں پر رہےگا اور یہ گورنر جنرل بہ‌اجلاس کونسل یا گورنر جنرل کے حکم فیصل کی پابند ہوں‌گی مگر قانونی حیثیت سے موجودہ اور آئندہ صورت میں فرق پڑ جائےگا اور صوبوں کی حکومتیں بجائے حکومت ہند کے ماتحت ہونے کے خود مختار سمجھی جائےگی -

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے مطابق یا یوں کہئے کہ قانون ہند سنہ ۱۹۱۹ع کے مطابق صوبوں میں اس وقت دو عملی حکومت ہے یعنی بعض محکمے حکومت کے مثل تعلیم ' حفظان صحت ' صنعت و حرفت وغیرہ منسٹرس یعنی وزرأ کے تحت میں ہیں اور یہ وزرأ اپنے اپنے صوبوں کی کونسل کے روبرو اپنے اعمال کے لئے جوابدہ اور ذمہ‌دار ہیں اور بعض محکمے مثل مال اور بندوبست آراضی ' عدالت اور پولیس وغیرہ ایکزیکٹیو کونسلروں کے تحت میں ہیں کہ جو اپنے اعمال کے لئے حکومت ہند اور وزیر ہند اور برطانوی پارلمنٹ کے روبرو جوابدہ اور ذمہ‌دار ہیں - منسٹرز یعنی وزرأ جمہوری حکومت کے دستور اور رویہ کے مطابق لیجسلیٹیو کونسل کے ووٹ یا حکم سے علحدہ یا برخاست کئے جا سکتے ہیں لیکن ایکزیکیٹیو کونسلروں پر لیجسلیٹیو کونسل کو یہ اختیار حاصل نہیں - وہ مستقل حکام ہوتے ہیں اور علحدہ نہیں کئے جا سکتے وہ وزیر ہند اور

برطانوی پارلمنٹ کے ماتحت ہوتے ہیں - نئے قانون کے رو سے صورت بدل جائےگی - اب صوبوں میں دو عملی حکومت نہیں رہےگی - تمام محکمے وزرا کے تحت میں ہوںگے اور وزرا اگر لیجسلیچر کے خلاف مرضی کام کریںگے تو وہ لیجسلیچر کے ووٹ اور حکم سے علحدہ اور بےدخل کردئے جائیںگے - ایگزیکٹیو کونسلروں کی گنجائش اب نہیں رہےگی اور صوبوں کی تمام اور پوری حکومت پر لیجسلیچر یعنی نمائندگان رعیت کا قابو اور اختیار ہوگا - اصولی حیثیت سے تو یہ صورت ہوگی لیکن عملی حیثیت سے اس خود مختاری میں کافی فرق پڑ جائےگا - نئے قانون کی دفعات اور تجاویز کے تفصیلی بیان سے جو ذیل کے صفحات میں کیا جائےگا حقیقت حال زیادہ صاف طور سے عیاں ہو جائےگی -

نئے صوبے

نئے اصلاحات اور قانون کی رو سے برهما آئندہ سے ہندوستان کا صوبہ نہیں رہےگا یعنی اس کا اب کوئی تعلق ہندوستان کی حکومت سے باقی نہیں رہےگا اور اس لئے اس کا کوئی تذکرہ یہاں ضروری اور مناسب نہیں - علاوہ اس تبدیلی کے نئی اصلاحات کی رو سے دو صوبوں کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی صوبۂ سندھ اور صوبۂ اڑیسہ - مسلمانوں کا شدید مطالبہ تھا کہ سندھ صوبہ بمبئی سے علیحدہ کر کے خود مختار صوبہ قرار دیا جائے - ہندو اس تجویز کے خلاف تھے لیکن جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کا فیصلہ یہی ہوا کہ سندھ بمبئی سے علیحدہ کر کے خود مختار صوبہ قرار دیا جائے - چونکہ اس صوبہ میں مسلمانوں کی آبادی کی کثرت ہے اور ہندو قلت میں ہیں اس لئے ہندوؤں کے

ساتھ وهی مراعات کئے جائینگے جو مسلمانوں کے ساتھ
اُن صوبوں میں ہوتے هیں جہاں وہ قلت میں هیں -
اندازہ کیا گیا ہے کہ صوبۂ سندہ مالی حالت کے لحاظ سے
اس قابل نہ ہوگا کہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا رہ سکے لہذا اس کو
اپنی حکومت کے اخراجات پورے کرنے کے لئے پون کروڑ روپیہ
بطور امداد مرکزی حکومت سے ملا کرےگا - سکّھر کا بند اب
بن کر تیار ہو گیا ہے اس کے ذریعہ سے آب پاشی ہوگی اور
اُمید کی جاتی ہے کہ کچھ عرصہ بعد سندہ کا ریگستان زرخیز
زمین میں تبدیل ہو جائےگا جس سے صوبہ کی مالی حالت
بہتر ہو جائےگی اور تقریباً ۱۵ سال میں سندہ اس قابل
ہو جائےگا کہ اپنی حکومت کا بوجھ بلا امداد مرکزی حکومت
کے اُٹھا سکے دوسرا نیا صوبہ جو قائم کیا جا رہا ہے اُڑیسہ کا
ہے - اُڑیسہ کے باشندے عرصہ سے یہ شکایت کر رہے تھے کہ اُن کو
خواہ مخواہ بہار کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے ورنہ زبان
اور قومیت کے لحاظ سے اُڑیسہ کی حیثیت جداگانہ صوبہ کی
ہے - چنانچہ اُڑیسہ کو بہار سے علیحدہ کیا گیا ہے اس میں
وہ رقبات صوبہ متوسط اور صوبہ مدراس کے اور اضافہ کئے گئے
ہیں کہ جہاں اُڑیا زبان بولی جاتی ہے اور جو اُڑیسہ کے باشندوں
سے مناسبت رکھتے ہیں - اس صوبہ کی حکومت بھی
اس قابل نہیں ہوگی کہ بلا امداد اپنے اخراجات حکومت
پورے کرلے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے - اس کو بھی مرکزی
حکومت سے اخراجات کے لئے سالانہ امداد ملا کریگی اور
آئندہ سے اُڑیسہ بھی خود مختار صوبوں میں شامل ہو جائےگا -
برهما کو علیحدہ کرکے اور سندہ اور اُڑیسہ کو شامل کرکے اب کل

گیارہ خود مختار صوبے ہندوستان میں ہوں گے یعنی
(۱) بمبئی - (۲) مدراس - (۳) بنگال - (۴) بہار - (۵) صوبہ
متحدہ - (۶) پنجاب - (۷) صوبہ متوسط - (۸) صوبہ آسام -
(۹) صوبہ سرحدی - (۱۰) سندھ - اور (۱۱) اُڑیسہ -

وضع قوانین کے اختیارات

قبل اس کے گورنر کے اختیارات ' وزرا
اور گورنر کے تعلقات اور ایگزیکٹیو اور
لیجسلیچر کے باہمی رشتہ کا تفصیلی بیان
کیا جائے اور لیجسلیچر کی ساخت اور ووٹ کے حق کے توسیع
کے متعلق کچھ لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وضع
قوانین کے اختیارات کے متعلق دو چار ضروری باتیں بتا
دی جائیں - یعنی یہ امر صاف کر دیا جائے کہ جہاں تک
قانون بنانے کے اختیارات کا تعلق ہے ان خود مختار صوبوں کے
لیجسلیچر اور حکومت کو کن کن معاملوں اور محکموں کے
متعلق پورا اختیار حاصل ہوگا اور کون کون سے محکمے اور
معاملے ایسے ہیں کہ جن میں علاوہ صوبوں کی حکومتوں اور
لجسلیچر کے مرکزی حکومت اور لجسلیچر کو بھی ساتھ ہی
ساتھ قانون بنانے کا اختیار دیا جائیگا - جائنٹ پارلمنٹری
کمیٹی نے وھائٹ پیپر کی تجاویز کی بنا پر تین فہرستیں اس
ضمن میں قائم کی ہیں کہ جو اس باب کے آخر میں علیحدہ
منسلک کی جاتی ہیں - اول فہرست تو ان محکموں اور
معاملوں کی ہے کہ جن کے نسبت قانون بنانے کا اختیار صرف
مرکزی حکومت اور مرکزی لجسلیچر کو دیا گیا ہے - دوسری
فہرست میں وہ محکمے اور معاملے مندرج ہیں کہ جن کی
نسبت قانون بنانے کا اختیار کلی صوبوں کی خود مختار

حکومتوں اور لیجسلیچر کو ملا ہے - تیسری فہرست میں وہ معاملے اور محکمے شامل ہیں کہ جن کے متعلق قانون بنانے کا اختیار ساتھ ہی ساتھ صوبجاتی اور مرکزی دونوں حکومتوں کو حاصل ہوگا ظاہر ہے کہ اول فہرست کا واسطہ اُن محکموں اور معاملوں سے ہے کہ جن کا تعلق سارے ملک سے ہوگا اور دوسری فہرست میں وہ محکمے اور معاملے شامل ہیں کہ جن کا واسطہ صرف صوبوں تک محدود ہوگا البتہ تیسری فہرست کے متعلق تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے - اس فہرست میں وہ محکمے اور معاملے شامل کئے گئے ہیں کہ جو دراصل صوبوں کی حکومتوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بعض صورتوں میں جن کا اثر تمام ملک پر پڑتا ہے مثلاً وبائے عام کا پھیلنا اور اُس کا تدارک - گو کسی خاص مرض کی وبا کسی خاص صوبہ میں پھیلے لیکن ہمیشہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اس کا اثر اور صوبوں پر بھی نہ پڑے - گو حفظان صحت کے محکمے کا تعلق محض صوبوں کی حکومتوں سے ہے لیکن ایسی حالت میں مرکزی حکومت اپنی ذمہ‌داری سے غافل نہیں رہسکتی ہے - اسی لئے تیسری فہرست اُن محکموں اور معاملوں کی منظور کی گئی ہے کہ جن کے نسبت قانون سازی کے اختیارات ساتھ ہی ساتھ صوبوں کی حکومت اور مرکزی حکومت دونوں کو دئے گئے ہیں - ان تینوں فہرستوں میں تقریباً وہ تمام معاملات اور محکمہ‌جات درج کر دئے گئے ہیں کہ جن کے متعلق قانون بنانے کی ضرورت لاحق ہوگی تاہم ممکن ہے کہ بعض معاملے آئندہ ایسے پیش آئیں کہ جو اس وقت مد نظر نہیں لیکن جن

کے بارے میں قانون بنانے کی ضرورت لاحق ہو تو سوال یہ
پیدا ہوتا ہے کہ اس کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہونا چاہئے -
صوبوں کی حکومتوں کے ہاتھوں میں یا مرکزی حکومت
کے ہاتھ میں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے سامنے جب یہ
معاملہ زیر بحث تھا تو اس کے متعلق ہندوستانی نمائندوں
میں اختلاف رائے تھا ہندو ڈیلیگیٹ بالعموم یہ اختیار
مرکزی حکومت کے ہاتھ میں دینا چاہتے تھے لیکن مسلمانوں
کی رائے تھی کہ یہ اختیار خود مختار صوبوں کی حکومتوں
کو ملنا چاہئے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے بالاخر یہ فیصلہ
کیا کہ یہ اختیار گورنر جنرل کی ذات کے ساتھ وابستہ رہنا
چاہئے جب کوئی ایسا موقع آئے تو گورنرجنرل کا ذاتی فیصلہ
قانون کا حکم رکھے اور قانون کہلائے -

گورنر کے اختیارات

یہ تو بتا دیا گیا ہے کہ قوانین بنانے کے
معاملہ میں مرکزی حکومت اور صوبوں
کی حکومتوں میں اختیارات کی تقسیم کس طرح کی گئی ہے
اب غور طلب یہ امر ہے کہ خود مختار صوبوں میں
گورنروں اور اُس کے وزرا میں اختیارات کی تقسیم اور ان کے
باہمی تعلقات کیا ہونگے اور صوبوں کی حکومتوں اور ان کے
لیجسلیچر میں کیسا اور کیا رشتہ ہوگا - سب سے پہلے گورنر
کے اختیارا کا بیان مناسب معلوم ہوتا ہے - ہر صوبہ میں گورنر
اعلیٰ حضرت شہنشاہ وقت بالفاظ دیگر حکومت برطانیہ کے
حکم سے مقرر کیا جائیگا اور حکومت کے تمام اختیارات اُس
کے تحت میں ہوں گے لیکن دستوری حکومت کے رویۂ کے
مطابق بالعموم وہ معاملات حکومت میں اپنے وزرأ کی رائے کا

پابند ہوگا - ان وزرا کو گورنر خود مقرر کیا کرے گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ لیجسلیچر کے منتخب ممبر ہوں اور لیجسلیچر میں ان کے رفقا اور پیروان طریقت کی کثرت ہو - اگر وزرا لیجسلیچر کی مرضی کے مطابق کام نہ کریں تو ان وزرا کو لیجسلیچر کثرت رائے سے برطرف اور علحدہ کر سکتا ہے - یہی آئینی حکومت کا دستور ہے اور یہی دستور نئی اصلاحات میں یہاں بھی مد نظر رکھا گیا ہے اور اسی لئے صوبوں کی حکومت کو خود مختار کہا گیا ہے لیکن چوں کہ ابھی آئینی حکومت کے دستور کی بنیادیں اس ملک میں پختہ نہیں ہوتی ہیں اور وہ تمام لوازمات جو آئینی حکومت کے لئے اور ممالک میں لازمی اور لابدی سمجھے جاتے ہیں یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے بالکل اُسی دستور کا تتبع یہاں نہیں کیا ہے کہ جو برطانیہ کی جمہوری حکومت کا خاصہ ہے - چوں کہ یہاں ابھی سیاسی اصولوں کی پابندی کے ساتھ صاف صاف اور علحدہ علحدہ پارٹیاں موجود نہیں ہیں - بلکہ مذہبی اختلافات کی وجہ سے پبلک لائف میں آئے دن جھگڑے رہتے ہیں - ہندو مسلمانوں کی کثرت اور قلت کے مناقشوں کی وجہ سے باہمی اعتماد کی کمی ہے اور آئینی حکومت کے دستور کا تجربہ یہاں کے لوگوں کو بہت کم ہے لہذا خود مختار صوبوں کی حکومتوں کے استحکام کی غرض سے اور اس غرض سے کہ قلیل التعداد جماعتوں کو اپنی حق تلفی کی شکایت نہ ہو - گورنر کے اختیارات نسبتاً وسیع رکھے گئے ہیں - یوں تو اس وقت بھی بعض صوبوں کے موجودہ

ہو عملی دستور میں بھی خاص خاص حالتوں میں گورنر
کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر حکومت کو رعیت کی غداری
سے خطرے کا سامنا ہو یا رعیت کے امن و امان میں خلل
پڑنے کا اندیشہ ہو - یا حکومت کے کار بار میں خلل واقع
ہوتا ہو تو گورنر بلا لحاظ اس کے کہ اس کے وزرا اس کے ہمنوا
ہوں یا نہ ہوں لیجسلیچر اُس کا ساتھ دے یا نہ دے وہ اپنی
والے اور حکم سے ضروری احکام جاری کرسکتا ہے اور ٹیکس لگا
سکتا ہے پیشتر اس کے کہ کوئی بھی قانون جاری ہوسکے
اُس کی مُہر منظوری ثبت ہونی لازمی ہے - یہ اختیارات تو
ایسے ہیں کہ جو بالعموم کسی نہ کسی صورت میں تمام ہی
برطانوی نو آبادیوں میں جہاں خود مختار حکومت کا دستور
رائج ہے بالعموم گورنر کو حاصل ہوتے ہیں لیکن حکومت
ہند کے نئے قانون میں یہ نظر مزید احتیاط گورنر کو مزید
اور خاص اختیارات دئے گئے ہیں - اِن کی تفصیل حسب
ذیل ہے : اُن تمام اختیارات کی تقسیم کہ جو نئے قانون کی
رو سے گورنر کو حاصل ہوں گے دو حصوں میں کی گئی ہے
اول الذکر گورنر کی خاص ذمہ داریوں کی تحت میں آتے
ہیں دوئم خاص اختیارات کی تحت میں - پہلے گورنر
کی خاص ذمہ داریوں کا بیان کیا جائے گا بعدازاں خاص
اختیارات کا - گورنر کی خاص ذمہ داریاں یہ ہوں گی : (۱) اگر
تمام صوبے میں یا صوبہ کے کسی خاص حصے میں خلل امن کا
اندیشہ ہو تو وہ اپنی ذمہ داری پر اور اپنے حکم اور فیصلہ سے
روک تھام کرے - (۲) اگر قلیل التعداد جماعت یا جماعتوں
کی حق تلفی ہوتی ہو تو اُن کی نگہداشت مدنظر رکھے -

(۳) اگر پبلک سروسز یعنی کارپردازان حکومت کی کسی قسم سے حق تلفی ہوتی ہو یا جو مراعات قانون نے ان کے ساتھ کی ہیں وہ پوری نہ ہوتی ہوں تو اُن کو پورا کرائے اور اُن کے حقوق کی نگہداشت کرے - (۴) تجارتی معاملات میں کسی قسم کی کوئی قوی تفریق نہ ہونے دے - (۵) دیسی ریاستوں کے حقوق کی نگرانی کرتا رہے - (۶) صوبوں کے اُن رقبات کی حکومت کا جہاں نئے قانون کی رو سے آئینی حکومت رائج نہیں کی گئی ہے اور جو خود مختاری کے دستور سے فیضیاب نہیں ہوئے ہیں ذمہ‌دار اور مختار کامل رہے - (۷) جو اختیارات نئے قانون کی رو سے گورنر جنرل کو صوبوں کی حکومت پر حاصل ہیں ان کی تکمیل اور پابندی کا ذمہ‌دار ہو - ماسوا صوبۂ سرحدی اور سندھ کے گورنروں پر دو مزید ذمہ‌داریاں عائد کی گئی ہیں یا یوں کہئے کہ اُن کو دو مزید اختیارات دئے گئے ہیں : (۱) صوبۂ سرحدی کے گورنر کو بہ‌حیثیت ایجنٹ گورنر جنرل تمام اُن معاملوں کے طے کرنے کا اختیار ہو گا کہ جن کا تعلق سرحدی جرگوں یا قبیلوں سے ہے - (۲) اسی طرح سندھ کے گورنر پر سکّھر کے بند کے انتظامات کی تمام و کمال ذمہ‌داری عائد کی گئی ہے -

گورنر پر بذات خاص یہ ذمہ‌داریاں عائد کرنے یا اُسے یہ اختیارات دینے کے معنی یہ نہیں کہ اِن معاملات میں وہ اپنے وزرا سے مشورہ نہیں کیا کرے گا یا اُن کی رائے کا لحاظ نہیں کرے گا بلکہ اِن اختیارات کے معنی یہ ہیں اگر کسی موقع پر اِن خاص معاملوں میں جن کا اُپر ذکر کیا گیا ہے ایسا اتفاق ہو کہ گورنر اور اُس کے وزرا میں اختلاف رائے ہو

یا گورنر اپنے وزرأ کو اپنا هم خیال نه بنا سکے تو اُس کو کامل
اختیار هوگا که بلا لحاظ اس کے که اس کے وزرأ کیا کهتے هیں
یا لیجسلیچر کی کیا رائے یا رویه هے وه اپنے ذمهداری پر
اپنی رائے کے مطابق قطعی فیصله صادر کرسکے اور اپنے احکام
کی تعمیل اور تکمیل کراسکے یہاں تک تو گورنر کی خاص
ذمهداریوں کا ذکر کیا گیا هے اب گورنر کے خاص اختیارات کا
بیان کیا جاتا هے - ظاهر هے که بعض اوقات گورنر کو اپنی
خاص ذمهداریوں کی تکمیل کرانے کی غرض سے محض احکام
صادر کردینا کافی نه هوگا - بلکه اس بات کی ضرورت لاحق هوگی
که حکومت کے خزانه سے روپیه بهم پهونچایا جائے یا خاص
قانون جاری کیا جائے - چنانچه اِس لحاظ سے مالی اور قانونی
اختیارات بهی گورنر کو دئیے گئے هیں اور یه اختیارات خاص
اختیارات کی تحت میں آتے هیں - قانون بنانے کا اختیار
گورنر کو اِس شکل میں دیا گیا هے که اگر کسی خاص ذمهداری
کے پورا کرنے کی غرض سے گورنر کسی خاص قانون کا بنانا
یا جاری کرنا مناسب سمجھے اور اُس کے وزرأ یا لیجسلیچر
اس میں اس کے هم‌خیال نه هوں تو اِس کو اختیار هوگا که وه
اپنا مسوده قانون تیار کر کے لیجسلیچر کو یه پیغام بهیجے
که فلاں تاریخ تک یه مسوده قانون قرار دیا جائیگا -
اگر لیجسلیچر اِس کو منظور کرنے پر رضامند هوجائے تو اچهی
بات هے ورنه اختتام مدت معینه کے بعد مسوده قانون
قرار پائے گا اور اِس کا شمار گورنر کے قانون میں هوگا
موجوده صورت میں بهی گورنر کو اختیار حاصل هے که کسی
مسوده قانون کو خلاف مرضی لیجسلیچر کے اپنا سارٹیفکٹ

دے کر منظور کر دئے - مگر موجودہ اور آئندہ صورت میں فرق یہ ہوگا کہ موجودہ حالت میں جو قانون گورنر کے سارٹیفکٹ کے ذریعہ سے منظور اور جاری ہوتا ہے وہ لیجسلیچر کا بنایا ہوا قانون سمجھا جاتا ہے اور معمولی قوانین میں اُس کا شمار ہوتا ہے- آئندہ سے ایسا قانون گورنر کا قانون کہلائےگا - البتہ گورنر کو اپنے اس قانون جاری کرنے کے لئے گورنر جنرل کی منظوری لینی پڑےگی اور یہ قانون پارلیمنٹ کے سامنے بھی پیش کیا جائےگا -

علاوہ بریں خاص خطرے یا خاص ضرورتوں کی حالت میں گورنر کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپنے حکم سے کوئی عارضی قانون جاری کر دے جس کا نفاذ چھہ مہینے تک ہو سکے گا - یہ قانون گورنر کا آرڈنینس کہلائے گا - ایسا آرڈنینس جاری کرنے کا اختیار موجودہ قانون کی رو سے اس وقت بھی صرف گورنر جنرل کو حاصل ہے - لیکن نئے قانون کی رو سے یہ اختیار اب گورنر کو بھی دیا گیا ہے - شرط صرف یہ ہے کہ ایسا آرڈنینس جاری کرنے سے پیشتر گورنر ' گورنر جنرل کی منظوری حاصل کرے اور جاری ہونے کے بعد یہ آرڈنینس پارلمنٹ کے روبرو پیش کیا جایا کرے - اسی طرح سے خزانۂ حکومت سے کسی خاص رقم کے صرف کرنے کا اختیار کہ جو اپنی ذمہ‌داری کے پورا کرنے کے لئے ضروری ہو گورنر کو دیا گیا ہے - یعنی ایسی حالت میں بھی کہ جب لیجسلیچر اس رقم کا صرف کرنا منظور نہ کرتا ہو -

اس کے علاوہ اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ جدید آئین حکومت کی رو سے صوبہ کی حکومت کا عمل درآمد

غیر ممکن ہو جائے یعنی نئے قانون حکومت کے نفاذ کے راستہ میں نمائندگان رعیت کی جانب سے ایسی رکاوٹیں ڈالی جائیں اور اُس کا رویۂ اس قسم کا ہو کہ حکومت کی مشینری کا چلنا دشوار ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہو جائے تو گورنر کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں بلا شرکت وزرأ اور لیجسلیچر وہ تمام حکومت کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لےلے یا اگر ایسی صورت ہو کہ وزرأ گورنر کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہوں لیکن لیجسلیچر قابو کے باہر ہو تو گورنر وزرأ کی مدد سے بلا لیجسلیچر کی پروا کئے ہوئے حکومت کے فرائض انجام دے - اور جس طرح مناسب ہو کام چلائے -

وھائٹ پیپر میں یہ تجویز درج ہے کہ گورنر کو انسٹرومنٹ آف انسٹرکشن Instrument of Instruction کے ذریعہ سے یہ ہدایت کی جائے کہ وہ وزرأ کے منتخب کرنے میں اس بات کا پورا لحاظ رکھے کہ اول تو وزرأ وہی لوگ منتخب کئے جائیں کہ جو لیجسلیچر کے ممبر ہوں اور اگر وزیر مقرر کئے جانے کے وقت کوئی شخص لیجسلیچر کا ممبر نہ ہو تو وہ چھ ماہ یا سال بھر کے اندر اپنے تئیں لیجسلیچر کا ممبر منتخب کرائے اس تجویز پر کامل غور کرنے کے بعد جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اُسے منظور کر لیا - دوسری تجویز اس ضمن میں یہ کی گئی تھی کہ حتی الامکان وزرأ لیجسلیچر کی ایسی جماعت یا پارٹی میں سے منتخب ہونے چاہئیں کہ جس کی لیجسلیچر میں کثرت رائے ہو اُسی کے ساتھ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ قلیل التعداد جماعتوں یا پارٹیوں کے نمائندے بھی وزارت میں

شامل کئے جا سکیں - چونکہ ان دونوں باتوں کا پورا ہونا اجتماع ضدین ہوگا اور چونکہ لیجسلیچر کی ساخت جداگانہ نیابت پر ڈالی جائے گی جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس معاملہ کے نسبت کوئی تحریری ہدایت یا قواعد ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ جن کی پابندی لازمی سمجھی جائے بلکہ وزرا کے منتخب کرنے کے معاملہ میں گورنر کو موقع اور محل کا لحاظ رکھتے ہوئے کافی گنجائش دینی چاہئیے کہ وہ جیسا مناسب سمجھے کرے -

باوصف اس کے کہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے نئی اصلاحات میں گورنر کے اختیارات کو کافی وسیع کر دیا تھا دوران بحث میں اکثر اینگلو انڈین اصحاب اور حکام کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ صوبوں کی حکومت میں پولیس اور عدالت کا محکمہ سرے سے ہی ہندستانی وزرا کے ہاتھوں میں نہ دیا جائے بلکہ یہ محکمہ محض گورنر کے انتظام میں محفوظ رہے بخلاف اس کے ہندستانی نمائندوں کی جانب سے یہ دلیل پیش کی جاتی تھی کہ جب پولیس اور عدالت کا محکمہ ہی وزرا کے اختیار میں نہ آیا تو صوبوں کی خود مختاری بے معنی سی چیز ہو جائےگی - جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ مثل اور محکموں کے پولیس اور عدالت پر بھی وزرا کا قابو اور اختیار ہونا چاہئے لیکن از رٹے مزید احتیاط اس میں انہوں نے بعض شرطیں عائد کردی ہیں یا یوں کہئے کہ گورنر کی دخل اندازی یا اس کے اختیارات میں کسی قدر اور توسیع کردی ہے - ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے

گو پولیس اور عدالت کا محکمہ وزرا کے سپرد ہوگا اور وہ لیجسلیچر کے رو برو اس محکمہ کے لئے بھی اسی طرح ذمہ دار اور جوابدہ ہونگے کہ جیسے اور محکموں کے بارے میں لیکن پولیس ایکٹ کے قواعد اور دفعات کی ترمیم اور تنسیخ گورنر کی بلا اجازت کے نہیں ہو سکے گی - اسی طرح وزرا یا لیجسلیچر محض اپنی رائے سے پولیس ایکٹ کے قواعد و ضوابط میں کوئی اضافہ اُس وقت تک نہ کر سکینگے جب تک کہ گورنر بذات خود اس کی منظوری نہ دیدے اور گورنر اس معاملے میں پابند ہوگا صرف گورنر جنرل کی مرضی اور ہدایت کا - اسی طرح سے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک خفیہ پولیس کے اُس خاص شاخ کا تعلق ہے کہ جو مخربانہ سازشوں کی تحقیق و تفتیش کرتی ہے گورنر کو Instrument of Instructions کے ذریعہ سے ہدایت کی جائے کہ وہ یہ حکم جاری کر دے کہ سراغ رسانی کے متعلق کوئی خبر یا اطلاع خود محکمہ پولیس کے لوگوں کو بھی اس وقت تک نہ دی جائے جب تک کہ انسپکٹر جنرل آف پولیس کی اجازت نہ حاصل کرلی جائے اور محکمہ پولیس کے باہر تو کسی شخص کو بھی اُس وقت تک کوئی خبر یا اطلاع نہ دی جائے کہ جب تک گورنر کی بذات خاص اجازت یا ہدایت نہ ہو - دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ باوصف اس کے کہ منسٹر یا وزیر قانون کی نگاہ میں ذمہ دار ہوگا اس محکمہ کا اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ بلا خاص اجازت گورنر کے سراغ رسانی کے متعلق کچھ حال یا کوئی خبر کسی پولیس والے سے دریافت

کر سکے - اس کے علاوہ گورنر کو یہ اختیار بھی دیا گیا ھے کہ اگر وہ دیکھے کہ مخربانہ سازشوں کے دبانے اور ان کے تدارک کرنے کا انتظام خاطر خواہ نہیں ہو رہا ھے تو ان کا تدارک اور انتظام بالخصوص بلکل ہیں خود اپنے ہاتھ میں لے لے -

گورنر کے توسیع اختیارات کے متعلق جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ھے کہ باوصف صوبوں کو خود مختاری حاصل ہو جانے کے گورنر کے عہد سے اور اس کے اختیارات کی وسعت و اہمیت کس قدر اب بھی باقی رہتی ھے - ایسی صورت میں لازمی ھے کہ گورنر کو تمام انتظامی معاملات اور احکامات کی اطلاع برابر ملتی رھے تاکہ وہ اپنی خاص ذمہ داریوں اور اختیارات کو موقع و محل کے لحاظ سے کام میں لا سکے - اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ھے کہ اس کی امداد کے لئے ایک خاص املہ یا محکمہ ہو کہ جس کے ذریعہ سے اُس کے احکامات اور ذمہ داریاں تکمیل پاتی رہیں - انہیں باتوں کا لحاظ کر کے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ھے کہ صوبوں کے منسٹروں اور سکریٹریوں پر یہ لازم اور واجب ہونا چاہئے کہ وہ تمام ایسے معاملات کی اطلاع جن کا تعلق گورنر کی خاص ذمہ داریوں سے ھے برابر گورنر کو دیتے رہیں اور اور بھی ضروری معاملات میں احکام صادر کرتے وقت مثلیں گورنر کے دستخطوں کے واسطے بھیجدی جایا کریں تاکہ گورنر کو تمام ضروری معاملات کی اطلاع ہوتی رھے - گورنر کی امداد اور کام چلانے کے لئے ایک خاص محکمہ گورنر کا ہوگا - اس محکمہ کا افسر ایک اعلیٰ درجہ کا حاکم ہوگا اور وہ گورنر کا سکریٹری کہلائے گا اس محکمہ اور اس افسر کے

ذریعہ سے گورنر اپنے تمام اختیارات اور خاص ذمہ داریوں کی تکمیل کرا سکے گا -

ہندوستانی نمائندوں کی جانب سے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے روبرو اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ آئندہ سے گورنر براہ راست برطانیہ کے نامور سیاسی احباب کے حلقے میں سے مقرر کئے جایا کریں اور سول سروس کے لوگوں کو اِس عہدے پر نہ مقرر کیا جائے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اِس تجویز کو رد کردیا اور پرانا دستور ہی قائم رکھا ہے -

کونسلوں کی ساخت

گورنروں کے اختیارات کا بیان اُپر کیا جا چکا ہے - اِس سے گورنر اور وزرا کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے - اب کونسلوں کی ساخت کا سمجھنا بھی ضروری ہے - موجودہ قانون کی رو سے ہر صوبہ میں ایک لیجسلیٹو کونسل ہوا کرتی ہے - وہائٹ پیپر کی تجویز تھی کہ نئے قانون کی رو سے صوبۂ بنگال ' بہار اور صوبہ متحدہ میں دارالعوام اور دارالامرا کے طور پر ایک لیجسلیٹو اسمبلی اور ایک کونسل دو ایوان ہونے چاہئیں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ نہ صرف صوبۂ بنگال ' بہار اور صوبہ متحدہ میں بلکہ صوبۂ بمبئی اور مدراس میں بھی ایک لیجسلیٹو اسمبلی اور ایک لیجسلیٹو کونسل ہوگی اور دونوں کو ملاکر صوبہ کا لیجسلیچر قائم ہوگا چنانچہ نئے قانون کی رو سے ایساہی ہوگا - لیجسلیٹو اسمبلی کو دارالعوام سمجھنا چاہئے اور لیجسلیٹو کونسل کو دارالامرا - راونڈٹیبل کانفرنس کے اجلاس کے دوران میں اِس امر پر بہت مباحثہ اور مناظرہ رہا کہ صوبوں کی لیجسلیچر کی ساخت کس طریق پر کی جائے یعنی جداگانہ نیابت اور

جداگانہ انتخاب کا طریق اختیار کیا جائے یا مشترکہ انتخابات ہوا کریں - ہندو مسلمان سکھ اور نیچ ذاتوں کے نمائندوں میں کسی طرح کوئی فیصلہ اِس امر پر نہوسکا اور بالآخر ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۷ع کو حکومت برطانیہ نے بہ حیثیت فریق ثالث کے اپنا فیصلہ دیا - جس کی رو سے نہ صرف مسلمانوں کو جیسا کہ اب تک تھا جداگانہ نیابت اور جداگانہ انتخاب کا حق دیا گیا بلکہ سکھوں عیسائیوں اور نیچ ذاتوں کے لئے بھی جداگانہ نیابت اور جداگانہ انتخاب کا دستور قائم کر دیا گیا - اور یہ بھی قطعی طور سے قرار دے دیا گیا کہ جب تک کہ فریقین باہمی سمجھوتے سے اِس کو تبدیل کرنے پر رضامند نہ ہو جائیں یہی دستور اور طریق جداگانہ انتخاب کا قائم رہیگا - اسی فیصلہ کی بنا پر لیجسلیٹو ایسمبلی اور لیجسلیٹو کونسل کی ساخت ہرصوبہ میں کی گئی ہے - ہر صوبہ میں کس قدر ممبروں کی تعداد ہوگی اور مذہب و ملت والوں کو کتنی کتنی جگہیں ملیں‌گی اِن کا نقشہ صوبہ وار لیجسلیٹو ایسمبلی اور لیجسلیٹو کونسل کا اِس باب کے آخر میں بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے - برطانوی گورنمنٹ کے ۴ اگست کے فیصلہ کے بعد سے دو ترمیمیں ہوتی ہیں - اول تو سندھ اور اُڑیسہ کے صوبے اُس وقت تک قائم نہیں ہوئے تھے چنانچہ اُن کا تذکرہ اس فیصلہ میں نہیں شامل تھا بعد میں اضافہ کیا گیا ہے - دوسرے نیچ ذات کی نیابت اور انتخاب کے متعلق جو فیصلہ کیا گیا تھا اُس کے خلاف مہاتما گاندھی نے اِس شدت سے اختلاف کیا کہ وہ بھوکے مرنے پر تیار ہوگئے - چنانچہ ہندؤں کی جماعت اور نیچ ذاتوں میں باہمی

سمجھوتہ ہوا اور اُس سمجھوتے کو حکومت برطانیہ نے اپنی قرار داد کی شرایت کے بموجب منظور کرلیا - اِس سمجھوتے کے بموجب لیجسلیچر میں جتنی جگہیں نیچ ذاتوں کی نیابت کے لئے گورنمنٹ کے فیصلہ کے مطابق تجویز کی گئیں تھیں اب اس کی دوگنی ہو گئیں لیکن طریق انتخاب ایک معنی میں مشترکہ قرار پایا - یعنی هر ممبری کی جگہ کے لئے پہلے نیچ ذاتوں کے ووٹر چار نمائندے منتخب کریں گے اور اِن چاروں اُمیدواروں میں سے هندؤں کی اونچی اور نیچی ذاتیں مشترکہ طور پر ایک اُمیدوار کو ممبر منتخب کریں گی - چوں کہ اِس سمجھوتہ کے مطابق نیچ ذاتوں کے نمائندوں کی تعداد گورنمنٹ کی مجوزہ تعداد سے بہت زیادہ ہوگئی ہے اِس لئے اونچی ذات والوں کے حصہ نیابت میں نسبتاً کمی ہو جائےگی - کیوں کہ هندو مسلمان سکھ اور عیسائیوں کا جو تناسب سرکاری فیصلہ کے مطابق طے ہوا تھا اِس میں کوئی ترمیم اور تنسیخ ممکن نہیں - جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی رائے میں تو وہی تقسیم مناسب معلوم ہوتی تھی کہ جو برطانوی گورنمنٹ نے ۴ اگست کے فیصلہ میں قرار دی تھی لیکن چوں کہ هندؤں کی اونچ اور نیچ ذاتوں نے باهمی فیصلہ سے اِس تقسیم کا حصہ رسدی نیابت بدل دیا ہے اور گورنمنٹ کے فیصلہ کی رو سے یہ جایز ہے اِس لئے جایئنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اسے قایم رکھا ہے -

کونسلوں کی ساخت کے موجودہ اور نئے دستور میں دو باتیں اور نمایاں ہیں یعنی مزدور پیشہ جماعت کی نیابت اب تک برائے نام تھی اور عورتوں کے انتخاب کا تو کوئی ذکر ہی نہ تھا - نئے قانون کی رو سے صوبوں کے لیجسلیچر میں بجائے کل

۹ جگہوں کے اب ۳۸ جگہیں مزدور پیشہ جماعت کی نیابت کے لئے قرار دی گئی ہیں اور عورتوں کے انتخاب کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ہے -

برطانوی گورنمنٹ کا ۴ اگست کا فیصلہ صرف صوبوں کی لیجسلیٹو اسمبلی کے متعلق تھا لیجسلیٹو کونسلوں کی ساخت پر یہ عائد نہ ہوتا تھا - لیکن لیجسلیٹو کونسلوں کی ساخت میں بھی اس کا لحاظ رکھا گیا ہے اور گورنر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جہاں جہاں اُسے قلیل التعداد جماعتوں کی نیابت کا تناسب پورا نہ معلوم ہو وہ اس کمی کو اس جماعت میں سے ممبر نامزد کر کے پورا کر سکتا ہے -

ہر صوبہ کی لیجسلیٹو اسمبلی کی میعاد زندگی معمولی طور سے پانچ سال ہوا کرےگی - لیکن لیجسلیٹو کونسل کا قیام مستقل رہے گا - البتہ اس کے ممبروں کی ایک ثلث تعداد ہر تین سال بعد اپنی جگہیں خالی کر دیا کرےگی اور ان کی جگہہ نئے ممبر منتخب ہو کر جایا کریں‌گے -

ووٹ کا حق

کونسلوں کی ساخت کے بیان کے بعد ووٹ دینے کے حق کی شرائط کا تذکرہ بھی ضروری ہے - موجودہ صورت میں تمام صوبوں کی کونسلوں کی ممبریوں کے ووٹ کے حقداروں کی تعداد ستر لاکھ ہے یعنی برٹش انڈیا کی تمام آبادی کے لحاظ سے تین فیصدی کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے - سنہ ۱۹۱۹ع کی اصلاحات کے موقع پر سوتھ برو کمیٹی نے جس کی سفارش کی بنا پر ووٹ دینے والوں کی یہ تعداد مقرر کی گئی تھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ عورتوں کو ووٹ کا حق دینا قبل از وقت ہے لیکن

پارلیمنٹ نے اُس وقت یہ فیصلہ کیا تھا کہ قانون کے قواعد و ضوابط میں اس بات کی گنجایش رکھنی چاہئے کہ اگر کسی صوبہ کی کونسل متفق الرائے ہو کر یہ طے کرے کہ عورتوں کو بھی ووٹ کا حق دیا جائے تو اس حالت میں عورتیں ووٹ کی حقدار ہو جائیں - چنانچہ سوائے صوبۂ سرحدی کی کونسل کے اور تمام کونسلوں نے ایسا رزولیوشن منظور کر کے عورتوں کو ووٹ کا حق دیا - مگر ووٹ دینے کے حق کا دار و مدار چونکہ ملکیت کی بنا پر ہے اور ایسی عورتیں زیادہ تعداد میں نہیں کہ جو بذات خاص ملکیت کا حق رکھتی ہوں اس لئے کل ملک میں ووٹ دینے والی عورتوں کی تعداد اُس وقت تین لاکھ پندرہ ہزار سے زیادہ نہیں - سائمن کمیشن کی یہ رائے تھی کہ موجودہ صورت میں ووٹ دینے کا حق بہت محدود ہے - کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بجائے موجودہ تین فیصدی آبادی کے کم سے کم دس فیصدی آبادی کو ووٹ کا حق حاصل ہو - اور ووٹ دینے والی عورتوں کا تناسب اور تعداد بھی بڑھائی جائے - راونڈٹیبل کانفرنس میں ہندوستان کے نمائندوں نے اس پر زور دیا تھا کہ ووٹروں کی تعداد بجائے دس فیصدی کے پچیس فیصدی تک بڑھائی جائے - چنانچہ سنہ ۱۹۳۲ع میں جب کہ راونڈٹیبل کانفرنس کے اجلاس ہو رہے تھے برطانوی گورنمنٹ نے ایک کمیٹی زیر صدارت لارڈ لوتھین مقرر کی کہ اس معاملہ کی پوری طور سے چھان بین کرے - چنانچہ لارڈ لوتھین کی کمیٹی نے ہندوستان آ کر اس معاملہ کی تحقیق و تفتیش پوری طور سے کی - اور جو تجاویز اس نے پیش کیں اُنہیں کو جزوی رد و بدل کے ساتھ

منظور کرکے وھائٹ پیپر میں پیش کیا گیا اور جائنٹ پارلیمنٹری
کمیٹی نے بھی منظور کیا - ووٹ دینے کی تفصیلی شرائط کا
ایک نقشہ تتمہ کی صورت میں اس باب کے آخر میں منسلک
کیا جاتا ھے - یہاں پر صرف اس قدر تحریر کرنا مناسب معلوم
ھوتا ھے کہ بالعموم تو ووٹ دینے کے حق کا دار و مدار ملکیت
کی ھی بنا پر ھوگا - لیکن جو لوگ اس مد میں نہ آئیں اور
پڑھے لکھے ھوں تو آئندہ سے اُن کو بھی ووٹ دینے کا حق حاصل
ھوگا - عورتوں اور نیچ ذات کے لوگوں کے لئے خاص خاص شرائط
تجویز کی گئی ھیں - سرکاری پنشن یافتہ اور فوجی افسروں
کو بھی ووٹ کا حق دیا گیا ھے - ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلا
ھے کہ نئے قانون کی رو سے اندازہ کیا جاتا ھے کہ آئندہ سے تمام
ملک میں صوبوں کے لیجسلیچر کے ووٹروں کی تعداد تقریباً دو
کروڑ اسی لاکھ اور دو کروڑ نوے لاکھ کے درمیان ھوگی اور ان میں
سے تقریباً ٦٠ لاکھ کے عورتیں ھوں گی - اور اس طرح سے بجائے
موجودہ تین فیصدی کے تقریباً ١٣ فیصدی آبادی کو ووٹ
دینے کا حق حاصل ھو جائےگا - اس ضمن میں اوپر یہ تجویز
کیا گیا ھے کہ ووٹ دینے کے حق کے متعلق جو تجاویز
لوتھین کمیٹی نے پیش کی تھیں وھی جزوی رد و بدل کے
ساتھ وھائٹ پیپر میں درج کی گئیں - یہ جزوی رد و بدل
خاص طور سے عورتوں کے ووٹ دینے کے حق کے معاملہ میں
مزید تشریح کا محتاج ھے موجودہ صورت میں مرد اور عورت
ووٹروں کا تناسب ایک اور بیس کا ھے - لوتھین کمیٹی نے
عورتوں کی تعداد بڑھا کر ایک اور چار کا تناسب قائم کیا اور
شرائط یہ قائم کیں : (ا) ھر وہ عورت جو ملکیت رکھتی ھو

ووٹ دے سکے - (۲) وہ عورتیں بھی جو ملکیت والے مردوں کی بیویاں یا بیوائیں ہوں ووٹ دے سکیں - (۳) وہ عورتیں جو پڑھ لکھ سکتی ہوں اگر اس بات کی درخواست دیں کہ اُن کا نام ووٹروں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے تو ان کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہو - وھائٹ پیپر میں ان شرائط کو اس رد و بدل کے ساتھ درج کیا گیا کہ جو عورتیں ایسے مردوں کی بیویاں یا بیوائیں ہیں کہ جو ملکیت کی شرط پوری کرتے ہیں اُن کا نام بھی ووٹروں کی فہرست میں اسی وقت درج کیا جائے کہ جب وہ اس کی درخواست پیش کریں اور پڑھے لکھے ہونے کی شرط میں بھی پڑھائی لکھائی کا درجہ اونچا کر دیا گیا - ان تبدیلیوں کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس طرح سے انتظامی دقتیں کم ہو جائیں‌گی - اس پر عورتوں کی جانب سے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے روبرو حد درجہ شکوہ و شکایت کی گئی اور زور دیا گیا کہ عورتوں کے واسطہ میں بجائے دقتیں اور رکاوٹیں ڈالنے کے سہولتیں پیدا کرنی چاہئیں - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے عورتوں کی شکایتوں کو جائز قرار دے کر یہ فیصلہ کیا کہ : (۱) بنگال ' بہار ' اُڑیسہ ' صوبۂ متوسط میں اور صوبۂ متحدہ کے شہروں میں اُن عورتوں کے لئے کہ جو اپنے خاوندوں کی ملکیت کی بنا پر ووٹ کی حق دار قرار دی گئی ہیں درخواست دینے کی شرط نہ رکھی جائے بلکہ اُن کا نام ووٹروں کی فہرست میں بلا ان کے درخواست دئے ہی درج کیا جائے- (۲) صوبہ بمبئی ' صوبہ متوسط ' صوبۂ متحدہ ' پنجاب اور آسام میں عورتوں کو ووٹ دینے کے لئے صرف پڑھنا لکھنا آنا کافی ہونا چاہئے ' کسی اونچے درجہ کی

تعلیم کی شرط ووٹ دینے کے لئے ضروری نہیں ہونی چاہئے -
(۳) سوائے صوبہ سرحدی کے کہ جہاں کی حالت پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے ہر صوبہ میں فوجی افسروں اور سپاہیوں کی بیویاں اور مائیں ووٹ کی حق‌دار ہوں اور اگر وہ درخواست دیں تو اُن کا نام ووٹروں کی فہرست میں درج کر لیا جائے - اور ان کے راستہ میں ووٹ دینے کے وقت سہولتیں پیدا کی جائیں - عورتوں سے قطع نظر کرکے عام مرد ووٹروں کے متعلق بھی لوتھین کمیٹی نے یہ تجویز کیا تھا کہ جن لوگوں کو ملکیت کی بنا پر ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن جو اپر پرائمری درجہ تک پڑھے ہیں ان کو ووٹ کا حق دیا جائے - وھائٹ پیپر میں اس سے اونچے درجہ کی شرط تجویز کی گئی اور بعض صوبوں میں میٹریکیولیشن کی شرط عائد کی گئی - جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی نے رائے ظاہر کی ہے کہ مڈل کے امتحان کا سارٹیفکٹ کافی ہونا چاہئے -

لیجسلیچر کے اختیارات

یہ تو اس باب کے شروع ہی میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کن‌کن محکموں اور مسئلوں کے متعلق صوبوں کے لیجسلیچر کو قانون بنانے کا مجاز ہوگا - جن محکموں اور مسئلوں کے متعلق صرف صوبوں کے لیجسلیچر کو قانون بنانے کا مجاز ہوگا وہ فہرست نمبر ۲ میں مندرج ہیں اور جن میں صوبوں کے لیجسلیچر کے ساتھ ہی ساتھ مرکزی لیجسلیچر کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے وہ فہرست نمبر ۳ میں درج ہیں - ان سے صوبوں کے لیجسلیچر کے قانون سازی کے اختیارات کی وضاحت ہوتی ہے - البتہ اس کے متعلق بعض پابندیاں بھی عائد کی گئی ہیں

جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ھے : اول تو صوبوں کے لیجسلیچر کو شہنشاہ کی ذات خاص - یا شاھی خاندان کے متعلق یا برٹش انڈیا پر شاھی اختیارات یا برّی ' بحری اور ھوائی فوج کے متعلق کوئی قانون بنانے کا اختیار نہ ھوگا - نہ قانون ھند کی ترمیم و تنسیخ کا مجاز ھوگا - در اصل یہ مسلے صوبوں کے دائرہ اختیارات سے کوئی تعلق رکھتے ھی نہیں ھیں تاھم معاملہ کا صاف کردینا مناسب ھے - دوئم کسی ایسے قانون کی ترمیم و تنسیخ کے لئے جس کا تعلق پارلمنٹ کے ایکٹ سے ھو یا گورنر جنرل کے ایکٹ یا آرڈنینس سے یا ایسے محکموں سے کہ جو خاص گورنر جنرل کے اختیار میں ھیں یا جن کا تعلق یورپین برطانوی رعیت کے خلاف فوجداری کی کار روائی سے ھو گورنر جنرل کی منظوری لینی لازمی ھوگی - اسی طرح گورنر کی منظوری لازمی ھوگی - گورنر کے ایکٹ یا آرڈنینس کی ترمیم و تنسیخ کے لئے وھائٹ پیپر میں تجویز کیا گیا تھا کہ ایسے مسلوں پر بھی قانون بنانے کے لئے کہ جن کا تعلق کسی کے مذھب یا مذھبی رسم و رواج سے ھو گورنر کی قبل از وقت منظوری لازمی کی جائے - لیکن جائینٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اِس تجویز سے اِس بنا پر اختلاف کیا کہ یہ ذمہ‌داری کلیہم ھندوستانی وزرأ کی ھی ھونی چاھئے - سوشل یا مذھبی اصلاح کے معاملات میں ذمہ‌داری اور اختیار بلاشرکت غیر کے ھندوستانی وزرأ کا ھی ھونا چاھئے - ھاں اگر یا جب یہ خطرہ ھو کہ مذھبی معاملات میں کسی قوم کے ساتھ زیادتی یا بےانصافی ھوتی ھے تو اُس کے روکنے کا انتظام پہلے ھی سے کر دیا گیا ھے اور گورنر کی خاص ذمہ‌داریوں میں یہ ذمہ‌داری بھی

شامل کردی گئی ہے کہ وہ قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کا تحفظ مدنظر رکھے -

لیجسلیچر کا منظور شدہ قانون اُسی وقت رائج ہو سکے گا کہ جب گورنر اپنی مہر منظوری اُس پر ثبت کردے - گورنر اگر چاہے تو اپنی منظوری دینے سے انکار بھی کرسکتا ہے یا چاہے تو قانون کو گورنر جنرل کی منظوری کے لیے بھیج سکتا ہے یا اگر مناسب سمجھے تو لیجسلیچر سے ترمیم و تنسیخ اور نظر ثانی کرنے کے لئے قانون کو واپس کر سکتا ہے - یہ اختیارات ہر خود مختار نو آبادی کی حکومت میں بھی گورنر یا گورنر جنرل کو حاصل ہوتے ہیں اور خود برطانوی پارلمنٹ میں بادشاہ کو حاصل ہیں یا یوں کہئے کہ آئینی حکومت کے دستور کے لازمی عنصر ہیں -

لیجسلیچر کا ضابطۂ کار روائی

کونسلوں کے اجلاس کی تاریخ اور مقام مقرر کرنے اور اُن کے التوا اور برخاست کرنے کا اختیار گورنر کو دیا گیا ہے - بالعموم تو اپنی کار روائی کے متعلق قواعد و ضوابط تجویز کرنے کا اختیار خود لیجسلیچر کو ہی ہوگا لیکن اُن مسئلوں کے متعلق کہ جن میں گورنر کی خاص ذمہ داری ہوگی گورنر صدر لیجسلیچر کے مشورے سے قواعد و ضوابط خود ہی تجویز کرے گا - اور ایسی حالت میں اُس کے مجوزہ قواعد و ضوابط کو لیجسلیچر کے معمولی قواعد و ضوابط پر ترجیح حاصل ہوگی -

مالی معاملات کے متعلق نئے قانون کی تجاویز اِس اصولی بنا پر قائم کی گئی ہیں کہ نیا ٹیکس لگانے یا خزانۂ حکومت میں سے کوئی رقم صرف کرنے یا خزانہ پر کوئی نیا بار ڈالنے کی

کوئی تجویز بلا قبل از وقت گورنر کی سفارش کے لیجسلیچر کے روبرو نہیں آسکتی - یہ منصب و اختیار گورنر و وزرا کا ہی ہوگا - ہندوستانی صوبوں کی حکومت کا ضابطۂ عمل اِس معاملہ میں برطانوی پارلمانٹ کے ضابطۂ عمل سے کسی قدر مختلف ہے - وہاں عام صرفہ کا تخمینہ کر کے کل رقم ایک قانون کی شکل میں پارلمنٹ کے روبرو پیش کی جاتی ہے اور پارلمنٹ اِس قانون کو ہر سال پاس کیا کرتا ہے - یہاں کا دستور یہ ہے کہ ہر محکمہ کے اخراجات کی رقم مطالبہ کے صورت میں کونسل کے سامنے آتی ہے اور کونسل اپنے رزولیوشن کے ذریعہ سے اسے منظور کرتی ہے - پارلمنٹری کمیٹی نے یہاں کے لیے اسی مروجہ دستور کو قایم رکھا ہے اور اِس میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے - سالانہ اخراجات کی رقوم کا مطالبہ تین قسم کا ہوگا : (۱) وہ مطالبہ کہ جو کونسل کے روبرو مباحثہ کے لیے ضرور پیش کیا جائے گا لیکن جس کے لیے کونسل سے ووٹ یا منظوری لازمی نہیں - یہ رقوم بلا کونسل کی منظوری یا بلا اس کے ووٹ کے پاس شدہ سمجھی جائیں گی - (۲) وہ رقوم جو بلا کونسل کے ووٹ یا منظوری کے صرفہ میں نہ آ سکیں گی اور کونسل کو پورا اختیار ہوگا کہ وہ ان کی منظوری دے یا نہ دے - (۳) وہ رقوم کہ جن کو گورنر اپنی خاص ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے لازمی قرار دے گا -

حسب ذیل اخراجات یا رقوم کے لئے جو اول قسم میں شامل ہیں کونسل کی منظوری یا اس کا ووٹ لازمی نہ ہوگا یا یوں کہنا چاہئے کہ اس کا ووٹ درکار نہ ہوگا -

(۱) وہ تمام رقوم اخراجات جو سرکاری قرضہ لینے یا اس کا

سود دینے یا قرضہ چکانے کے لئے درکار ہوں - رقوم اخراجات قانون حکومت ہند سنہ ۱۹۳۵ع نے خود مقرر کر دی ہیں اور جو رقوم کسی عدالت کی ڈگری کے ادا کرنے کے لئے ضروری ہوں -

(۲) گورنر کی تنخواہ اور لوازمات (اس پر کونسل میں مباحثہ کی بھی اجازت نہ ہو گی) وزرا کی تنخواہ گورنر یا اس کے سکریٹیری کے املے کی تنخواہ -

(۳) ہائی کورٹ ' چیف کورٹ یا جوڈیشل کمشنرس کورٹ کے ججوں کی تنخواہیں اور پنشن اور ان عدالتوں کے دیگر اخراجات جو کہ گورنر اپنے وزرا سے مشورہ کر کے طے کرے گا -

(۴) وہ رقوم اخراجات کہ جو سکریٹیری آف اسٹیٹ کو اُن فرائض کے انجام دینے میں درکار ہوں گی جن کی تکمیل قانون حکومت ہند نے اس پر لازمی قرار دی ہے اور جن کا بار صوبوں کے خزانوں پر پڑنا چاہئے -

(۵) وہ تنخواہیں ' پنشن اور لوازمات کہ جو پبلک سروسز کے بعض ممبروں یا ان کے گھر والوں کو دی جانی ضروری ہیں -

یہ رقوم اخراجات بالعموم وہ ہیں کہ جن کو برطانوی دستور حکومت میں کونسولیڈیٹڈ فنڈ Consolidated Fund کہا جاتا ہے اور جو پارلیمنٹ کے روبرو منظوری کے لئے پیش نہیں کی جاتی ہیں بجز دو کے یعنی وزرا کی تنخواہیں اور پبلک سروسز کی تنخواہیں اور پنشن - انگلستان میں یہ دونوں رقوم ایسی ہیں کہ جن کا پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنا اور ان پر اس کی منظوری لینا لازمی ہے لیکن یہاں کے لئے

جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے ولایت کے دستور کو قائم نہیں رکھا ہے علاوہ ان رقوم کے اور ان اخراجات کے کہ جن کو گورنر اپنی خاص ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے لازمی سمجھےگا اور تمام رقوم اخراجات لجسلیچر کے رو برو پیش کی جائیں گی اور اس کے ووٹ اور منظوری حاصل کرنے کے بعد ھی صرفہ میں آ سکیں گی ان کا منظور یا نا منظور کرنا لیجسلیچر کے اختیار اور فیصلہ پر منحصر ہوگا اور لیجسلیچر کا فیصلہ ھی آخری فیصلہ ہوگا اور اسی وجہ سے وزرأ حکومت لیجسلیچر کے رو برو اپنے نیک و بد اعمال کے لئے جوابدہ اور ذمہ دار سمجھے جائیں گے - اور اسی بنا پر نئے آئین حکومت کی رو سے صوبوں کو خود مختار کہا گیا ھے - ایک اعتراض یہ کیا گیا تھا کہ سالانہ اخراجات کا بہت کم حصہ ایسا باقی رہ گیا ھے کہ جس کے لیے لیجسلیچر کے ووٹ یا منظوری کی ضرورت ہوگی لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں یہ اعتراض زیادہ وزن نہیں رکھتا -

جن صوبوں میں دارالعوام اور دارالامرا یعنی لیجسلیٹیو اسمبلی اور لیجسلیٹیو کونسل دونوں ہوں گی ان صوبوں میں سالانہ اخراجات کی رقوم کا مطالبہ صرف لجسلیٹیو اسمبلی کے ھی روبرو پیش کیا جائے گا اور اسی کا ووٹ اور منظوری لازمی سمجھی جائے گی - لیجسلیٹیو کونسل کا مرتبہ اور اختیارات اس معاملے میں اور ایسے بھی بالعموم لیجسلیٹیو اسمبلی کے برابر نہ سمجھا جائے گا - لیجسلیٹیو کونسل سے غرض اور اس کا کام صرف یہ ہوگا کہ اسمبلی کے منظور شدہ قوانین کی نظر ثانی کرتی رھے اور اسمبلی جن قوانین کو

بلا کافی غور کیے رواروی میں منظور کر دے کونسل ان کی توقف کے ساتھ نظر ثانی کر سکے اور جلد بازی میں کام بگڑنے نہ پائے - چوں کہ ان دونوں میں گاہے بہ گاہے کشمکش اور اختلاف پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے آخری فیصلہ کی یہ ترکیب تجویز کی گئی ہے کہ گورنر کو یہ اختیار دیا جائے کہ اختلافات ظاہر ہونے کے ایک سال بعد وہ دونوں ایوانوں کا ایک مشترکہ اجلاس طلب کرے کہ جس میں اس مسودہ قانون پر از سر نو بحث کی جائے کہ جسے ایک ایوان نے تو منظور کر لیا ہو لیکن دوسرے نے مسترد کیا ہو - اس مشترکہ اجلاس میں جو کچھ فیصلہ کثرت رائے سے ہو جائے وہی آخری فیصلہ سمجھا جائے - چوں کہ اسمبلی کو کونسل پر فوقیت دی گئی ہے اس لئے یہ بھی طے پایا ہے کہ اگر کوئی قانون پہلے کونسل میں پیش ہو اور وہاں منظور ہو جائے لیکن اسمبلی میں بعد ازاں پیش ہو کر نامنظور ہو تو اسمبلی کا فیصلہ آخری سمجھا جائے اور ایسی حالت میں دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کی کوئی ضرورت نہیں - مشترکہ اجلاس کی ضرورت اُسی وقت لاحق ہوگی کہ جب کسی قانون کو اسمبلی تو پہلے منظور کر دے لیکن کونسل نظر ثانی کرتے وقت اُسے مسترد کر دے اور اسمبلی کا اصرار ہو کہ یہ قانون از سر نو مشترکہ اجلاس میں پیش ہو - اس کے بعد آخری فیصلہ وہی ہوگا کہ جو اس مشترکہ اجلاس کی کثرت رائے سے ہو -

ضمیمہ (ا)

بنگال ، بہار ، بمبئی ، مدراس اور صوبۂ متحدہ کے پراونشل کونسلوں یعنی اپر ہاوس کی ساخت حسب ذیل ہوگی :—

	بنگال	بہار	بمبئی	مدراس	صوبۂ متحدہ
نامزد ممبر کم از کم	۶	۳	۳	۸	۶
زیادہ سے زیادہ ...	۸	۴	۴	۱۰	۸
براہ راست منتخب ہوں گے: عام ...	۱۰	۹	۲۰	۳۵	۳۴
مسلم ...	۱۷	۴	۵	۷	۱۷
یوروپین...	۳	۱	۱	۱	۱
ہندوستانی عیسائی...	...	...	...	۳	...
وہ ممبر جو صوبوں کی اسمبلیوں یعنی لوور ہاوس سے منتخب ہوں گے...	۲۷	۱۲	...	...	...
میزان ...	۶۳	۲۹	۲۹	۵۴	۵۸
	یا	یا	یا	یا	یا
	۶۵	۳۰	۳۰	۵۶	۶۰

جو ممبر براہ راست منتخب ہوں گے وہ جداگانہ طریق انتخاب سے منتخب ہوں گے - ووٹ دینے کا حق کافی ملکیت والے یا دولتمند لوگوں کو دیا جائےگا - یا اعلی سرکاری افسروں اور عہدہداروں کو -

ضمیمہ (۲)

صوبوں کی لیجسلیٹو اسمبلیوں یا لور هاوس کی ساخت

صوبہ	عام	اچھوت	غیر ترقی یافتہ علاقے	سکھ	مسلمان	هندوستانی عیسائی	اینگلو انڈین	یورپین	تجارت صنعت	زمیندار	یونیورسٹیاں	مزدور پیشہ	میزان
مدراس ...	۱۵۲ ۶ عورتیں شامل هیں	۳۰ یہ ۳۰ بھی عام میں شامل هیں	۱	...	۲۸ ان میں سے ایک عورت ہوگی	۹ ان میں سے ایک عورت ہوگی	۲	۳	۶	۶	۱	۶	۲۱۵
بمبئی ...	۱۱۹ ۵ عورتیں ان میں شامل هیں	۱۵ عام میں شامل هیں	۱	...	۳۰	۳	۲	۳	۷	۲	۱	۷	۱۷۵
بنگال ...	۸۰ ۴ عورتیں شامل هیں	۳۰ عام میں شامل هیں	...	...	۱۱۹ ایک عورت شامل ہے	۲	۴ ایک عورت شامل	۱۱	۱۹	۵	۲	۸	۲۵۰
صوبۂ متحدہ...	۱۴۴ ۴ عورتیں شامل هیں	۲۰ یہ عام میں شامل هیں	...	...	۶۶	۲	۱	۲	۳	۶	۱	۳	۲۲۸

صوبے	عام	اچھوت	پچھڑے ہوئے علاقے اور قومیں	سکھ	مسلمان	ہندوستانی عیسائی	اینگلو انڈین	یورپین	تجارت اور صنعت	زمیندار	یونیورسٹیاں	مزدوروں کی جماعتیں	میزان
پنجاب ...	۴۳ ایک عورت شامل ہے	۸ عام میں شامل ہیں	...	۳۲ ۱ عورت شامل ہے	۸۶ ۲ عورتیں شامل ہیں	۲	۱	۱	۱	۵	۱	۳	۱۷۵
بہار ...	۸۹ ۳ عورتیں شامل ہیں	۱۵ عام میں شامل ہیں	۷	...	۴۰ ایک عورت شامل ہے	۱	۱	۲	۴	۴	۱	۳	۱۵۲
صوبۂ متوسط اور برار -	۸۷ ۳ عورتیں شامل ہیں	۲۰ یہ عام میں شامل ہیں	۱	...	۱۴	...	۱	۱	۲	۳	۱	۲	۱۱۲
آسام ...	۴۸ ایک عورت شامل ہے	۷ یہ عام میں شامل ہیں	۹	...	۳۴	۱	...	۱	۱۱	...	...	۴	۱۰۸
صوبۂ سرحدی ...	۹	...	...	۳	۳۶	...	...	...	...	۲	...	...	۵۰
سندھ ...	۱۹ ایک عورت شامل ہے	...	...	...	۳۴ ایک عورت شامل ہے	...	...	۲	۲	۲	...	۱	۶۰
اڑیسہ ...	۲۹ دو عورتیں شامل ہیں	۷ عام میں شامل ہیں	۲	...	۴	۱	...	...	۱	۲	...	۱	۶۰

تتمہ (۳)

صوبۂ متحدہ کی اسمبلی کے ممبر منتخب کرنے کے لئے ووٹ دینے والوں کے واسطے حسب ذیل شرائط ہوں گے - اور صوبوں میں بھی کم و بیش ایسی ہی شرائط رکھی گئی ہیں :—

(۱) جو شخص کم از کم پانچ روپیہ مالگذاری دیتا ہو ووٹ دے سکتا ہے -

(۲) جو شخص کم از کم دس روپیہ لگان دیتا ہو ووٹ دے سکتا ہے -

(۳) جو شخص شہروں میں کم از کم چوبیس روپیہ سالانہ کرایہ مکان دیتا ہو ووٹ دے سکتا ہے -

(۴) جو شخص انکم‌ٹیکس دیتا ہو ووٹ دے سکتا ہے -

(۵) جس شخص نے اپر پرائمری امتحان پاس کیا ہو ووٹ دے سکتا ہے -

(۶) جس شخص کو پراونشل لیجسلیٹو کونسل میں ملکیت کی بنا پر ووٹ دینے کا اختیار ہے اُس کی بیوی بھی ووٹ دے سکتی ہے -

(۷) فوج کے پینشن یافتہ افسر یا سپاہی ووٹ دے سکتے ہیں-

(۸) زمینداروں کی جگہوں کے لئے یا تو برٹش انڈین ایسوسیشن کا ممبر ہونا چاہئے یا ایسی زمینداری کا مالک کہ جس کی مالگذاری پانچ ہزار سالانہ ہو (صوبہ آگرہ میں) -

(۹) تجارتی جگہوں کے لئے اپر انڈیا چیمبر آف کامرس یا یونائٹڈ پراونسز چیمبر آف کامرس کا ممبر ہونا چاہئے اور صوبہ میں کچھ کاروبار ہونا چاہئے تو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوگا -

(۱۰) الہ‌آباد یونیورسٹی کے کورٹ یا کونسل کا ممبر ہونا چاہئے - سات سال کی مدت کے گریجوئٹ یا ڈاکٹر اور ماسٹر کو بھی ووٹ دینے کا حق حاصل ہوگا -

دوسرا باب

مرکزی حکومت

فیڈریشن

پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آئندہ سے مرکزی حکومت صرف برطانوی ہندوستان کی حکومت نہ ہو گی بلکہ برطانوی ہندوستان کے خود مختار صوبوں اور دیسی ریاستوں کی متحدہ حکومت ہوگی اور اسی کو انگریزی سیاسی اصطلاح میں فیڈریشن کہتے ہیں گو دنیا کی مختلف حکومتوں میں جو عام دستور فیڈریشن کا ہے اس سے ہندوستان کی حکومت کا فیڈریشن بالکل نرالا ہوگا اور اس قسم کے فڈریشن کی کوئی دوسری مثال ملنی بہت دشوار ہے - بہر حال یہاں اس سے بحث نہیں -

پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے اور دوبارہ پھر اس کے صاف کردینے کی ضرورت ہے کہ آئنی یا قانونی نقطۂ نگاہ سے ہندوستان کی حکومت کا تمام و کمال قابو و اختیار شہنشاہ کی ذات خاص سے وابستہ ہے اور گذشتہ دستور یہ رہا ہے کہ مالک تخت تاج نے اپنے اختیارات وزیر ہند کے سپرد کر رکھے تھے اور وزیر ہند گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ذریعے سے تمام حکومت کا انتظام کیا کرتا تھا - صوبوں کے گورنر اور خود گورنر باجلاس کونسل براہ راست وزیر ہند کے ماتحت اور اس کے توسل سے پارلمنٹ کے روبرو جوابدہ اور ذمہ دار تھے

اب جدید قانون حکومت ہند کی رو سے مالک تخت و تاج نے صوبوں کی حکومتوں کو خود مختار کرکے لیجسلیچر کا جوابدہ اور ذمہدرا قرار دیدیا ہے - ان کی ذمہداری اب وزیر ہند یا پارلیمنٹ کے روبرو باقی نہیں رہی البتہ مرکزی حکومت میں دو عملی حکومت ہوگی یعنی بعض محکمے حکومت کے تو ایسے ہونگے جو گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ماتحت اور اختیار میں ہونگے اور گورنر جنرل باجلاس کونسل جوابدہ اور ذمہدار ہوگا وزیر ہند کے سامنے اور اس کے توسل سے پارلیمنٹ کے رو برو لیکن بعض محکمے حکومت ایسے ہونگے کہ جو وزرأ کے سپرد ہونگے اور یہ وزرأ مثل صوبوں کی حکومت کے جوابدہ اور ذمہدار ہونگے فیڈریل لیجسلیچر کے سامنے - فیڈریل لیجسلیچر اور فیڈریشن کی حکومت کے وزرأ میں نہ صرف خود مختار صوبوں کے نمائندے شریک ہونگے بلکہ دیسی ریاستوں کے نمائندے بھی شامل ہونگے اور اُن خاص محکموں کے علاوہ کہ جو گورنر جنرل باجلاس کونسل کے اختیار میں ہونگے اور ماتحت ہونگے وزیر ہند اور پارلیمنٹ کے باقی مرکزی حکومت متحدہ حکومت ہوگی خود مختار صوبوں اور ایسی ریاستوں کی - یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ برطانوی ہندوستان کی حکومت کا رویہ اور دستور تو قائم ہوا تھا پارلیمنٹ کے ایکٹ اور احکام کے مطابق لیکن دیسی ریاستوں کے تعلقات برطانوی حکومت سے قائم ہوئے تھے اور اِس وقت تک قائم ہیں اُن عہدناموں کی بنا پر کہ جو مالک تخت و تاج اور والیان ریاست یا اُن کے آبا و اجداد کے درمیان طے پائے تھے - لہذا صوبوں کی

حکومتوں کو خود مختار کرنا اور اُن کو ایک مرکزی حکومت میں متحد کرنا یا اُن کا فیڈریشن قائم کرنا تو پارلمنٹ کے اختیار اور قابو کی بات تھی چنانچہ صوبوں کو خود مختاری دےکر پارلمنٹ نے اپنے جدید قانون کی رو سے جن شرائط پر چاہا فیڈریشن کے طریق کی مرکزی حکومت کا پابند کردیا لیکن دیسی ریاستوں کو انھیں شرائط پر اور بلا اُن کی مرضی کے فیڈریشن کے طریق کی مرکزی حکومت کا پابند کرنا پارلمنٹ کے اختیار میں نہ تھا اور یہ ممکن ہو سکا اسی وجہ سے اور اسی وقت جب کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں بعض سربرآوردہ والیان ریاست نے خود اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ ہندوستان کی آئندہ مرکزی حکومت فیڈریشن کی صورت اختیار کرے لیکن اُسی کے ساتھ اُن والیان ریاست نے یہ بھی صاف صاف کہدیا تھا کہ وہ تمام اُن شرائط کے پابند نہ ہوںگے اور اُن کے فیڈریشن میں شامل ہونے کی بعینہ وہی صورت نہ ہوگی کہ جو برطانوی صوبوں کی ہوگی - اور وہ اپنے تئیں اُن معاملات میں اور اسی حد تک فیڈریشن کی مرکزی حکومت کا پابند نہ کریں‌گے کہ جس حد تک اور تمام معاملات میں برطانوی صوبے اس کے پابند ہوں‌گے - چنانچہ صورت یہ ہے کہ برطانوی صوبے تو فیڈریشن کی مرکزی حکومت کے پابند ہوں‌گے اِس طور پر کہ جدید قانون ہند نے اپنی دفعات کے مطابق اُن پر یہ پابندی لازمی کر دی ہے لیکن دیسی ریاستوں پر یہ پابندی نئے قانون کے مطابق لازمی نہیں بلکہ نئے قانون میں صرف اِس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر دیسی ریاستیں چاہیں تو اور اِن میں سے جو چاہیں وہ ایک خاص عہد نامے کی بنا پر

جس کو قرار داد شمولیت (Instrument of Accession) کہا گیا ہے فیڈریشن میں شریک ہو سکتی ہیں - البتہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ تجویز کیا ہے کہ حتی الامکان ہر ایک ریاست کے ساتھ جو فیڈریشن میں شامل ہوا چاہتی ہے قرار داد شمولیت کی شرائط تقریباً یک ساں ہی ہونی چاہئیں - تھوڑا بہت اختلاف خاص حالتوں میں ممکن ہے مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ہر ریاست کے قرار داد شمولیت کی شرائط جداگانہ ہوں اور اگر کسی ریاست کو اپنی خاص شرائط پر اصرار ہو اور اِس کو اپنی شرائط پر اصرار کا حق حاصل ہے تو اُس ریاست کو فیڈریشن میں شریک کرنا لازمی نہیں - ماسوا نئے قانون کے رو سے هندوستان کی مرکزی حکومت فیڈریشن کے دستور پر اُسی وقت قائم ہوسکےگی کہ جب اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم اپنے ایک فرمان کے ذریعہ سے اِس کا اعلان کریں‌گے اور ایسے فرمان کا اعلان اُسی وقت ہوگا کہ جب یہ طے پا جائے گا کہ فیڈرل لیجسلیچر کے دارالامرا یا اپر ہاؤس کی اُن جگہوں میں سے کہ جو ریاستوں کے نمائندوں کے لئے تجویز کی گئی ہیں کم از کم نصف بھر جائینگی یا اتنے والیان ریاست فیڈریشن میں شریک ہونا منظور کرلیں گے کہ جو دیسی ریاستوں کی کل آبادی کے کم از کم نصف پر حکومت کرتے ہیں - یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ گو صوبوں کی خود مختاری اور فیڈریشن کے نئے دستور دونوں کا جواز ایک ہی قانون کی رو سے طے پایا ہے یعنی قانون حکومت هند سنہ ۱۹۳۵ع کے رو سے لیکن پہلے عمل درآمد صوبوں کی خود مختاری کا ہوگا اور فیڈریشن کے طریق کی مرکزی حکومت

کا قیام اُس کے کچھ عرصہ بعد ممکن ہوسکے گا قبل اِس کے کہ مرکزی فیڈریل حکومت کی ساخت اور اِس کے اختیارات کا بیان کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ میں ایک اور بات کا ذکر کردیا جائے - اور وہ یہ ہے - یہ تو ابھی کہا جا چکا ہے کہ دیسی ریاستوں اور برطانوی حکومت کے تعلقات کی بنیاد پارلمنٹ کے احکام اور ایکٹ کی بنا پر نہیں بلکہ خاص عہد ناموں کی بنا پر پڑی ہے - اب تک حکومت کا دستور یہ تھا کہ دیسی ریاستوں کے تمام معاملات ہندوستان کی مرکزی حکومت یعنی گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ذریعہ سے طے پاتے تھے اور اِن تمام معاملات میں وزیر ہند کا فیصلہ آخری فیصلہ مانا جاتا تھا - اب چوں کہ خود مرکزی حکومت کا دستور بدل گیا ہے اور مرکزی حکومت محض گورنر جنرل یا اجلاس کونسل اور وزیر ہند کے تحت میں نہ ہوگی بلکہ مرکزی حکومت میں ایک حد تک فیڈریشن کا دستور رائج ہوگا اور یہ فیڈریل حکومت ایک حد تک فیڈریل لیجسلیچر کے روبرو جوابدہ اور ذمہ دار ہوگی اِس لئے دیسی ریاستوں کے وہ تمام معاملات کہ جو فیڈریل حکومت کے تحت میں نہ آتے ہوں گے یا اُن ریاستوں کے تمام معاملات کہ جو فیڈریشن میں قطعی شامل نہ ہوں گی آیندہ سے ہندوستان کی مرکزی حکومت کی تحت سے نکال لیے جائیں گے اور اُن کا تعلق گورنر جنرل باجلاس کونسل سے قطعی نہیں رہے گا - یہ معاملات اور اِن کے متعلق تمام اختیارات براہ راست تحت میں رہیں گے خود اعلیٰ حضرت ملک معظم کے اور اِن کا عمل درآمد ہوا کرے گا نایب شاہ یعنی وایسرائے کے ذریعہ سے ' اور

ملک معظم اِن معاملوں میں پابند ہوں گے اپنی برطانوی وزرا کے مشورے کے - وہائٹ پیپر میں تجویز کیا گیا تھا کہ گورنر جنرل اور وایسرائے کے عہدے دو شخصوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ کردئے جائیں - لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اِس پر اکتفا کرنا مناسب سمجھا کہ دونوں عہدوں کے فرائض اور محکمے تو جدا گانہ قرار دئے جائیں لیکن اِس کی ضرورت نہیں کہ دونوں عہدوں کے لیے دو شخص مقرر کیے جائیں بلکہ بدستور موجودہ ایک ہی شخص گورنر جنرل اور وایسرائے بھی ہوا کرے گا - مرکزی فیڈریل گورنمنٹ کا دائرۂ حکومت ہندوستان کے اُس تمام رقبہ تک ہوگا کہ جیسے اس وقت ہے یعنی ہندوستان کے تمام صوبے معہ بلوچستان ' اجمیر ' مارواڑ ' کرگ ' دہلی ' جزائر اینڈیمن اور نکوبار اس کے تحت میں ہوں گے - صرف یہ تبدیلی ہوئی ہے کہ جیسے صوبوں میں سے برہما کا صوبہ علیحدہ کر دیا گیا ہے اسی طرح عدن حکومت ہند کے تحت سے نکال کر برطانوی حکومت کے تحت میں کر دیا گیا ہے - ماسوا وہ دیسی ریاستیں بھی کہ جو فیڈریشن میں شریک ہونا منظور کریں گی اور جن معاملوں میں اور جس حد تک وہ شرکت کی رضامندی ظاہر کریں گی مرکزی فیڈریل حکومت کے تحت میں ہوں گی اور فیڈریل گورنمنٹ کا دائرہ حکومت اُن پر بھی حاوی ہوگا - ان معاملات کے صاف کرنے کے بعد اب ذیل میں فیڈریل گورنمنٹ کی ساخت اور اس کے اختیارات کا تذکرہ کیا جاتا ہے -

فیڈریل گورنمنٹ کی ساخت

اس موقعہ پر یہ دھیان میں رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ صورت میں گورنمنٹ

ہند میں علاوہ گورنر جنرل اور کمانڈران چیف کے چھ کونسلر ہوتے ہیں - تین انگریز اور تین ہندوستانی انگریز بالعموم سول سروس کے ممبر ہوتے ہیں اور ہندوستانی وہ جو سیاسی لیڈروں کے زمرہ سے لئے جاتے ہیں اور مستقل گورنمنٹ کے حکام میں سے نہیں ہوتے - ان سب کو ملاکر جو کیبینٹ بنتی ہے اُسی کو گورنر جنرل باجلاس کونسل یا گورنمنٹ ہند کہتے ہیں - گورنر جنرل اس کونسل کا صدر ہوتا ہے اور تمام معاملات حکومت کثرت راے سے طے ہوتے ہیں گو خاص حالتوں میں گورنر جنرل اپنی کونسل کی راے کے خلاف بھی عمل کر سکتا ہے - گو موجودہ صورت میں بھی مرکزی حکومت میں ایک لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ قائم ہے - لیکن گورنر جنرل باجلاس کونسل اپنے طرز حکومت یا اعمال کے نیک و بد کے متعلق اس لیجسلیچر کے روبرو جوابدہ یا ذمہ دار نہیں - یہ تو موجودہ صورت ہے - آئندہ سے مرکزی حکومت کا جو دستور ہوگا اُس کی صورت ایک حد تک وہی ہوگی کہ جو اس وقت صوبوں کی حکومت میں دیکھنے میں آتی ہے - یعنی دو عملی طریقے کی حکومت ہوگی یعنی محکمۂ خارجیہ ' محکمۂ فوج اور گرجوں اور پادریوں کا محکمہ رہےگا زیر تحت گورنر جنرل ' کمانڈران چیف اور تین کونسلوں کے کہ جو برطانوی حکومت کی جانب سے مقرر کئے جائیں گے اور جو کلیتاً جواب دہ اور ذمہ دار ہوں گے اپنے اعمال کے لئے وزیر ہند اور پارلمنٹ کے روبرو - باقی محکمے وزراٗ کے سپرد ہوں گے کہ جن کو گورنر جنرل مقرر کرے گا - یہ وزراٗ لیجسلیچر کی اُس حمایت یا

پارٹی میں سے بالعموم مقرر کئے جایا کریں گے کہ جس پارٹی کی کثرت رائے ہو - گورنر جنرل بالعموم ان وزرا کی رائے اور مشورے کا پابند ہوگا اور یہ وزرا لیجسلیچر کے روبرو اپنے اعمال کے نیک و بد کے لئے جواب دہ اور ذمہ دار ہوں گے - لیجسلیچر اور منسٹری دونوں فیڈریل طریق کی ہوں گی یعنی دونوں میں خود مختار صوبوں اور دیسی ریاستوں کے نمائندے شریک اور شامل ہوں گے - معمولی طور سے تو یہ صورت ہوگی مگر جس طرح کہ خود مختار صوبوں میں گورنر کی خاص ذمہ داریاں قرار دی گئی ہیں اور خاص خاص حالتوں میں اُسے خاص اختیارات دئے گئے ہیں اسی طرح سے مرکزی حکومت میں گورنر جنرل کو علاوہ اُن تین محکموں کے کہ جن کا ذکر ابھی ابھی کیا جا چکا ہے اور جو مخصوص طور پر اس کے تحت میں ہوں گے فیڈریل حکومت میں بھی خاص ذمہ داریاں اور خاص اختیارات دئے گئے ہیں - ان خاص ذمہ داریوں کی صورت میں وہ اپنے وزرا کی رائے کا پابند نہ ہوگا اور خاص خاص حالتوں میں وہ اپنی رائے کے مطابق جس طرح چاہے گا عمل کرے گا -

گورنر جنرل کے اختیارات

گورنر جنرل کے اختیارات تین قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں - اول تو وہ اختیارات کہ جو کسی غیر معمولی صورت یا خاص موقعہ پر کام میں لائے جاویں - دوئم وہ اختیارات کہ جو خاص ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے کام میں لائے جائیں سوئم وہ اختیارات جو مخصوص محکموں کی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں - اول الذکر دو قسموں کے اختیارات کا تعلق تو فیڈریل حکومت سے ہے یعنی جہاں باوصف ذمہ دارانہ

حکومت قائم ہونے کے گورنر جنرل کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے وزرأ کی رائے کی پروا نہ کر کے اپنی ذاتی رائے پر عمل کرے اور اختیارات کو کام میں لائے - آخرالذکر قسم کے اختیارات وہ ہیں کہ جہاں پورے محکموں کی حکومت ہی کلیتاً اس کے سپرد ہے اور جن محکموں سے وزرأ کا کوئی نہ تعلق ہے نہ ذمہ داری -

(۱) اول قسم کے اختیارات میں وہ اختیارات ہیں جو کسی غیر معمولی صورت میں یا خاص موقعہ پر کام میں لائے جائیں - یہ بعینہ وہی ہیں کہ جو گورنروں کو خود مختار صوبوں میں دئے گئے ہیں اور جن کا تفصیلی تذکرہ گزشتہ باب میں کیا جا چکا ہے جو اختیارات خود مختار صوبوں میں گورنر کو حاصل ہوں گے وہی اختیارات فیڈریل حکومت میں گورنر جنرل کو حاصل ہوں گے - ان کا دوبارہ تذکرہ بیکار ہوگا - (۲) دوسرے قسم کے اختیارات کا تعلق خاص ذمہ داریوں سے ہے - گورنر جنرل کی خاص ذمہ داریاں حسب ذیل ہونگی : (۱) اگر تمام ملک میں یا ملک کے کسی حصہ میں خلل امن کا اندیشہ ہو تو وہ اپنی ذمہ‌داری پر اپنے حکم اور فیصلے سے اس کی روک تھام کرے - (۲) اگر قلیل‌التعداد جماعت یا جماعتوں کی کسی معاملہ میں حق تلفی ہوتی ہو تو اس کی نگہداشت مدنظر رکھے - (۳) اگر پبلک سروسز یعنی کارپردازان حکومت کی کسی قسم سے حق تلفی ہوتی ہو یا جو مراعات قانون نے ان کے ساتھہ کی ہیں وہ پوری نہ ہوتی ہوں تو ان کو پورا کرائے اور ان کی حق تلفی نہ ہونے دے - (۴) دیسی ریاستوں کے حقوق کی نگرانی کرتا رہے - (۵)

فیڈریشن کی مالی حالت اور اس کی ساکھ کا تحفظ مد نظر رکھے - (۶) تجارتی معاملات میں کسی قسم کی تفریق نہ ہونے دے - (۷) ہر اُس معاملہ کی نگہداشت اور تحفظ کرتا رہے جس کا تعلق اُن خاص محکموں سے ہو کہ جو خود گورنر جنرل کی تحت میں رکھے گئے ہیں -

اگر سرسری نظر سے بھی ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز ایک تبدیلی کے یہ سب ذمہ داریاں وہی ہیں جو خود مختار صوبوں میں گورنروں کی اور گورنر جنرل کو بھی فیڈریل حکومت میں ان کے متعلق وہی اختیار حاصل ہیں کہ جو خود مختار صوبوں میں گورنروں کو بجز اُس ایک تبدیلی کے جو ان میں کی گئی ہے اوروں کے متعلق کچھ کہنا بیکار کی طوالت ہوگی - ایک تبدیلی جس کا ذکر کیا گیا دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ فیڈریشن کی مالی حالت اور اس کی ساکھ کے متعلق ہے - خود مختار صوبوں میں مالی حالت کے استحکام کے متعلق گورنر کی کوئی خاص ذمہ داری یا خاص اختیارات نہیں تجویز کئے گئے ہیں - لیکن مرکزی حکومت میں علاوہ محکمۂ خارجیہ اور فوج کے جو قطعی طور سے گورنر جنرل کے تحت میں ہوں گے محکمۂ مال کے متعلق بھی گورنر جنرل کی خاص ذمہ داری عائد کی گئی ہے گو اس کو خاص طور سے گورنر جنرل کے قطعی تحت میں نہیں کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ چونکہ ملک کی آئندہ بہبودی اور ترقی اور نئی اصلاحات کی کامیابی کا دار و مدار اس پر ہے کہ اس کی مالی ساکھ غیر ملکوں میں قائم رہے لہذا اس کے متعلق خاص احتیاط کرنے کی ضرورت ہے اسی لئے گورنر جنرل کی خاص

ذمہ داری قرار دی گئی ہے اس ذمہ داری کی تکمیل کے لئے
گورنر جنرل کو ایک مشورہ کار کی ضرورت ہوگی کہ جو ان
معاملات میں ماہر ہو - گورنر جنرل اس کو اپنی مرضی کے
مطابق مقرر کرے گا گو وزیر مال سے بھی اس کے تقرر کے بارے
میں مشورہ کر لیا کرے گا - گورنر جنرل کے اس مالی مشورہ
کار کا کام یہ ہوگا کہ وہ گورنر جنرل کو ان معاملات میں مشورہ
دیا کرے - وہ محکمہ کے روز مرہ کے معاملات میں وزیر مال سے
تعرض نہ کرے گا نہ ان میں دخل دیا کرے گا - اس کا کام گورنر
جنرل کے احکام کا عمل میں لانا اور گورنر جنرل کو مشورہ دینا
ہوگا - اب تک تو گورنر جنرل کے خاص اختیارات اور خاص
ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا اب اُن محکموں کے بابت دو تین
باتیں کہنی ہیں کہ جن میں کلیتاً گورنر جنرل بلا شرکت فیڈریل
حصۂ حکومت یا فیڈریل لیجسلیچر خود مختار ہوگا اور جو وزراً
سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں گے بلکہ کونسلرز کے سپرد ہوں گے اور
جسمیں ماتحتی ہوگی وزیر ہند کی اور ذمہ داری ہوگی پارلمنٹ
کی روبرو - یعنی محکمۂ فوج اور محکمۂ خارجیۂ - محکمۂ فوج
کے متعلق عرصہ دراز سے هندوستانی رائے عامہ کا یہ مطالبہ
رہا ہے اور یہ مطالبہ راونڈ ٹیبل کانفرنس میں بھی هندوستانی
نمائندوں نے پیش کیا تھا کہ باوصف محکمۂ فوج کے گورنر
جنرل کے مخصوص محکمہ ہونے کے مرکزی لیجسلیچر کو
اس محکمہ کی پولیسی پر اثر ڈالنے کے لئے تدابیر اختیار
کی جائیں اور موقعے نکالے جائیں اور کسی معینہ میعاد کے
اندر تمام فوج هندوستانی افسروں کے تحت میں آنی چاھئے
اور جب کبھی هندوستانی فوج هندوستان کے باہر کسی ایسے

میدان کارزار میں بھیجی جائے کہ جس کا تعلق کسی قسم سے بھی ہندوستان کے تحفظ یا اس کی بہبودی سے نہ ہو تو لیجسلیچر کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہو - یہ مطالبہ اور دونوں باتیں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے روبرو پیش ہوئیں اور اُس نے ان کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی - ہندوستانی نمائندوں کی تجویز یہ تھی کہ نئے قانون کے اندر لیجسلیچر کی ایک کمیٹی ایسی قائم کی جائے کہ جس کو فوجی پولیسی کے تمام معاملات سے آگاہ رکھا جائے اور پولیسی کے اہم معاملات میں گورنر جنرل اُس سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا کرے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا کیونکہ اس کی رائے میں فوجی پولیسی کے معاملہ میں گورنر جنرل پر کسی قسم کی پابندی لازم کرنا مناسب نہیں - فوج میں ہندوستانی افسر اب بھی مقرر کئے جاتے ہیں اور ایک ڈویژن فوج کا خاص ایسا علحدہ کر دیا گیا ہے کہ جس میں تمام افسر شروع سے آخر تک ہندوستانی ہی ہوا کریں گے لیکن تمام فوج کو کسی خاص معینہ مدت میں از سرتاپا صرف ہندوستانی افسروں کے تحت میں کر دینا جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں ناعاقبت اندیشی کی پولیسی ہے ممکن ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے کہ جب ایسا ہو جائے لیکن قانون میں کوئی ایسی مدت مقرر کر دینا ممکن نہیں - فوج کو ہندوستان کی حدود سے باہر بھیجنے کے متعلق جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے یہ قائم ہوئی کہ آخری فیصلہ اور اختیار تو اس معاملہ میں گورنر جنرل کا ہی ہوا کرے گا لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے

گورنر جنرل فیڈریل وزرا سے مشورہ کرے گا -

خارجی معاملات اور فوجی معاملات کا چونکہ گہرا تعلق ہے لہذا محکمۂ خارجیہ بھی گورنر جنرل کا مخصوص محکمہ ہوگا اور فیڈریل حصۂ حکومت کو اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا - ایک تجویز اس کے متعلق یہ پیش کی گئی تھی کہ کم از کم غیر ممالک سے تجارتی تعلقات قائم کرنے اور تجارتی عہد نامے طے کرنے کا مسئلہ وزیر تجارت کے تحت میں ہونا چاہئے اور فیڈریل حصۂ حکومت کے اختیار میں ہونا چاہئے کہ جو فیڈریل لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار ہو - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا - اس کی رائے میں یہ کافی اور مناسب معلوم ہوا کہ جب ایسے موقعے پیش آئیں تو وزیر تجارت سے محکمۂ خارجیہ اور گورنر جنرل مشورہ لے لیا کریں لیکن اختیار کلی اس معاملہ میں بھی گورنر جنرل کا ہی ہونا چاہئے -

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ علاوہ محکمۂ فوج اور خارجیہ کے گرجے اور پادریوں کا محکمہ بھی محفوظ اور مخصوص محکموں میں شامل ہوگا - ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے کہ انگریزی فوج کی روحانی ضروریات کے لحاظ سے اور یوروپین افسروں کی ضروریات کے لحاظ سے بھی جو گرجے ہندوستان میں قائم ہیں اور جن پادریوں کا تقرر سرکار کی جانب سے ہوتا ہے ان کی تنخواہیں اور اخراجات حکومت ہند کے خزانہ سے دئیے جاتے ہیں اور ان کا ایک خاص محکمہ قائم ہے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ محکمہ اسی طور پر قائم رہنا چاہئے اور اس کا شمار حسب

سابق محفوظ اور مخصوص محکموں میں ہونا چاہئے - اس محکمہ پر اس وقت ۴۰ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے ہے کہ بتدریج اس کا صرفہ کم کرنا چاہئے اور گورنمنٹ کو صرف انگریزی فوج کی ضروریات کا پاس و لحاظ کرنا چاہئے اور ایک رقم مقرر کر دینا چاہئے کہ جس سے زائد خرچ کی اجازت نہ دی جائے - گورنر جنرل اور فیڈریل حکومت کے تعلقات اور نیز فیڈریل حکومت اور فیڈریل لیجسلیچر کے تعلقات کے متعلق صرف دو ایک باتیں ایسی ہیں کہ جن کا تذکرہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے مرکزی حکومت میں آئندہ سے ایسی ہی دو عملی حکومت ہوگی کہ جیسی اس وقت صوبوں میں ہے یعنی ایک تو منتقل محکمے جو ذمہ دارا وزرا کے سپرد ہوں گے دوسرے محفوظ محکمے جو کونسلر کے سپرد ہوں گے اول الذکر وزرا لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار ہوں گے اور آخرالذکر کونسلرز وزیر ہند کے ماتحت اور پارلمنٹ کے روبرو ذمہ دار - اول الذکر فیڈریل طریق کی حکومت ہوگی اور آخرالذکر یونیٹری قسم کی - دونوں کی ذمہ داری جداگانہ جداگانہ ہوگی لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس خیال سے کہ حکومت کا کام آسانی سے چل سکے اور بلاوجہ دشواریاں نہ پڑیں یہ تجویز کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دونوں حصۂ حکومت ایک دوسرے سے برابر مشورہ کرتے رہیں اور گو ہر ایک حصہ حکومت اپنے اپنے اعمال اور اپنے اپنے فیصلوں کا کلیتاً ذمہ دار ہوگا بہتر یہ ہوگا کہ دونوں حصہ حکومت یعنی وزرا اور کونسلرز مشترکہ طور پر مشورہ کیا کریں - اُمید کی جاتی ہے کہ گورنر جنرل اس

مشترکہ طریق مشورہ کو قائم کر سکے گا -

فیڈریل حصہ حکومت یعنی فیڈریل منسٹری میں نہ صرف قلیل التعداد جماعتوں کے نمائندے شریک کئے جائیں گے بلکہ دیسی ریاستوں کے نمائندے بھی مقرر ہوں گے - ایسی مخلوط منسٹری کے قائم ہونے سے یہ اندیشہ بڑھ جاتا ہے کہ ذمہ دارانہ حکومت کا دستور قائم ہونے اور لیجسلیچریں مخالف حکومت اور موافق حکومت دو صاف صاف پارٹیاں بننے کے راستہ میں اور دشواریاں پیدا ہو جائینگی لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس سے نجات نہیں اور فیڈریل طریق حکومت میں ایسا ہونا لازمی ہے - جس طرح کے صوبہ میں گورنروں کی ذمہ داریوں اور بار حکومت کے سنبھالنے کے لئے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے خاص گورنر کے عملہ مقرر کرنے کے اور اُس کی نگرانی کے لیے ایک افسر اعلیٰ کے مقرر کئے جانے کی تجویز کی ہے اسی طرح سے مرکزی حکومت میں گورنر جنرل کے لیے بھی ایک خاص عملے اور ایک افسر اعلیٰ کے مقرر کئے جانے کی صلاح دی ہے کہ جو غالباً یا تو کونسلر کا مرتبہ رکھےگا یا گورنر جنرل کا سکریٹیری کہلائےگا -

لجسلیچر کی ساخت

وھایٹ پیپر نے تجویز کیا تھا کہ مرکزی لجسلیچر میں دارالعوام اور دارالامرا کی طرح ایک ھاوس آف اسمبلی ہونا چاہیے اور ایک کونسل آف اسٹیٹ - ھاوس آف اسمبلی کے ممبروں کی تعداد تین سو پچھتر ۳۷۵ ہونی چاہیے جس میں سے دو سو پچاس هندوستانی صوبوں کے منتخب نمائندے ہونے چاھئیں اور

سوا سو دیسی ریاستوں کے نامزد نمائندے - اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبروں کی تعداد دو سو ساٹھ ہونی چاھئے جس میں سے ایک سو پچاس ھندوستانی صوبوں کے منتخب نمائندے ہوں اور ایک سو دیسی ریاستوں کے نامزد نمائندے اور دس گورنر جنرل کے نامزد کئے ہوئے ممبر - گورنر جنرل کو غیر سرکاری حکام کے نامزد کرنے کا اختیار دیا گیا ھے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اُن تجاویز کو منظور کر لیا اور یہی جدید قانون کی دفعات میں شامل کی گئی ھیں - البتہ طریق انتخاب کے متعلق بڑا اختلاف رھا ھے - وھائٹ پیپر کی تجویز تھی کہ ھاوس آف اسمبلی کے ممبروں کا انتخاب جہاں تک کہ برطانوی صوبوں کا تعلق ھے براہ راست ووٹر کیا کرے اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبروں کا انتخاب بالواسطہ پراونشل لجسلیچر کے ھو یعنی صوبوں کے آپر اور لور ھاوس دونوں کے ممبر کونسل آف اسٹیٹ کے ممبروں کا انتخاب کیا کریں - یہ یاد رکھنے کے قابل ھے کہ موجودہ دستور یہ ھے کہ کونسل آف اسٹیٹ اور لجسلیٹیو اسمبلی دونوں کے ممبروں کا انتخاب براہ راست ووٹر کیا کرتا ھے - اور ھندوستانی نمائندوں کا اشد اصرار تھا کہ یہی دستور قائم رکھا جائے وھائٹ پیپر میں بھی کم از کم ھاوس آف اسمبلی میں براہ راست انتخاب کا طریق ھی تجویز کیا گیا تھا لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس سے اختلاف کر کے کونسل آف اسٹیٹ اور ھاوس آف اسمبلی دونوں میں براہ راست انتخاب کے طریقے کو بدل دیا - جب موجودہ قانون پارلمنٹ کے سامنے آیا تو پارلمنٹ نے ھاوس آف اسمبلی کے متعلق

تو جائنٹ پارلمنٹری کی تجویز قائم رکھی اور براہ راست طریق انتخاب کو بدل دیا لیکن کونسل آف اسٹیٹ کے لیے وھائٹ پیپر اور جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے سے اختلاف کر کے براہ راست طریق انتخاب کو قائم رکھا - مختصراً یہ کہ جدید قانون کی رو سے کونسل آف اسٹیٹ کے ممبروں کا انتخاب تو حسب دستور موجودہ براہ راست ووٹر کیا کریں گا لیکن ہاوس آف اسمبلی کے ممبروں کا انتخاب صوبوں کی اسمبلی کے ممبر کیا کریں گے - یعنی ہندو ممبر صوبوں کی اسمبلی کے ہندو ممبروں کا انتخاب کریں گے اور مسلمان اور سکھ ممبر مسلمان اور سکھ ممبروں کا انتخاب کریں گے - صرف اینگلو انڈین یورپین ممبر و عیسائی ممبروں کے انتخاب کے لیے تمام ہندوستان کے اینگلو انڈین یورپین اور عیسائی ممبر ووٹروں کی جداگانہ ایک جماعت قرار دی جائےگی کہ جو اپنے نمائندوں کا انتخاب کیا کرےگی اور وہ اس لیے کہ صوبوں کی اسمبلی میں ان لوگوں کی تعداد بہت ناکافی ہوگی اور ان کو انتخاب کا حق دینا مضحکہ خیز ہو گا - جہاں تک کہ دیسی ریاستوں کے نمائندوں کا تعلق ہے دیسی ریاستوں کی رعایا کا مطالبہ تھا کہ دیسی ریاستوں میں بھی براہ راست انتخاب کا دستور قائم کیا جائے لیکن وھائٹ پیپر ' جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی اور خود پارلمنٹ میں اس مطالبہ کو منظور نہیں کیا گیا اور صرف والیان ریاست کو یہ حق دیا گیا ہے کہ کونسل آف اسٹیٹ اور ہاوس آف اسمبلی دونوں میں وہ خود جس کو چاہیں نامزد کرکے اور اپنا نمائندہ تجویز کر کے بھیجیں چنانچہ

کونسل آف اسٹیٹ اور ہاوس آف اسمبلی دونوں میں دیسی ریاستوں کے تمام نمائندے والیان ریاست کے نامزد کئے ہوئے ہوا کریں گے - رعیت کی رائے کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا -

یہاں پر یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ گو ہاوس آف اسمبلی کے طریق انتخاب کو جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے بدل دیا ہے اور اب براہ راست ممبر انتخاب کرنے کا حق ووٹر کو باقی نہیں رہا لیکن کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر کافی مدت گذرنے کے بعد اور نئے طریق کا کافی تجربہ ہونے کے بعد لیجسلیچر کی یہ رائے ہو کہ پھر براہ راست طریق انتخاب رائج کیا جائے تو پارلمنٹ کی اجازت حاصل کرنے کے بعد ایسا کیا جاسکے گا -

وھائٹ پیپر کی تجویز تھی کہ کونسل آف اسٹیٹ کی میعاد زندگی سات سال ہوا کرے اور ہاوس آف اسمبلی کی پانچ سال - چنانچہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی اور پارلمنٹ نے ہاوس آف اسمبلی کی میعاد زندگی تو پانچ سال قرار دی ہے یعنی اس کے انتخابات ہر پانچ سال بعد ہوا کریں گے لیکن کونسل آف اسٹیٹ مستقل طریق کی کونسل قراردی گئی ہے - پہلے انتخابات نو سال کے لئے ہوں گے اس کے بعد ہر تین سال بعد ایک ثلث تعداد ممبروں کی مستعفی ہوا کرے گی اور اُن کی جگہ دوسرے ممبر منتخب ہوا کریں گے -

چھوٹی اور بڑی سب ریاستوں کو ملاکر کل ہندوستانی دیسی ریاستوں کی تعداد تقریباً چھ سو کے ہے تو سوال یہ پیدا ہوا کہ کونسل آف اسٹیٹ کی ایک سو جگہوں اور ہاوس

آف اسمبلی کی سواسو جگہوں کو ان دیسی ریاستوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے اور کس کس ریاست کو کس کس قدر جگہیں دی جائیں - وھائٹ پیپر نے اس کے متعلق کوئی تجویز پیش نہیں کی تھی کیونکہ ریاستوں کے فیڈریشن میں داخل ہونے کا معاملہ قطعی طور سے اُس وقت تک طے نہیں ہوا تھا اور اس وقت تک بھی یقینی طور سے طے نہیں ہے کہ کس قدر اور کون کون سی ریاستیں شامل ہو رہی ہیں - بہر حال دیسی ریاستوں کے نمائندوں اور گورنر جنرل کے درمیان میں مشورہ ہونے کے بعد ایک فہرست تیار ہوئی کہ جو پارلمنٹری کمیٹی کے روبرو پیش کی گئی تھی اور جو اس باب کے آخر میں انتخابات کے دوسرے تفصیلی نقشوں کے ساتھ ساتھ بطور تتمہ کے درج کی جاتی ہے - دیسی ریاستوں میں جگہوں کے تقسیم کرنے کا اصول یہ قرار دیا گیا ہے کہ کونسل آف اسٹیٹ کی جگہوں کی تقسیم تو دیسی ریاستوں کے مرتبے کے لحاظ سے ہونی چاہیے یعنی جس ریاست کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہو اُس کے حصے میں سب سے زیادہ جگہیں آویں جن کا رتبہ اُس سے کم ہو اُن کی اُس سے کم جگہیں اور علیٰ ہٰذالقیاس - لیکن ھاوس آف اسمبلی میں جگہوں کی تقسیم ہر ریاست کی آبادی کے لحاظ سے کی جائے - یعنی جس ریاست کی جتنی آبادی ہو اُسی کے حساب سے اُس کی جگہیں مقرر ہوں - چنانچہ بعض صورتوں میں کئی ریاستوں کو ملاکر ایک جگہہ دی جائےگی اور بعض کے حصے میں زیادہ جگہیں آئیں گی - اسی سلسلہ میں ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ شروع سے سب ہی ریاستیں تو فیڈریشن میں شریک ہوں گی نہیں تو اُن جگہوں کا کیا حشر ہوگا کہ جو اُن کے

حصے کی ہوں گی - وھائٹ پیپر کی تجویز تھی کہ یہ جگہیں خالی رکھی جائیں مگر جو والیان ریاست فیڈریشن میں شریک ہونے والے ہیں ان کی جانب سے اس تجویز کی مخالفت ہوئی اور بالآخر جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ کل جگہیں تو جو اس طرح سے خالی رہیں گی فیڈریشن میں شامل ہونے والی ریاستوں کو دی نہیں جا سکتیں البتہ ان میں سے نصف اُنھیں ریاستوں میں حصہ رسدی طور سے تقسیم کردی جائیں کہ جو فیڈریشن میں شریک ہوں گی اور یہ دستور اُس وقت تک قائم رکھا جائے کہ جب تک ۹۰ فیصدی ریاستیں فیڈریشن میں شریک نہ ہو جائیں - بہر حال اور بہر صورت یہ طریق بیس سال بعد مسترد کردیا جائے -

لیجسلیچر کے اختیارات

فیڈریل لیجسلیچر کے اختیارات کے متعلق بھی وھی پابندیاں عائد کی گئی ہیں کہ جو صوبوں کے لیجسلیچر پر - یعنی پیشتر اس کے کہ کوئی قانون لیجسلیچر کے روبرو پیش کیا جائے گورنر جنرل کی اجازت لینی ضروری ہوگی - اسی طرح سے قبل اس کے کہ لیجسلیچر سے منظور شدہ قانون جاری کیا جائے گورنر جنرل کی منظوری حاصل کرنی ہو گی اور گورنر جنرل کو اختیار ہوگا کہ وہ منظوری دے یا نہ دے یا علیٰ حضرت ملک معظم کی اجازت حاصل کرنے کے لیے قانون کو روک لے - اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چیف کمشنر کے صوبۂ بلوچستان کے متعلق قانون بنانے کا اختیار فیڈریل لیجسلیچر کو نہ ہوگا اور وھاں کے قانون و قواعد محض گورنر جنرل کی مرضی و منشا کے مطابق منضبط اور جاری ہوں گے -

فیڈریل لیجسلیچر کا ضابطۂ کارروائی

فیڈریل لیجسلیچر کا ضابطۂ عمل بھی تقریباً اسی طرح کا ہوگا کہ جس طرح کا صوبوں کے لیجسلیچر کا - لہذا جو کچھ کہ صوبوں کے متعلق کہا جا چکا ہوا ہے اُس کا دوہرانا ضروری نہیں - البتہ بعض بعض باتوں کا یعنی اُن باتوں کا جہاں کہ صوبوں کے ضابطۂ عمل سے تفریق کی گئی ہے واضح کر دینا مناسب ہے - پہلی بات تو یہ کہ سالانہ اخراجات میں سے حسب ذیل رقوم کے منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار لیجسلیچر کو نہ ہوگا یعنی اُن پر اس کا ووٹ نہ لیا جائےگا -

(۱) تمام رقوم جن کا تعلق ان مخصوص محکموں کے اخراجات سے ہوگا کہ جو گورنر جنرل کے تحت میں محفوظ رکھے گئے - یعنی محکمۂ فوج اور محکمۂ خارجیہ وغیرہ -

(۲) تمام وہ رقوم جن کا تعلق وائسرائے کی اُن ذمہ‌داریوں سے ہوگا کہ جو اُس پر دیسی ریاستوں کے متعلق لازم ہوں‌گی - یعنی پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات -

(۳) تمام وہ رقوم کہ جن کی ضرورت وزیر ہند کو اپنی اُن ذمہ‌داریوں کے پورا کرنے کے لئے پڑےگی کہ جو جدید قانون کی رو سے اُس پر واجب ہوں‌گی -

یہ پچھلے باب میں بتایا جا چکا ہے کہ صوبوں میں آپر ہاؤس اور لور ہاؤس کے اختیارات یکساں نہ ہوں‌گے - یعنی آپر ہاؤس کو بالخصوص مالی معاملات میں وہ تمام اختیارات نہیں دئے گئے ہیں کہ جو لور ہاؤس کو حاصل ہوں‌گے - فیڈریل لیجسلیچر میں ضابطۂ عمل مختلف ہوگا - یہاں ہاؤس آف اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کو یکساں اور برابر

کے اختیارات حاصل ہوں گے یعنی اگر کوئی نیا ٹیکس لگانا منظور ہے یا اخراجات کی کسی رقم کی منظوری لینی درکار ہے تو ایسی حالت میں صوبوں کے لیجسلیچر میں تو منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار صرف لور ہاؤس کو دیا گیا ہے ' آپر ہاؤس کو نہیں - فیڈریل لیجسلیچر میں یہ اختیار دونوں ایوانوں کو یکساں حاصل ہوگا یعنی اگر لور ہاؤس نے منظوری دے دی ہے تو آپر ہاؤس کو اختیار ہوگا کہ وہ اُسے نامنظور کر دے - اور ایسے اختلافات کی حالت میں معاملہ دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں کثرت رائے سے طے پائے گا - ایک تفریق صوبوں کے ضابطۂ عمل سے یہ بھی ہوگئی ہے کہ وہاں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جس معاملہ پر دونوں ایوانوں میں تنازع ہو وہ دوبارہ مشترکہ اجلاس کے روبرو صرف ایک سال بعد پیش کئے جا سکتے ہیں فیڈریل لیجسلیچر میں یہ مدت صرف چھ ماہ کی رکھی گئی ہے -

ہندوستانی نمائندوں کی جانب سے ایک تجویز یہ پیش کی گئی تھی اور اس پر بہت اصرار کیا گیا تھا کہ اُن تمام مسائل پر کہ جن کا تعلق صرف برطانوی ہندوستان سے ہو اور دیسی ریاستوں سے مطلق نہ ہو فیڈریل لیجسلیچر میں دیسی ریاستوں کے نمائندوں کو ووٹ دینے کا حق نہ دیا جائے اور قانون میں ایک استثناعی دفعہ اس قسم کی رکھی جائے لیکن اس خیال سے کہ دیسی ریاستوں کو بوجوہ اس سے اختلاف تھا جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا - اور یہ رائے ظاہر کی کہ محض برطانوی ہند کے معاملوں میں دیسی ریاستوں کی دخل اندازی کا اندیشہ

نہیں - وہ نہ اُسے پسند کریں گی نہ ان کے حق میں ایسی دخل اندازی مناسب ہوگی - دیسی ریاستوں کے دخل اندازی نہ کرنے کا رواج و دستور خود بخود پڑ جائے گا لیکن قانون میں ایسی ممانعت کرنا مناسب نہیں ۔

فیڈریل اور پراونشل گورنمنٹ کے تعلقات

اس وقت تک تو مرکزی حکومت اور صوبوں کی حکومتوں کے تعلقات حاکم اور ماتحت کے سے ہیں بجز اس کے کہ منتقل محکموں میں (یعنی جو محکمے کہ وزراً کے تحت میں ہیں) مرکزی حکومت اور وزیر ہند کی دخل اندازی قانوناً محدود کر دی گئی ہے آئندہ سے صورت حال بالکل بدل جائےگی - صوبے خود مختار ہوں گے اور مرکزی حکومت فیڈریل طریق کی ہوگی لہذا ان کے تعلقات کی نوعیت بھی اب مختلف ہوگی یہاں اس کا مختصر سا بیان ضروری ہے - یہ تو پہلے ہی بتا دیا گیا ہے کہ بعض مسائل کے متعلق تو صرف صوبوں کی خود مختار حکومتوں کو قانون بنانے کا اختیار ہوگا اور بعض مسائل کے متعلق صرف فیڈریل گورنمنٹ کو - اُن مسائل میں ایک کو دوسرے کے ساتھ دخل اندازی اور تعرض کا کوئی موقع نہ ہوگا - بعض مسائل البتہ ایسے ہوں گے کہ جن میں قانون بنانے کا اختیار مشترک ہوگا - یہ تو قانون سازی کے اختیارات ہوے اب توجہ کے قابل یہ ہے کہ قوانین کے عمل درآمد اور انتظامی معاملات میں خود مختار صوبوں اور فیڈریل گورنمنٹ کے اختیارات اور تعلقات کیا اور کیسے ہوں گے - ظاہر ہے کہ فیڈریل حکومت مرکزی حکومت ہوگی اور تمام اُن معاملوں میں کہ جن کا تعلق فیڈریل

حکومت سے ھے اور جن کا دائرہ اثر صوبوں تک پھیلتا ھے صوبوں کی حکومتوں کا اخلاقی فرض ھے کہ وہ اُن معاملات کے انتظام اور تکمیل میں فیڈریل حکومت کا ھاتھ بٹائیں اور اس کی مدد کریں - اور یہ خود مختار صوبوں پر ھی منحصر نہیں بلکہ اُن دیسی ریاستوں پر بھی جو فیڈریشن میں شامل ھوں گی اور جس حدتک اور جن معاملوں میں شریک ھوں گی یہ فرض عائد ھوگا کہ وہ اُن معاملوں میں فیڈریل حکومت کے انتظامات کی تکمیل میں مدد کریں - لیکن علاوہ اس اخلاقی فرض کے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی ھدایت کے مطابق قانون میں بھی اس بات کی گنجایش رکھی گئی ھے کہ فیڈریل حکومت کو اُن تمام معاملوں اور مسئلوں میں جن کا تعلق فیڈریل حکومت سے ھے لیکن جن کا دائرہ اثر صوبوں تک پہونچتا ھے اس بات کا قانونی اختیار دیا جائے کہ وہ صوبوں کی حکومتوں کو ھدایت کرے کہ وہ اس کے احکام کی تکمیل کریں - اور ان فیڈریل مسائل کے متعلق صوبوں کی حکومتوں کی پولیسی یا رویہ وھی اور ویساھی ھو کہ جو فیڈریل حکومت کا ھے - بعض موقعے ایسے آ سکتے ھیں گو ان کا اندیشہ کم ھے کہ صوبوں کی حکومتیں یا کوئی حکومت بعض معاملہ میں فیڈریل حکومت کی بیجا دخل اندازی سمجھ کر فیڈریل حکومت کے احکام کی تعمیل کرنے سے انکار کر دے تو ایسی حالت میں کون برحق ھے اس کا فیصلہ کرنا اور اگر یہ طے پا جائے کہ فیڈریل حکومت ھی صحیح ھے اور پراونشل حکومت غلطی پر تھی تو فیڈریل حکومت کے احکام کی تکمیل کرانا بذات خاص گورنر جنرل کا کام ھوگا اور یہ

اختیار فیڈریل گورنمنٹ کو نہیں بلکہ گورنر جنرل کو دیا گیا ہے - بالخصوص اس وجہ سے کہ خود مختار صوبوں کی حکومتوں یا فیڈریل گورنمنٹ دونوں میں سے کسی کو شکایت کا موقع نہ ہو - جہاں تک کہ دیسی ریاستوں کا تعلق ہے تمام ہدایت فیڈریل معاملوں کی تکمیل کے متعلق ہر حالت میں صرف گورنر جنرل ہی جاری کر سکے گا -

صوبوں کے باہمی نزاعات و تعلقات

فیڈریل حکومت اور صوبوں کی حکومتوں کے تعلقات کا بیان تو اوپر کیا جا چکا ہے - اب صوبوں کے باہمی تعلقات و نزاعات کے متعلق بھی توجہ لازمی ہے - سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر صوبوں میں باہمی اختلاف یا نزاعات پیدا ہوں تو کس طرح طے کئے جائیں - ایک صورت تو اختلافات و نزاعات کی ایسی ہوگی کہ جن کی نوعیت محض قانونی ہوگی ان کے طے کرنے کے لئے تو فیڈریشن کی عدالت عالیہ یعنی فیڈریل کورٹ جو جدید قانون کی رو سے قائم کیا جائےگا موجود ہوگا اور انہیں طے کرےگا - اسی طرح سے وہ نزاعات جو دیسی ریاستوں یا دو صوبوں کے مابین پیش آئیں‌گے فیڈریل کورٹ کے ذریعہ سے طے ہوں‌گے لیکن ایسے اختلافات اور نزاعات بھی پیش آنے ممکن ہیں کہ جن کی صورت محض انتظامی قسم کی ہوگی ان کے فیصلے کی کیا صورت ہوگی - صوبوں کو خودمختاری دے کر یہ تو مناسب نہیں کہ ان کے باہمی جھگڑے فیڈریل گورنمنٹ یا گورنر جنرل طے کرے - تو پھر کیا ہو - ماسوا علاوہ اختلافات اور نزاعات کے بعض معاملے ایسے ہوں گے کہ جو تحت میں تو ہوں‌گے فیڈریل گورنمنٹ کے لیکن جن میں صوبوں کی امداد

کی ضرورت ہوگی اور صوبوں کی حکومتوں کی شرکت کی
ضرورت ہوگی - مثلاً مناسب معلوم ہوتا ہے کہ Imperial
Council of Agricultural Researeh کے نمونے پر تعلیم '
حفظان صحت اور محکمۂ جنگلات کے لیے بھی ایسے ہی
(Research Councils) ریسرچ کونسل قائم کی جائیں
جن کے متعلق سب صوبوں کی پولیسی ایک ہی اور
امداد یکساں طور پر حاصل ہوسکے - اس کے متعلق ایک
تجویز یہ تھی کہ جدید قانون میں ایک دفعہ کی رو سے ایک
(Inter-Provincial Council) انٹرپراونشل کونسل قائم
کر دی جائے کہ جو ان تمام معاملوں کا فیصلہ کیا کرے اور
یہ فیصلہ قانوناً آخری اور جایز قرار پائے - لیکن جائنٹ
پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں ایسی انٹر پراونشل کونسل کا
فوراً قائم کرنا قبل از وقت ہوگا - اس کی تجویز یہ ہے کہ
بالفعل صوبوں کی باہمی کانفرنسیں وقتاً فوقتاً ہوا کریں
اور آئندہ جب انٹر پراونشل کونسل کی ضرورت لاحق ہوتی
تو پارلمنٹ کی اجازت لے کر ایک (Order in Council)
آرڈر ان کونسل کے ذریعہ سے یہ انٹر پراونشل کونسل قائم
کی جائے - صرف نزاعی صورت میں پارلمنٹری کمیٹی نے
تصفیہ کرنے کی تجویز فوراً لازمی کردی ہے دریاؤں اور جھیلوں
کا پانی کے استعمال کا کامل حق صوبوں کی حکومتوں کو دیا
گیا ہے بعض صورتیں ایسی پیش آئیں گی کہ کئی صوبے ایک ہی
دریا کے پانی سے نہریں نکالنا چاہیں گے یا اُسے استعمال کرنا
چاہیں گے اور باہمی نزاعات پیدا ہوں گے اس خاص صورت میں
کمیٹی کی رائے میں ایسے نزاعات کے طے کرنے کا اختیارات بذات

خاص گورنر جنرل کو ہونا چاہیے - گورنر جنرل کو اختیار ہوگا کہ معاملہ کی تفتیش اور تحقیق کے لیے وہ ایک (Advisory Tribunal) ایڈوزری ٹرائبونل مقرر کرے لیکن ٹرائبونل کی رائے یا فیصلہ کی پابندی گورنر جنرل پر لازمی نہ ہوگی اور آخری فیصلہ وہ خود ہی اپنی رائے کے مطابق کرے گا - مگر یہ اختیار نزاعات کے فیصلہ کرنے کا گورنر جنرل کو صرف اس ایک پانی کے معاملہ میں دیا گیا ہے اور معاملوں کے متعلق آئندہ چل کر انٹر پراونشل کونسل کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے -

نقشہ نمبر (۱)

فیڈریل اسمبلی کی ساخت حسب ذیل ہوگی ۔

چوں کہ دیسی ریاستوں کے فیڈریشن میں شریک ہونے کی تفصیلی شرائط ابھی طے نہیں پاتی ہیں اس لئے یہ نقشہ نا مکمل ہے ۔ اس میں صرف برطانوی ہندوستان کے نمائندوں کی تفصیل ہے ۔

صوبے	کل تعداد	عام	اچھوت عام میں شامل	سکھ	مسلمان	ہندوستانی عیسائی	اینگلو انڈین	یوروپین	عورتیں	تجارت پیشہ	زمیندار	مزدور پیشہ
مدراس ...	۳۷	۱۹	۴	...	۸	۲	۱	۱	۲	۲	۱	۱
بمبئی ...	۳۰	۱۳	۲	...	۶	۱	۱	۱	۲	۳	۱	۲
بنگال ...	۳۷	۱۰	۳	...	۱۷	۱	۱	۱	۱	۳	۱	۲
صوبۂ متحدہ ...	۳۷	۱۹	۳	...	۱۲	۱	۱	۱	۱	...	۱	۱
پنجاب ...	۳۰	۶	۱	۶	۱۴	۱	...	۱	۱	...	۱	...
بہار ...	۳۰	۱۶	۲	...	۹	۱	...	۱	۱	...	۱	۱
صوبۂ متوسط معہ برار ...	۱۵	۹	۲	...	۳	...	...	...	۱	...	۱	۱

صوبے	کل تعداد	عام	اچھوت عام میں شامل	سکھ	مسلمان	ہندوستانی عیسائی	اینگلو انڈین	یورپین	عورتیں	تجارت پیشہ	زمیندار	مزدور پیشہ
آسام ...	۱۰	۴	۱	...	۳	۱	...	۱	...	...	...	۱
صوبۂ سرحدی ...	۵	۱	...	...	۳	...	...	...	...	...	...	...
سندھ ...	۵	۱	...	...	۳	...	...	۱	...	...	...	...
اڑیسہ ...	۵	۴	۱	...	۱	...	...	...	...	...	...	...
دہلی ...	۲	۱	...	...	۱	...	...	...	...	...	...	...
اجمیر ...	۱	۱	...	...	...	...	...	...	...	...	...	...
کرگ ...	۱	۱	...	...	...	...	...	...	...	...	...	...
بلوچستان ...	۱	...	...	...	۱	...	...	...	...	...	...	...
غیر صوبہ ...	۴	...	...	...	...	...	...	...	...	۳	...	۱
میزان ...	۲۵۰	۱۰۵	۱۹	۶	۸۲	۸	۴	۸	۹	۱۱	۷	۱۰

نقشہ نمبر (۲)

فیڈریل کونسل آف اسٹیٹ یعنی اپر ھاوس کی ساخت

چوں کہ دیسی ریاستوں کے فیڈریشن میں شامل ہونے کی شرائط ابھی طے نہیں پاتی ہیں اس لئے تفصیل ذیل نامکمل ہے - اس میں صرف برطانوی ہندوستان کے نمائندوں کی تفصیل ہے -

---

فیڈریل کونسل آف اسٹیٹ کے کل دو سو ساٹھ ممبر ہوں گے - اُس میں سے دس کو گورنر جنرل نامزد کرے گا ' ایک سو دیسی ریاستوں کے نمائندے ہوں گے - ایک سو پچاس برطانوی ہند کے نمائندوں میں سے ایک سو چھتیس کی تفصیل حسب ذیل ہے :—

مدراس ' بمبئی ' بنگال ' صوبہ متحدہ ' پنجاب اور بہار کے صوبوں سے اٹھارہ ممبر فی صوبہ منتخب ہو کر فیڈریل کونسل آف اسٹیٹ میں جائیں گے - صوبۂ متوسط مع برابر کے آٹھ ممبر منتخب کر کے بھیجے گا - آسام ' سندھ ' اڑیسہ اور صوبۂ سرحدی سے پانچ پانچ ممبر منتخب ہو کر جائیں گے یہ کل ایک سو چھتیس ہوئے - ان میں ہندوستانی عیسائی اینگلو انڈین اور یورپین جماعتوں کے نمائندے شامل نہ ہوں گے ان کے لئے حسب ذیل جگہیں مقرر کی گئی ہیں - یورپین سات ' ہندوستانی عیسائی دو اور اینگلو انڈین ایک ' ان جماعتوں کا انتخاب صوبہ‌وار نہ ہوگا بلکہ کل ہندوستان کے یورپین ' اینگلو انڈین اور ہندوستانی عیسائیوں کی علیحدہ

علیحدہ فہرستیں تیار کی جائیں گی کہ جو اپنے نمائندے منتخب کر کے بھیجیں گے - یہ کل شامل کر کے ایک سو چھیالیس جگہیں ہوئیں - اب جو جگہیں باقی رہیں وہ ایک ایک کر کے کرگ ، اجمیر ، دہلی اور بلوچستان کو دی گئی ہیں طریق انتخاب ابھی طے نہیں ہوا ہے -

فیڈریل اسمبلی کا انتخاب تو پراونشل اسمبلیوں کے ذریعہ سے ہوگا یعنی صوبوں کی اسمبلیاں یعنی اُن کے ممبر فیڈریل اسمبلی کے ممبروں کو چنا کریں گے لیکن فیڈریل کونسل آف اسٹیٹ کا انتخاب براہ راست ہوگا یعنی ووٹ دینے کی خاص شرائط کے ساتھ ووٹر براہ راست ممبر چنا کرے گا -

تتمہ نمبر (۳)

فیڈریل لیجسلیٹو اسمبلی اور فیڈریل کونسل آف اسٹیٹ یعنی مرکزی لیجسلیچر کو جن مسائل کے بارے میں قانون بنانے کا اختیار ہوگا اور جن مسائل کے بارے میں صرف صوبوں کے لیجسلیچر کو قانون بنانے کا اختیار ہوگا ان کی فہرستیں علیحدہ علیحدہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں - ان دونوں فہرستوں کے علاوہ تیسری فہرست اُن مسائل کی ہے کہ جس میں صوبوں کے لیجسلیچر اور مرکزی لیجسلیچر دونوں کو قانون بنانے کا اختیار ہوگا -

طوالت کے خیال سے ان فہرستوں میں جزوی یا بعض بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کو مسائل کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا ہے - خاص خاص بڑی بڑی مدیں درج کی گئی ہیں -

فیڈریل یا مرکزی فہرست نمبر ۱

(۱) فوجی یعنی بحری- ہوائی یا بری فوج کے تمام مسائل-

(۲) چھاونیوں کی لوکل سلف گورنمنٹ -

(۳) بنارس ہندو یونیورسٹی اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی -

(۴) عیسائی گرجوں اور قبرستانوں کے مسائل -

(۵) خارجی معاملات اور بین الاقوامی معاہدے -

(۶) ہندوستانی آبادی کا غیر ممالک میں جاکر بسنا یا غیر ممالک کے لوگوں کا یہاں آکر بسنا -

(۷) ہندوستان کے باہر تیرتھ جاترا -

(۸) فرار شدہ ملزموں کا غیر ممالک سے واپس بلانا -

(۹) ریلوے کی ساخت اور ان کے متعلق محصولات وغیرہ قائم کرنا -

(۱۰) ہوائی جہازوں اور ان کی جائے قیام کے متعلق مسائل -

(۱۱) جہاز رانی کے تمام مسائل -

(۱۲) لائٹ ہاوسز -

(۱۳) بندر گاہیں -

(۱۴) ڈاک ، تار ، ٹیلیفون اور وائرلیس کے مسائل -

(۱۵) کرنسی اور سکہ -

(۱۶) فیڈریشن کے قرضے -

(۱۷) افیون کی کاشت اور ساخت -

(۱۸) مٹی کے تیل اور دیگر آتشی اشیا کے مسائل -

(۱۹) اسلحہ وغیرہ -

(۲۰) ایجادیں ، تصانیف کے حقوق ، تجارتی مارکے وغیرہ کے متعلق مسائل -

(۲۱) چک ' ہنڈیاں ' پرامسری نوٹ وغیرہ کے مسائل -
(۲۲) مال درآمد و برآمد کے محصولات -
(۲۳) نمک -
(۲۴) تمباکو اور دیگر اشیاء کے علاوہ منشیات مثل افیون ' شراب ' چرس وغیرہ -
(۲۳) تجارتی کمپنیوں پر ٹیکس -
(۲۴) Botanical Geological Survey
(۲۵) Metereology
(۲۶) مردم شماری -
(۲۷) امپریل لائبریری ' انڈین میوزیم ' وکٹوریہ میموریل وغیرہ -
(۲۸) فیڈریل گورنمنٹ کے ذریعہ سے جو افسروں کو پنشن دی جائےگی ان کے متعلقہ مسائل -
(۲۹) فیڈریل سروسز اور پبلک سروسز کمیشن -
(۳۰) جو آراضی اور عمارتیں فیڈریل گورنمنٹ کے تحت میں ہوں‌گی ان کے متعلقہ معاملات -
(۳۱) انکم ٹیکس -
(۳۲) علاوہ زمینداری کے اور ملکیت پر وراثت کے محصولات -
(۳۳) ٹرمینل ٹیکس یا ٹریموے ٹیکس -
(۳۴) فیڈریل لیجسلیچر کے انتخابات -
(۳۵) چیف کمشنر والے صوبوں کے مسائل -
(۳۶) Archeological and Zoological Survey
(۳۷) فیڈریل کورٹ کے مسائل -

فہرست نمبر ۲

صوبجاتی فہرست

(۱) لوکل سلف گورنمنٹ یعنی میونسپلٹیوں ' ڈسٹرکٹ بورڈوں اور امپروومنٹ ٹرسٹوں کے مسائل -
(۲) هسپتال اور شفاخانہ وغیرہ -
(۳) حفظان صحت -
(۴) تعمیرات و عمارات -
(۵) تعلیم -
(۶) تیرتھ یاترا هندوستان کے اندر -
(۷) سڑکیں ' پل اور ٹنل وغیرہ -
(۸) چھوٹی چھوٹی ریلوے لائینیں -
(۹) نہریں ' بند اور آبپاشی وغیرہ -
(۱۰) آراضی مال -
(۱۱) کاشتکاروں اور زمینداروں کے تعلقات -
(۱۲) کورٹ آف وارڈز -
(۱۳) دیہاتی قرضے اور کواپریٹیو سوسائٹیاں -
(۱۴) زراعت ' زراعتی تجربات و تحقیقاتیں وغیرہ -
(۱۵) نئی آبادیاں قائم کرنے کے مسائل -
(۱۶) جانوروں کی بیماریاں اور اُن کا معالجہ -
(۱۷) تجارتی ' علمی ' مذهبی اور دوسری ایسی هی انجمنوں کے معاملے -
(۱۸) جنگلات -
(۱۹) افیون ' چرس ' شراب وغیرہ کی کاشت اور ساخت

اور اُن کے محصولات کے مسائل علاوہ ان کے جو فیڈریل حکومت سے متعلق ہوں -

(۲۰) فیڈریل کورٹ کے علاوہ تمام عدالتوں کے انتظام کے متعلقہ مسائل -

(۲۱) پیدائش اور موت کے رجسٹر -

(۲۲) مذہبی اور خیراتی اوقاف -

(۲۳) کانیں اور کانوں کی پیداوار -

(۲۴) صنعت و حرفت -

(۲۵) تجارت جو صوبے سے تعلق رکھتی ہو -

(۲۶) پولیس -

(۲۷) جوا اور سٹہ -

(۲۸) جنگلی جانوروں کا تحفظ -

(۲۹) سنیما وغیرہ -

(۳۰) مجرم پیشہ جرگے -

(۳۱) جیلخانے اور قیدی -

(۳۲) لائبریریاں اور عجائب خانے وغیرہ -

(۳۳) صوبوں کے لیجسلیچر کے انتخابات -

(۳۴) صوبوں کی سروسز اور پبلک سروس کمیشن اور اُن کی پنشنوں کے متعلق مسائل -

(۳۵) غریبوں کی اعانت -

(۳۶) بیکاری کا تدارک -

(۳۷) ساہوکاری -

(۳۸) بازار اور میلے -

(۳۹) صوبوں کے متعلق قرضوں کے مسئلے -

(۴۰) زمین ، عمارتوں ، پیشوں ، تجارتوں ، ٹھیکوں اور سودوں وغیرہ پر محصولات -

فہرست نمبر ۳

(۱) تمام عدالتوں کے اختیارات کے مسائل -
(۲) ضابطۂ دیوانی -
(۳) شادی اور طلاق -
(۴) شہادتیں -
(۵) متبنٰی کرنے کے مسائل -
(۶) عہد ناموں کی رجسٹری -
(۷) قوانین متعلقہ وراثت ، نقل جائداد ، ٹھیکے ، اور پنچائت کے متعلق مسائل -
(۸) مفلسی اور دیوالہ -
(۹) ضابطۂ فوجداری -
(۱۰) اخبارات ، کتابوں اور چھاپے خانے -
(۱۱) پاگل خانے -
(۱۲) فیکٹریاں -
(۱۳) ٹریڈ یونین اور تجارتی جھگڑے -
(۱۴) قانون اور طبی پیشے -
(۱۵) وبائی بیماریوں کی روک تھام -
(۱۶) بجلی -
(۱۷) سنیماؤں کے دکھلانے کی اجازت -
(۱۸) جانوروں کے ساتھ بےرحمی کا تدارک -
(۱۹) مزدوروں کی تندرستی کا بیمہ اور بڑھاپے کی پنشن -
(۲۰) نابالغ بچوں کی حفاظت اور ولایت -

تتمہ نمبر (۴)

(باب دوسرا)

فیڈریل لیجسلیچر کے آپر اور لور هاؤس میں والیان ریاست کے نمائندوں کی جگہوں کی تقسیم جس طریق سے کی گئی ہے اُس کی مجوزہ اور عارضی صورت ذیل کی فہرست سے ظاهر هوگی :—

ریاستوں کے نام		آپر هاؤس	ریاست کی آبادی	لور هاؤس
حیدرآباد دکن	...	۵	۱۴۳۳۶۱۴۸	۱۴
مائسور	...	۳	۶۵۵۷۳۰۲	۷
کشمیر	...	۳	۳۶۴۶۱۴۳	۴
گوالیار	...	۳	۳۵۲۳۰۷۰	۴
بڑودہ	...	۳	۲۴۴۳۸۰۰۷	۳
قلات	...	۲	۳۴۲۱۰۱	۱
ترانکور	...	۲	۵۰۹۵۹۷۳	۵
کوچین	...	۲	۱۲۰۵۰۱۶	۱
رام پور	...	۱	۴۶۵۲۲۵	۱
بنارس	...	۱	۳۹۴۲۷۳	۱
سکھم	...	۱	۱۰۹۸۰۸	×
راجپوتانہ ایجنسی - جس میں اودے پور ، جودھ پور ، جےپور ، الور ، بیکانیر ، دھولپور ، کوٹا ، بوندی وغیرہ شامل هیں-		۱۹	۱۱۲۱۸۳۹۰	۱۷

ریاستوں کے نام	آپر هاؤس	ریاستوں کی آبادی	لور هاؤس
سنٹرل انڈیا ایجنسی - جس میں اندو، بھوپال، ریوا، جاورا، رتلام وغیرہ اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں شامل ہیں -	۱۷	۶۳۲۸۰۳۵	۱۴
مغربی هندوستان اور گجرات اسٹیٹس ایجنسی - جس میں کچھ، نوانگر، بھونگر، جونا گڈھ راج، پیپلا پالن پور، گونڈال وغیرہ شامل ہیں -	۱۳	۳۵۸۴۸۷۸	۱۲
کولہا پور ایجنسی اور دکن کی ریاستیں -	۵	۲۳۲۲۳۱۴	۵
پنجاب اسٹیٹس ایجنسی اور تہری گڑھوال - جس میں پٹیالہ، نابھا، جھند، بھاولپور، ماسیر کوٹلہ، کپور تھلہ، منڈی اورھتی شامل ہیں -	۱۱	۵۰۴۸۹۳۴	۱۱
بنگال اور آسام کی ریاستیں -	۲	۱۴۱۸۹۴۲	۳
مدراس کی ریاستیں -	۱	۴۵۲۴۹۵	۱

ریاستوں کے نام	آپر ہاؤس	ریاستوں کی آبادی	لور ہاؤس
بہار اور اڑیسہ کی ریاستیں -	۳	۴۱۰۰۴۸۰	۹
صوبہ متوسط کی ریاستیں -	۲	۲۱۹۳۶۶۱	۵
باقیماندہ جن کی سلامی نہیں دی جاتی -	۵	۲۸۰۹۴۵۶	۷
میزان ...	۱۰۴	...	۱۲۵

تیسرا باب

دیگر اہم مسائل

فائننس

پچھلے دو بابوں میں خود مختار صوبوں اور مرکزی فیڈریل حکومت کا خاکہ کھینچنے کی کوشش کی گئی ہے گویا حکومت کا ڈھانچا تیار کرکے ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا ہے - اس باب میں اور ایسے اہم مسائل کا تذکرہ کیا جائے گا کہ جن سے اس تصویر کا رنگ روپ کچھ کچھ کھل سکے - یہ اہم مسائل حسب ذیل ہوں گے : (۱) مال اور خزانہ ' (۲) کارپردازان حکومت (Service)' (۳)عدالت و انصاف ' (۴) تجارت میں قومی تفریق (۵) وزیر ہند اور انڈیا کونسل' (۶) ریلوے' (۷) رزرو بنک وغیرہ -

محکمۂ مال

محکمۂ مال کے متعلق یہ تو گذشتہ باب میں بتایا جاچکا ہے کہ گو یہ محکمہ مثل محکمۂ خارجیہ اور فوج کے گورنر جنرل کا محفوظ محکمہ نہ ہوگا بلکہ فیڈریل حکومت کے وزیر مال کے تحت میں ہوگا تاہم گورنر جنرل کو اس محکمہ پر بھی خاص ذمہ‌داری کے تحت خاص اختیارات دئے گئے ہیں اور وہ ان اختیارات کو ایک خاص مشیر مال کے ذریعہ سے کام میں لائے گا - نئے قانون کی رو سے جو تبدیلیاں اس محکمہ کے متعلق عمل میں آئنگی ان کو دو عنوانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور یہاں پر صرف انھیں کا تذکرہ کیا جائےگا - (۱) ایک سوال تو یہ ہے کہ آمدنی کے ذرائع صوبوں کی خود مختار حکومتوں اور مرکزی فیڈریل

حکومت میں کس طرح تقسیم کیے گئے ہیں - (۲) دوسرا غور طلب امر یہ ہے کہ نئی اصلاحات کی وجہ سے حکومت کے خزانہ پر کس قدر بار اور بڑھ گیا ہے پہلے اول الذکر کا بیان کیا جائےگا - سنہ ۱۹۱۹ع کی اصلاحات سے پیشتر اس معاملہ میں حکومت کا دستور یہ تھا کہ مختلف ذرائع آمدنی یعنی محصولات یا ٹیکسوں کی آمدنی مرکزی اور صوبوں کی حکومتوں میں تقسیم کردی جاتی تھی یعنی خاص خاص ٹیکسوں کی آمدنی کا ایک حصہ صوبوں کو دے دیا جاتا تھا اور ایک حصہ مرکزی حکومت لے لیتی تھی (ضروری نہیں کہ تقسیم برابر کی ہو) علاوہ اس کے اگر مرکزی حکومت کا خرچہ اس سے پورا نہیں ہوتا تھا تو صوبوں کو حصہ رسدی ایک رقم مرکزی حکومت کو دینی پڑتی تھی یہ دستور رائج تھا سنہ ۱۹۱۹ع کے پہلے - موجودہ صورت اس سے مختلف ہے یعنی خاص خاص ذرائع آمدنی یا ٹیکس جو ان کی حکومتوں کے حوالہ کردئے گئے ہیں کہ ان سے جو آمدنی ہو اس سے وہ اپنا کام چلائیں اور خاص خاص ذرائع آمدنی یا ٹیکس مرکزی حکومت کے اختیار میں ہیں کہ جن سے وہ اپنا کام چلاتی ہے - ذیل کے نقشہ تخمینہ آمدنی و اخراجات بابت سنہ ۱۹۳۳ - ۱۹۳۴ع سے صورت حال بہتر طور سے نمایاں ہوگی -

مرکزی حکومت کی آمدنی خرچ وضع کر کے	کروڑ	مرکزی حکومت کے اخراجات آمدنی وضع کر کے	کروڑ
کسٹم - یعنی مال درآمد و برآمد پر محصولات	۵۰٬۲۷	تار اور ڈاک	۰٬۹۱

انکم ٹیکس	۱۷٫۲۱	قرضہ کا سود	۸٫۹۷
نمک	۷٫۶۰	قرضہ کی ادائی	۶٫۸۹
ریلوے	۰٫۶۳	حکومت کے اخراجات	۸٫۷۶
افیون	...	پنشن	۳٫۰۲
سکہ سازی	۱٫۱۱	تعمیرات	۱٫۷۲
دیسی ریاستوں کے خراج	۰٫۷۳	فوج کے اخراجات	۳۶٫۲۰
دیگر محصولات	۰٫۶۰	صوبۂ سرحدی کی امداد	۱٫۰۰۰
	۷۸٫۱۶	متفرق	۰٫۷۳
			۷۷٫۹۱

صوبوں کی آمدنی	کروڑ	صوبوں کے اخراجات	کروڑ
مالگزاری	۳۵٫۲۹	محکمۂ مال و اخراجات	
منشیات وغیرہ پر محصول	۱۳٫۸۵	حکومت	۱۳٫۸۶
عدالتی اسٹامپ	۱۲٫۳۰	محکمۂ پولیس	۱۲٫۳۸
رجسٹریشن	۱٫۱۳	عدالت اور جیل	۷٫۶۶
شڈول ٹیکنز	۰٫۲۳	قرضہ	۳٫۲۱
جنگلات بعد منہائی خرچہ	۰٫۶۶	پنشن	۵٫۰۸
آبپاشی بعد منہائی خرچہ	۰٫۳۹	تعلیم	۱۱٫۸
متفرقات	۱۱٫۳۲	مڈیکل اور حفظان صحت	۵٫۲۳
صوبۂ سرحدی	۱٫۰۰	زراعت و صنعت و حرفت	۲٫۸۹
میزان	۷۷٫۶۱	تعمیرات	۸٫۳۳
		متفرقات	۷٫۳۳
		میزان	۷۹٫۷۸

یہی صورت آئندہ اصلاحات کی رو سے بھی قائم رہےگی یعنی کچھ ذرائع آمدنی فیڈریل اور مرکزی حکومت کے تحت میں رہیں گے اور کچھ ذرائع آمدنی صوبوں کی حکومتوں کے حوالے ہوں گے جن سے وہ اپنا کام چلائےگی - اخراجات کے نقطۂ نگاہ سے ایک بات صاف عیاں معلوم ہوتی ہے یعنی صوبوں کی اخراجات کی بعض مدین ایسی ہیں کہ جن کے اخراجات روز افزوں ہوں گے - ان کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی جا سکتی - مثلاً تعلیم یا حفظان صحت وغیرہ لیکن جو مدیں اخراجات کی مرکزی حکومت کے سپردگی میں ہیں ان کی صورت مستقل طور کی ہے بجز اس کے کہ کوئی جنگ چھڑ جائے یا کوئی غیر معمولی آفت آجائے تب تو مرکزی حکومت کے اخراجات میں فرق ضرور پڑےگا ورنہ معمولی طور سے اس کے اخراجات مستقل طور کے ہوں گے - آمدنی کے لحاظ سے صوبوں کے ذرایع آمدنی تو ایسے ہیں کہ ان میں اضافہ کی کوئی اُمید نہیں اور ان کی ضروریات اب بھی مشکل سے پوری ہوتی ہیں لیکن مرکزی حکومت میں گو اس وقت کچھ پس انداز نہیں ہوتا لیکن اس کے ذرایع آمدنی میں اضافہ اور توسیع کی گنجایش ہے اس وقت تو مالی اور اقتصادی کیفیت کے لحاظ سے سب ہی دنیا کا پتلا حال ہے اور هندوستان کو بھی اس کی ضرورت پڑی کہ اخراجات میں حتی الامکان قطع برید کی جائے اور آمدنی کے لئے نئے نئے ٹیکس لگائیں جائیں یا موجودہ ٹیکسوں میں اضافہ کیا جائے مگر یہ غیر معمولی صورت ہے - معمولی صورت گذشتہ تجربہ کے لحاظ سے یہ ظاہر ہوتی ہے اور اس پر سب خیال کے لوگ متفق ہیں

اول تو صوبوں کی آمدنی محض ان کے موجودہ اخراجات کے لئے مشکل سے کافی ہوگی اور بعض صوبوں کی آمدنی تو معمولی اخراجات کے لئے بھی کبھی کافی ہو ھی نہیں سکتی - دوسرے یہ کہ جو ذرایع آمدنی مرکزی حکومت کے تحت میں ھیں وہ بالعموم ایسے ھیں کہ جن میں توسیع اور اضافہ کی کافی گنجایش ہے اور ان کے ذریعے سے مرکزی حکومت کے پاس پس انداز ہونے کی بہت گنجایش ہے - اس وجہ سے صوبوں کی جانب سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ انکم ٹیکس کی مد میں سے معتدبہ حصہ صوبوں کو بھی ملنا چاہئے - دوسری بات یہ ہے کہ کسٹم کی مد میں یعنی محصولات درآمد و برآمد میں اس عرصہ میں کافی اضافہ ہوا اور ان محصولات کا بار دیسی ریاستوں اور برطانوی ہند کی رعیت پر یکساں پڑتا ہے - لیکن دیسی ریاستوں کو ان محصولات کے تعین کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے ان کا بھی تقاضہ ہے کہ ان محصولات کی آمدنی میں سے ان کو کچھ حصہ ملنا چاہئے - دیسی ریاستوں کے فیڈریشن میں شامل ہونے سے ان محصولات کے تعین کرنے میں اب ان کا دخل ہو جائےگا اور جو کچھ ہوگا وہ ان کی رائے اور مرضی سے ہوگا - لہذا کسٹم کی آمدنی میں سے حصہ بٹانے کا سوال اب نہیں اٹھ سکتا - یہ ایک مشکل تو دیسی ریاستوں کے فیڈریشن میں داخل ہونے سے حل ہوگئی لیکن ایک دوسری دقت پیدا ہوگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ فیڈریشن کے ذرائع آمدنی کے مہیا کرنے میں صوبوں اور دیسی ریاستوں پر بار یکساں پڑنا چاہئے - چنانچہ جہاں تک ان محصولات کا تعلق ہے کہ جو براہ راست رعیت سے وصول نہیں

کئے جاتے ہیں جیسے کسٹم - نمک وغیرہ ان میں تو کوئی دقت نہیں - ان کا بار صوبوں اور دیسی ریاستوں کی رعیت پر یکساں پڑتا ہے لیکن انکم ٹیکس کی صورت کہ جو براہ راست رعیت سے وصول کیا جاتا ہے مختلف ہے - انکم ٹیکس کی کل آمدنی مرکزی حکومت کے تحت میں اس وقت رہتی ہے اور انکم ٹیکس برطانوی صوبوں کی رعایا سے وصول کیا جاتا ہے اس اصول کے ماتحت کہ اس ٹیکس کا بار بھی صوبوں اور دیسی ریاستوں کی رعیت پر یکساں پڑے لازم آتا ہے کہ دیسی ریاستوں کی رعیت پر بھی انکم ٹیکس لگایا جائے اور ان سے وصول کیا جائے لیکن دیسی ریاستوں نے شروع ہی سے یہ صاف صاف کہہ دیا ہے کہ وہ اس کے لئے تیار نہیں - لہذا یہ ظاہر ہے کہ انکم ٹیکس کا معاملہ مشکلات سے خالی نہیں - ایک صورت اس مشکل کے حل کرنے کی راونڈتیبل کانفرنس کے اجلاس میں یہ قرار پائی تھی کہ انکم ٹیکس کی مد یعنی یہ ذریعہ آمدنی کلیتاً صوبوں کے حوالہ کر دی جائے اور اگر مرکزی فیڈریل حکومت کے اخراجات میں روپیہ کی کمی واقع ہوتی نظر آئے تو مختلف صوبوں سے کہا جائے کہ وہ حصہ رسدی مالی امداد مرکزی حکومت کو دیں - یہ بھی خیال تھا کہ کچھ عرصہ بعد فیڈریل ذرایع آمدنی میں توسیع ہو جانے کے بعد پھر یہ ضرورت باقی نہیں رہیگی کہ صوبوں سے کوئی رقم وصول کی جائے - فیڈریل فائنینس کمیٹی نے کہ جس کو راونڈتیبل کانفرنس نے مقرر کیا تھا اس معاملہ کی چھان بین کرکے یہ رائے ظاہر کی کہ ایسی صورت میں صوبوں پر مالی امداد کرنا یا کوئی مقررہ رقم مرکزی حکومت کو دینا ہمیشہ کے لئے لازم

آئے گا اور گذشتہ تجربہ صوبوں سے یہ رقم وصول کرنے کا اچھا نہیں ثابت ہوا لہذا یہ تجویز رد کر دی گئی - وھائٹ پیپر میں اس مسئلہ کا حل اس صورت میں پیش کیا گیا تھا کہ جو آمدنی انکم ٹیکس سے اُن رقبات سے وصول ہو کہ جو براہ راست فیڈریل حکومت کے ماتحت ہیں یا اُن افسروں کی تنخواہوں سے وصول ہو کہ جو فیڈریل حکومت کے ماتحت ہیں وہ تو کلیتاً فیڈریل حکومت کو ملے - لیکن وہ آمدنی جو مختلف صوبوں سے وصول ہو (علاوہ کورپوریشن ٹیکس کے جس کا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا) کچھ زمانہ گذرنے کے بعد فیڈریل حکومت اور صوبوں کی حکومتوں میں تقسیم کی جایا کرے - صوبوں کا حصہ پچاس فی صدی سے کم اور ۷۵ فی صدی سے زیادہ نہیں ہونا چاھئے - یہ بھی تجویز کیا گیا تھا کہ جو رقم صوبوں کے لئے مقرر کی جائے اُس میں سے ایک حصہ مرکزی حکومت شروع شروع میں اپنے پاس رکھے تین سال تک اُس میں کوئی تخفیف نہ ہو اور سات سال کے اندر یہ بتدریج گھٹا کر دفع کر دی جائے - خاص حالتوں میں گورنر جنرل کو اختیار ہو کہ وہ تخفیف کرنا ملتوی رکھے - علاوہ اس کے فیڈریل لیجسلیچر اور فیڈریل حکومت کو انکم ٹیکس پر سرچارج لگانے کا اختیار حاصل رہے گو سرچارج خاص حالتوں اور ضرورتوں میں لگایا جائے - انکم ٹیکس کے متعلق یہ تجاویز تھیں جو وھائٹ پیپر میں پیش کی گئی تھیں - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اِن میں رد و بدل کرکے اس مسئلہ کو اس صورت میں فیصل کیا ھے کہ مرکزی حکومت اور صوبوں کی حکومتوں میں انکم ٹیکس کی تقسیم

برابر کی ہونی چاہئے یعنی اس ٹیکس کی آمدنی میں سے ۵۰ فی صدی مرکزی حکومت کو ملے اور ۵۰ فی صدی صوبوں کی حکومتوں کو اس سے زیادہ نہیں کیوں‌کہ کمیٹی کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت پر بعض صوبوں کے اخراجات پورا کرنے کا جو بار پڑے‌گا وہی اُس کے لئے سنبھالنا آسان نہ ہوگا - اس لئے انکم ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ آمدنی جو صوبوں کے حوالے کی جائے وہ ۵۰ فی صدی ہو - ماسوا سات سال کی میعاد تخفیف کرنے کی جو تجویز کی گئی تھی اُس کو بھی جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی قانون کی دفعہ کے مطابق مقرر کردینا مناسب نہیں سمجھتی بلکہ اُس کی رائے میں کافی عرصہ بعد یہ سوال آرڈران کونسل کے ذریعہ سے طے ہونا چاہئے کہ تخفیف کرنے کی مدت کس قدر معین کی جائے اور گورنر جنرل کو جو تخفیف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ بہر صورت قائم رہنا چاہئے -

ابھی ابھی کورپوریشن ٹیکس کا حوالہ دیا گیا ہے یعنی وہ ٹیکس کہ جو تجارتی کمپنیوں کے سرمایہ کے منافع پر لگایا جاتا ہے - اس کی صورت سر چارج یا سوپر ٹیکس کی ہے - اس کی آمدنی فیڈریل حکومت کے حصہ میں آئے‌گی اور صوبوں کو اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا - ماسوا دس سال کی مدت گذرنے کے بعد یہ کورپوریشن ٹیکس دیسی ریاستوں کی کمپنیوں پر بھی واجب و لازم آئےگا - البتہ ریاستوں کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنے یہاں کی کمپنیوں پر ٹیکس لگنے دیں یا خود ہی اپنے خزانے سے اس کے برابر کی رقم فیڈریل حکومت کو ادا کر دیا کریں -

صوبوں کی حکومتوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ آئندہ سے اگر وہ چاہیں تو زمینداری کی آمدنی پر بھی یعنی علاوہ مالگذاری کے ٹیکس لگا سکیں - اس وقت تک زمینداروں کو سوائے مالگذاری کے ادا کرنے کے اُن کی زمینداری کی آمدنی پر انکم ٹیکس نہیں ہے آئندہ کے لئے صوبوں کو اس پر انکم ٹیکس لگانے کا اختیار دیا گیا ہے -

اب اُن صوبوں کی حکومتوں پر زرا سی توجہ لازمی ہے کہ جو خود اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکیں گی بلکہ جن کے اخراجات مرکزی حکومت کی امداد سے پورے ہوں گے - یہ حکومتیں آسام ' آڑیسہ ' سندھ اور صوبہ سرحدی کی ہوں گی ان میں سے سندھ کے متعلق تو یہ امید ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مرکزی حکومت کی دست نگر نہ رہےگی بلکہ کچھ زمانہ بعد اس قابل ہوجائےگی کہ خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے - لیکن اور تینوں صوبوں سے یہ توقع نہیں - یہ ہمیشہ ہی مرکزی حکومت کی دست نگر رہیں گی - اُن کی یہ تجویز ہے کہ فیڈریل خزانہ سے ان کو ہر سال ایک مقررہ رقم دیدی جایا کرے - اور یہ بندوبست تقریباً مستقل سمجھا جائے - بجز صوبہ سرحدی کے کہ جس کی ضروریات سرحدی حادثوں کی وجہ سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں اور اس کی رقم امداد میں وقتاً فوقتاً فرق پڑتا رہےگا -

اسی سلسلہ میں وہائٹ پیپر میں دو تجویزیں اور پیش کی گئی تھیں کہ جن کو جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے منظور کرلیا ہے - یعنی علاوہ انکم‌ٹیکس کے دو قسم کے ذرائع آمدنی کو اور فیڈریل حکومت اور صوبوں کے درمیان منقسم کردینے کی

گنجائش ہوگی - اول تو بذات خاص گورنر جنرل کی اجازت سے فیڈریشن کو اس بات کا مجاز ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو نمک - اکسایز اور مال برآمد کے محصولات کی آمدنی اپنے اور صوبوں اور دیسی ریاستوں کے درمیان منقسم کرے - یعنی صوبوں کو اور دیسی ریاستوں کو بھی اس قسم کے محصولات قائم کرنے کی اجازت دیدے - مثلاً بنگال میں سن پر محصول برآمد لگانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور آسام میں مٹی کے تیل پر - صوبوں کی اس قسم کی ضروریات اس اجازت اور اختیار سے پوری ہوسکیں گی - دوسری تجویز یہ ہے کہ بعض صورتیں ایسی ہوں گی کہ محصول لگانے کا اختیار تو صرف فیڈریشن کو ہی ہوگا لیکن اس محصول کی آمدنی صوبوں کے تحت اور کام میں آئیگی مثلاً ریلوے ترمینل تکس - اس حالت میں فیڈریشن کو اپنی ضروریات کے لئے سر چارج لگانے کا اختیار باقی رہیگا قبل اس کے کہ اس باب کو ختم کیا جائے بعض اُن محصولات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جن کا تعلق محض دیسی ریاستوں سے ہے - یہ کسٹمس کی مد میں آتے ہیں اور دو طرح کے ہیں - اول تو اکثر دیسی ریاستیں اُس تمام مال تجارت پر محصول اٹھایا کرتی ہیں کہ جو اُن کی حدود میں فروخت ہونے کے لئے جاتا ہے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں اُن تمام ریاستوں کو جو فیڈریشن میں شامل ہونا چاہتی ہیں برطانوی صوبوں کی طرح مناسب ہے کہ آزادئی تجارت کے اصول پر پابند ہوں اور محصولات قائم کرنے کا اختیار صرف فیڈریشن کو ہو - لیکن بہتیری ریاستیں ایسی ہیں کہ جن کی مالی حالت کا دارمدار ہی ان

محصولات پر هے اور اُن کی حکومتوں کا کام بہت کچھ اسی آمدنی سے چلتا هے ماسوا ان کو یہ حق عہد ناموں کی بنا پر حاصل هے اور اس کو ان کی خلاف مرضی چھینا نہیں جاسکتا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑےگا کہ اس قسم کے محصولات کا قائم کرنا فیڈریشن کی غرض اور منشا کے خلاف جانا هے۔ لہذا تجویز یہ هے کہ دیسی ریاستوں کو ترغیب دلائی جائے کہ بتدریج وہ ان محصولات کے بجائے کوئی اور ذریعہ آمدنی نکالیں اور قائم کریں ۔ بہر حال و بہر صورت فیڈریشن میں داخل ہونےکی یہ ایک شرط ہونی چاهئے کہ دیسی ریاستیں اس اصول کو قبول کریں کہ تجارت کے راستہ میں محصولات کی کوئي ایسی دیوار قائم کرنا کہ جس سے فیڈریشن کی غرض هی فوت ہوتی ہو ممکن نہیں ہوسکےگا ۔

دوسرا مسئلہ اُن دیسی ریاستوں کا هے کہ جو سمندر کے کنارے پر واقع ہیں ۔ ان ریاستوں کو کسٹم کا محصول لگانے کا اختیار حاصل هے ۔ اس کی شرائط مختلف ریاستوں میں مختلف صورت کی ہیں اور اس وقت اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ هند اور ان ریاستوں میں اس مسئلہ کے طے کرنے کے لئے گفت و شنید ہو رهی هے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے هے کہ قبل اس کے کہ فیڈریشن قائم ہو یہ اُلجھی ہوئي گتھیاں سلجھ جانی چاهئیں ۔ اس معاملہ میں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ تمام اصول قائم کیا هے کہ جن ریاستوں کو عہد ناموں کے ذریعہ سے کسٹم کا محصول لگانے کا اختیار هے وہ تجارتی مال پر کسٹم کا محصول لگائیں لیکن اس آمدنی میں سے وہ اپنے خزانہ میں اُسی قدر رقم رکھ سکتی ہیں کہ

جس قدر اُس مال کا محصول ہو کہ جو ان کی حدود میں فروخت ہوتا یا کام آتا ہے - باقی پر اُنھیں کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا - ممکن ہے کہ عہد ناموں کے مطابق یہ صورت ممکن نہ ہو لیکن اگر اُن ریاستوں میں سے کسی کو یا سب کو عہد ناموں کی شرائط پر اصرار ہوا تو ایسی صورت میں یہ معاملہ غور طلب ہوگا کہ ان کو فیڈریشن میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے یا نہ دی جائے - کیونکہ یہ نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ کسٹم کے محصولات میں خواہ وہ برطانوی بندرگاہ پر لگائے جائیں یا دیسی ریاستوں کے بندر گاہوں پر یکسانیت ہونی چاہئے -

اس باب کے شروع میں زیر بحث مسئلوں کو دو عنوانوں میں تقسیم کیا گیا تھا - ایک کا بیان ہوچکا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نئی اصلاحات کی وجہ سے رعیت ہند پر ٹیکس کا مزید بار کس قدر بڑھےگا - اس کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے - حساب لگانے سے معلوم ہوا ہے کہ صوبوں کی خود مختاری کے قائم کرنے میں ۳/۱۲ کروڑ سالانہ کا خرچ بڑھےگا - اسی طرح فیڈریل حکومت کے قائم ہونے سے ۳/۴ کروڑ سابقہ خرچ میں اور اضافہ ہوگا - اس کے علاوہ برھما کی علحدگی کی وجہ سے ہندوستان کی حکومت کی آمدنی میں تقریباً ۳ کروڑ سالانہ کا خسارہ ہوگا - سندھ کا علحدہ صوبہ قائم کرلے سے ۳/۴ کروڑ سالانہ خرچ بڑھتا ہے - یہ بتدریج گھٹتا جائےگا اور پندرہ سال میں یہ بار قائم نہیں رہےگا - اس وقت بھی دراصل خرچ میں اضافہ صرف ۱۰ لاکھ کا ہی ہوگا کیونکہ اگر سندھ کا صوبہ علحدہ بھی قائم نہ کیا جاتا تب بھی بقیہ رقم مرکزی حکومت کے خزانہ سے حکومت بمبئی کا خسارہ پورا کرنے کو دینی پڑتی - لہذا اضافہ صرف

۱۰ لاکھ کا ہی سمجھنا چاہئے - اسی طرح سے اُڑیسہ کے علحدہ صوبہ قائم ہونے سے ۳۰ لاکھ روپیہ کے خرچ کا اضافہ ہوگا مگر اس میں سے صرف ۱۵ لاکھ تو واقعی اضافہ ہے باقی پندرہ لاکھ ویسے بھی حکومت بہار کا خسارہ پورا کرنے کے لئے دینا پڑتا - صوبہ سرحدی کو جو ایک کروڑ کی امداد دی جائیگی وہ موجودہ صورت میں بھی دی جاتی ہے اور اس کی ذمہ‌داری نئی اصلاحات پر نہیں ہے - اسی طرح دیسی ریاستوں کی جانب سے جو خراج حکومت ہند کو وصول ہوتا ہے اُس کی از سر نو نظر ثانی کی جا رہی ہے اور گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلتا معلوم ہوتا ہے کہ نئے دستور کے مطابق مرکزی حکومت کو ایک کروڑ کا خسارہ ہوگا - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں فیڈریل حکومت پر بالفعل بار تو کسی قدر ضرور زیادہ ہوگا لیکن ایسا نہیں کہ جو قابل برداشت نہ ہو یا جس کی وجہ سے اصلاحات کے عمل درآمد میں تخلف یا توقف کیا جائے -

(۲) اِنڈین پبلک سروسز

اِنڈین پبلک سروسز کے متعلق جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ آئینی اور ذمہ‌دارانہ حکومت کا دار و مدار نہ صرف ہندوستان میں بلکہ برطانیہ اور اُس کی نو آبادیوں میں بھی بہت کچھ پبلک سروسز کے ایمانداری ' قابلیت اور استحکام پر منحصر ہے چونکہ ذمہ‌دارانہ حکومت کا تجربہ ہندوستان میں نیا نیا کیا جا رہا ہے تو شروع شروع کے زمانہ میں یہاں یہ اور بھی زیادہ لابدی اور لازمی ہے کہ پبلک سروسز کے دستور اور رویہ میں کسی قسم کا فرق نہ پڑنے پائے

بالخصوص جب کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وزراً پر ہر جانب سے ان کے معاملوں میں سفارشوں اور شکایتوں کا طومار بندھا کرے گا - لہذا ضروری ہے کہ پبلک سروسز کو اس بات کا پورا اطمینان دلایا جائے کہ ان کے موجودہ حقوق اور مراتب میں آئندہ بھی کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے گا اور ان کو بلا رو رعایت اپنے فرائض انجام دینے میں وہی سہولتیں رہیں گی کہ جو اس وقت حاصل ہیں - دوسرا نظریہ جائنٹ کمیٹی کا اس معاملہ میں یہ ہے کہ ابھی عرصۂ دراز تک پبلک سروسز میں یورپین حکام کی موجودگی اور شرکت لابدی اور ضروری ہے اور حکومت کا کام بغیر ان کے نہیں چل سکتا - اس نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دو سوال غور طلب ہوں گے - اول تو پبلک سروسز کے حقوق و مراتب کا تحفظ اور دوسرے یورپین اور ہندوستانی ممبروں کا تناسب - ان دونوں باتوں کے متعلق ذیل میں بتایا جائے گا کہ نئے قانون کی رو سے کیا صورت پیدا ہوگی - لیکن پیشتر اس کے کہ اس کا بیان کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صورت پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی جائے -

اِنڈین سروسز کی موجودہ تقسیم یوں ہے (۱) آل اِنڈیا سروسز (۲) پراونشل سروسز (۳) سنٹرل سروسز - اول الذکر یعنی آل اِنڈیا سروسز وہ ہیں کہ جن کو وزیر ہند خود مقرر کرتا ہے اور جن کے حقوق و مراتب کا تحفظ کرتا اور جن کی تقرری اور برخاستگی کا اختیار صرف وزیر ہند کو ہوتا ہے - ان کا تعلق سارے ہندوستان سے ہوتا ہے اس معنی میں کہ انہیں جہاں چاہے وہاں کام کرنے کے لئے بھیجا جاسکتا

ہے گو بالعموم یہ کسی ایک نہ ایک صوبہ میں تعین کردئے جاتے ہیں - آل انڈیا سروسز میں حسب ذیل سروسز شامل ہیں ' انڈین سول سروس ' انڈین پولیس سروس ' فارسٹ سروس ' انجینیرس سروس ' سول میڈیکل سروس ' ایجوکیشن سروس ' اگریکلچرل سروس اور ویٹنری سروس ' سنہ ۱۹۲۴ع سے ایجوکیشنل سروس ' انگریکلچرل سروس ' ویٹنری سروس اور انجینیرنگ سروس کا وہ حصہ جن کا تعلق تعمیرات سے ہے اب براہ راست وزیر ہند سے تعلق نہیں رکھتیں اور ان میں افسروں کی تقرری اب ہندوستان میں ہی ہونے لگی ہے - ذیل کے نقشے سے معلوم ہوگا کہ ہر آل انڈیا سروسز میں کس قدر افسر ہیں اور ان میں سے کتنے انگریز ہیں اور کتنے ہندوستانی - جو صورت جنوری سنہ ۱۹۳۳ع میں تھی وہ حسب ذیل ہے :—

سروسز	یوروپین	ہندوستانی	کل
انڈین سول سروس	۸۱۹	۴۷۸	۱۲۹۷
انڈین پولیس سروس	۵۰۵	۱۵۲	۹۹۵
انڈین فورسٹ سروس	۲۰۳	۹۹	۲۹۹
سروس آف انجینیرس	۲۰۴	۳۹۲	۵۹۹
سول میڈیکل سروس	۲۰۰	۹۸	۱۹۸
ایجوکیشنل سروس	۹۹	۷۹	۱۷۵
ایگریکلچرل سروس	۴۹	۳۰	۷۹
ویٹنری سروس	۲۰	۲	۲۲
میزان	۲'۱۹۳	۱'۲۲۷	۳'۴۲۸

پراونشیل سروسز کا تعلق صرف اپنے اپنے صوبے سے ہوتا ہے ان کے افسروں کا تقرر کرنا اور برخاست کرنا صوبوں کی حکومتوں کے اختیار میں ہے - ان کے حقوق و مراتب کا تحفظ بھی انہیں کے تحت میں ہے - علاوہ معدودے چند اعلیٰ افسروں کے جو انڈین سول سروس کے ہوتے ہیں اور تمام افسر دیوانی اور فوجداری کے اسی پراونشل سروس کے ہوتے ہیں جن میں ڈپٹی کلکٹر صدر اعلیٰ اور منصف وغیرہ شامل ہیں - پراونشل سروس کے سب ہی افسر ہندوستانی ہوتے ہیں اور بالعموم اُسی صوبے کے باشندے کہ جس صوبے کی سروس ہو -

سنٹرل سروسز کے افسر مرکزی حکومت کے تحت میں کام کرتے ہیں - ان کے افسر بجز خاص خاص کے جنھیں وزیر ہند مقرر کرتا ہے بالعموم مرکزی حکومت کے جانب سے مقرر کئے جاتے ہیں اور مرکزی حکومت کے تحت میں ہوتے ہیں - سنٹرل سروس میں - ریلوے، ڈاکخانہ اور تار گھر، کسٹم سروس وغیرہ شامل ہیں - بہ حیثیت مجموعی ان سروسز میں ہندوستانیوں کی تعداد بہ نسبت انگریزوں کے زیادہ ہوگی اور بجز ریلوے کے متوسط اور ادنیٰ درجہ کے ملازمین تو صرف ہندوستانی ہی ہوتے ہیں - ریلوے، ڈاکخانہ اور تار گھر وغیرہ میں اینگلو انڈین افسر اور ملازمین ہمیشہ سے بکثرت رہے ہیں اور اب بھی ہیں -

اب ان پبلک سروسز کے حقوق و مراتب کے تحفظ کے متعلق جو سفارشات جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے کی ہیں اُن پر توجہ ضروری ہے - اول قسم تو اُن حقوق کی ہے کہ جن کا تعلق تمام سروسز سے ہے - دوسرے اُن سروسز کے حقوق کہ جن کو

وزیر ہند مقرر کرتا ہے - سوئم اُن سروسز کے حقوق کہ جن کو گورنر جنرل یا گورنر مقرر کرتا ہے یا کرے گا -

موجودہ صورت یہ ہے کہ ہر پبلک سروس کے کسی افسر کو برخاست کرنے کا اختیار صرف اُسی رکن حکومت کو ہے کہ جو اُسے مقرر کرتا ہے - علاوہ بریں برخاستگی سے پیشتر افسر کو یہ بتانا کہ اس پر کیا الزام لگایا جاتا ہے اور اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دینا لازمی ہے - یہی صورت آئندہ قانون میں بھی قائم رہےگی - دوسری بات یہ کہ اگر کسی افسر کے خلاف کوئی دیوانی یا فوجداری کی چارہ جوئی ایسے معاملہ میں کی جائے کہ جس کا تعلق اُس کے فرض منصبی کے ادا کرنے سے ہو اور اُس نے جو کچھ کیا ہو نیک نیتی سے کیا ہو تو ایسی حالت میں اس کے خلاف کوئی ایسی چارہ جوئی کار گر نہ ہوگی اور گورنر یا گورنر جنرل کا سارٹیفکٹ کہ اس نے جو کچھ کیا فرض منصبی کے ادا کرنے اور نیک نیتی سے کیا اس کی برئیت کے لئے کافی ہوگا - تیسرے وہ تمام حقوق کہ جو موجودہ صورت میں سروسز کے افسروں کو اس وقت حاصل ہیں وہ آئندہ بھی نئے قانون کے تحت میں اُن کو حاصل رہیں گے اور ان کا تحفظ کیا جائے گا - یہ شرائط تو ایسی ہیں کہ جو تمام پبلک سروسز کے افسروں پر یکساں عائد ہوتی ہیں - ماسوا وزیر ہند کے تعین کئے ہوئے افسروں کے حق میں یہ بھی طے پا گیا ہے کہ اگر کسی حالت اور کسی صورت میں اُن کے حقوق و مراعات زائل ہو جائیں تو اُن کو حکومت کی طرف سے اس کا معاوضہ دیا جائے اور کس صورت

میں اور کس قدر معاوضہ دینا ہوگا اس کا اختیار کلی وزیر ہند کو دیا گیا ہے -

جہاں تک کہ ان پبلک سروسز کا تعلق ہے کہ جن کے افسروں کا تقرر وزیر ہند کے اختیار میں ہے حسب ذیل مراعات اور حقوق ان کو حاصل ہوں گے :—

(۱) ان افسروں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر ان کا حاکم بالا اُن کے شرائط خدمت کے متعلق کوئی ایسا حکم صادر کرے کہ جس کو وہ ناواجب خیال کرتے ہوں تو وہ گورنر یا گورنر جنرل سے شکایت کر سکتے ہیں -

(۲) یہ افسر اصرار کر سکتے ہیں کہ ان کے تقرریات کرنے پنشن یا تنخواہ یا سرزنش کے معاملے میں گورنر یا گورنر جنرل کی رضامندی لازمی ہو -

(۳) اگر کسی معاملے میں ان کی سرزنش کی جائے یا ان کو سزا دی جائے - یا قبل از میعاد مقررہ اُن کو خدمات منصبی سے علحدہ کر دیا جائے یا ان کی شرائط ملازمت میں کوئی ایسا رد و بدل کیا جائے کہ جس کو یہ اپنے خلاف سمجھیں تو اُن کو حق حاصل ہوگا کہ یہ وزیر ہند تک اپیل کر سکیں -

(۴) اُن کی شرائط ملازمت کے قواعد و ضوابط کی رد و بدل کا اختیار صرف وزیر ہند کو ہوگا اور وہ اس معاملے میں اپنے مشیروں سے مشورہ کرے گا -

(۵) ان افسروں یا ان کے لواحقین کو خزانۂ حکومت سے جو تنخواہیں ، پنشن یا معاوضہ وغیرہ دیا جایا کرے گا اس کے لئے لیجسلیچر کے ووٹ حاصل کرنے کی ضرورت یا شرط نہ ہوگی -

علاوہ بریں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس امر کو بھی صاف صاف واضح کر دیا ہے کہ جہاں تک کہ سنٹرل اور پراونشل سروسز کا تعلق ہے وہ براہ راست ماتحت ہوں گی - گورنر جنرل اور گورنر کی نہ کہ لیجسلیچر کی - اور ان کی شرائط ملازمت اور دیگر حقوق کے متعلق قواعد و ضوابط میں ترمیم کا اختیار گورنر جنرل یا گورنر کو ہوگا اور لیجسلیچر کی بیجا مداخلت نہ مناسب نہ جائز ہوگی - جو صورت سول سروسز کی اوپر بیان کی گئی ہے وہی صورت ملیٹری یا فوجی سروسز کی ہوگی - چونکہ محکمہ خارجیہ اور فوج محفوظ محکمے ہوں گے اور پوری طور سے گورنر جنرل کے اختیار میں ہوں گے لہذا اُن پر پورا اختیار وزیر ہند اور گورنر جنرل کا ہوگا - ان سے لیجسلیچر کا کوئی واسطہ نہ ہوگا نہ اس کی دخل اندازی روا رکھی جائے گی - ہندوستانیوں کا مطالبہ عرصہ دراز سے یہ رہا ہے کہ آل انڈیا سروسز بالخصوص انڈین سول سروس کے لئے امیدوار امتحان مقابلے کے ذریعہ سے صرف ہندوستان میں ہی منتخب کئے جایا کریں اور بالعموم ہندوستانی ہی اس میں داخل کئے جایا کریں - ایک زمانہ تو وہ تھا کہ انڈین سول سروس کا امتحان مقابلہ صرف ولایت میں ہی ہوا کرتا تھا اور اس میں بالعموم انگریز ہی داخل کئے جایا کرتے تھے - خال خال ہندوستانی جو ولایت کے امتحان میں مقابلہ کرکے کامیاب ہوتے تھے وہ داخل کئے جایا کرتے تھے - پھر وہ زمانہ آیا کہ امتحان مقابلہ ولایت اور ہندوستان میں دونوں جگہہ ہونے لگا اور ہندوستانی کافی تعداد میں شامل اور کامیاب

ہونے لگے - موجودہ صورت چنانچہ یہی ہے کہ امتحان دونوں
جگہہ ہوتا ہے اور ہندوستانی اب نصف کی تعداد میں لئے
جاتے ہیں نصف جگہیں انگریزوں کو دی جاتی ہیں -
جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے رو برو ہندوستانی نمائندوں کی
طرف سے یہ مطالبہ پیش کیا گیا تھا کہ آئندہ سے امتحان
مقابلہ صرف ہندوستان میں ہی ہوا کرے اور اب صرف
ہندوستانی ہی انڈین سول سروس میں داخل کئے جایا کریں
ایک وجہ اس مطالبہ کے برحق ہونے کے متعلق یہ پیش کی
گئی تھی کہ صوبوں کی خود مختاری اس وقت تک مکمل
نہیں کہی جاسکتی کہ جب تک کارپردازان حکومت ہندوستانی
ہی نہ ہوں اور وزرأ کا اختیار اور قابو اُن پر پورا پورا نہ ہو
جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس سوال پر کافی غور کرنے کے
بعد یہ فیصلہ کیا کہ آل انڈیا سروسز میں سے انڈین سول سروس
اور انڈین پولیس سروس کے طریق داخلہ میں تو بالفعل کوئی
تبدیلی نہیں کی جا سکتی البتہ دیگر آل انڈیا سروسز میں
داخلہ اب حکومت ہند کے اختیار میں ہی دے دیا جائے گا
لیکن انڈین سول سروس اور انڈین پولیس سروس کا داخلہ
اور ان پر اختیار حسب دستور موجودہ وزیر ہند کا ہی رہے گا
اور ان دونوں سروسز کے لئے اُمیدوار ولایت اور ہندوستان میں
امتحان مقابلہ کے ذریعہ سے منتخب کئے جایا کریں گے -
وھائٹ پیپر میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ نئے قانون
کے اجزا کے پانچ سال بعد البتہ اس مسئلہ پر پھر غور کیا جائے
کہ اس دستور اور طریق میں کسی رد و بدل کی گنجایش ہے
یا نہیں - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس بات کو تو منظور

کر لیا ہے کہ پانچ سال تک اس میں کوئی رد و بدل نہ ہو اس کے بعد اگر اس مسئلہ پر نظر ثانی کی ضرورت پڑے تو اس پر غور کیا جائے لیکن پانچ سال کی قید لگانی نامناسب خیال کی ہے اسی سلسلہ میں ایک بات کا اور بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے - وہ یہ کہ کچھ عرصہ سے ولایت کے امتحان مقابلہ میں ہندوستانی بہ نسبت انگریزوں کے زیادہ تعداد میں کامیاب ہوئے اور سول سروس میں داخل ہوا کرتے تھے انگریزوں کی تعداد نصف سے کم رہا کرتی تھی چنانچہ اس سال سے اس تناسب کے قائم رکھنے کی غرض سے وزیر ہند نے انگریز اُمیدواروں کے لئے امتحان مقابلہ کی قید توڑ دی ہے اور نصف کے تناسب کو قائم رکھنے کے لئے یہ دستور قائم کیا ہے کہ اس میں جس قدر کمی ہوا کرے گی وہ انگریز اُمیدواروں کو نامزد کرکے پوری کی جایا کرے گی -

انڈین مڈیکل سروس کے لئے کوئی طریق داخلہ مقرر نہیں ہے - بالعموم دستور یہ ہے کہ فوجی مڈیکل افسروں میں سے انڈین مڈیکل سروس میں علی عہدوں پر افسر مقرر کئے جاتے ہیں - راونڈتیبل کانفرنس کی سروسز سب کمیٹی نے رائے ظاہر کی تھی کہ آئندہ سے یہ طریق جاری نہ رہے اور یہ سروس پراونشل قرار دی جائے البتہ فوجی اور یورپین افسروں کی ضروریات کا لحاظ رکھ کر اس میں یورپین بھی مقرر کئے جایا کریں - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور موجودہ دستور کو ہی قائم رکھا ہے - یعنی اعلی مڈیکل عہدے مثل سول سرجن وغیرہ کے اب بھی بالعموم فوجی مڈیکل افسروں کے زمرے سے مقرر کئے جایا کرینگے اور

وزیر هند کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ صوبوں کی حکومتوں کو هدایت کر سکے کہ وہ ایک خاص تعداد ان افسروں کی یورپین افسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے مقرر کیا کرے -

ریلوے کے اعلیٰ عہدوں کے بھرتی کرنے کا اختیار حکومت هند کو ہوگا مگر موجودہ دستور کے مطابق ۴۵ فی صدی سے عہدوں پر یورپین مقرر کئے جایا کریں گے اور ان کا تقرر وزیر هند کے ذریعہ سے ہوا کرے گا -

محکمۂ جنگلات اور آبپاشی کے لئے اعلیٰ افسروں کا تقرر آئندہ سے ہندوستان میں ہی ہوا کرے گا اور یہ سروسز صوبوں کے حکومتوں کی تحت میں ہوں گی لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہے کہ جب ضرورت ہوگی تو یورپین افسر ولایت سے بلوا کر مقرر نہ کئے جائیں گے - ماسوا یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ اگر وزیر هند یہ محسوس کرے کہ صوبوں کی حکومتیں اس معاملہ میں خاطر خواہ طرز عمل اختیار نہیں کر رہی ہیں تو ایسی حالت میں وزیر هند مثل دستور سابق کے ان سروسز کا داخلہ اپنے اختیار میں لیلے -

سنٹرل سروسز میں افسروں کا داخلہ یعنی ان کا منتخب کرنا فیڈریل پبلک سروسز کمیشن کے ذریعہ سے ہوا کریگا اور پراونشل سروسز میں افسروں کا داخلہ یعنی ان کا منتخب کرنا پراونشل سروسز کمیشن کے ذریعہ سے - سنٹرل سروسز کے واسطے اس وقت بھی ایک سنٹرل سروسز کمیشن مقرر اور موجود ہے جو اس فرض کو انجام دیتا ہے - آئندہ سے پراونشل سروسز کے واسطے پراونشل سروسز کمیشن مقرر کر دئے جائیں گے لیکن یہ لازمی نہ ہوگا کہ ہر ایک صوبہ کے لئے ایک پراونشل

سروسز کمیشن مقرر کیا جائے - بلکہ بعض بعض پراونشل پبلک سروسز کمیشن دو تین صوبوں کی ضروریات کو پورا کیا کریں گے -

(۳) فیڈریل کورٹ

فیڈریل کورٹ یعنی فیڈریشن کی عدالت عالیہ ہر فیڈریشن کا جزو لازمی ہوتی ہے لہذا نئے قانون میں تجویز کیا گیا ہے کہ ایک نئی عدالت عالیہ فیڈریل کورٹ کے نام سے قائم کی جائے اس عدالت میں علاوہ چیف جسٹس کے زیادہ سے زیادہ آتھ جج ہوا کریں گے گو خیال کیا جاتا ہے کہ بالفعل چار ججوں سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی - ان ججوں کے تقرر کا اختیار علی حضرت ملک معظم کو ہوگا اور جب تک کہ پریوی کونسل کی جڈیشل کمیٹی اس بات کی رپورٹ نہ کرے کہ ان کا رویہ اور چلن قابل اعتراض ہے یہ جج اپنے عہدے سے ہٹائے نہیں جا سکیں گے بجز اس کے کہ ۶۵ سال کی عمر کے بعد ان کی پنشن ہوجایا کرے گی - فیڈریل کورٹ فیڈریشن قائم ہونے پر وجود میں آئے گا -

تمام اُن معاملات نزاعی کا فیصلہ کہ جن کا تعلق فیڈریشن کے آئین و قوانین کے معنی و مطلب سے ہے - یا اُن حقوق و فرائض سے کہ جو فیڈریشن کے قوانین کے مطابق کسی فریق کو حاصل ہوں یا اُس پر واجب ہوں فیڈریل کورٹ کا منصب ہوگا - خواہ اس قسم کا نزاعی معاملہ فیڈریشن اور کسی صوبہ کے درمیان ہو یا فیڈریشن اور کسی ریاست کے درمیان خواہ کسی صوبہ اور ریاست کے درمیان ہو یا دو صوبوں اور دو ریاستوں کے درمیان اس کا فیصلہ

فیڈریل کورٹ کرے گا - صوبوں یا ریاستوں کی عدالتوں کو ان معاملات کے فیصلے کا مجاز یا اختیار نہ ہوگا - ماسوا فیڈریل کورٹ نہ صرف کونسٹیٹیوشن ایکٹ کے متعلق نزاعی معاملات کے فیصلہ کرنے کا مجاز ہوگا بلکہ وہ تمام معاملات بھی کہ جن کا تعلق فیڈریشن کے بنائے ہوئے قوانین سے ہوگا فیڈریل کورٹ کے ہی تحت میں آئیں گے - فیڈریل کورٹ کے فیصلوں کی اپیل پریوی کونسل کے روبرو ہوگی - جس طرح کہ ہائی کورٹ کے فیصلہ کی اپیل پریوی کونسل کے روبرو اب بھی ہوا کرتی ہے - یہ بھی ایک تجویز تھی کہ بجائے پریوی کونسل کے ہندوستان میں ہی ایک سپریم کورٹ قائم کی جائے کہ جو تمام ہائی کورٹوں کے فیصلوں کی اپیل سنا اور فیصل کیا کرے لیکن یہ تجویز منظور نہیں ہوئی اور سپریم کورٹ قائم نہیں کیا جائے گا - صوبوں کی عدالت عالیہ ہائی کورٹ بدستور موجودہ ہوا کرےگی اور ان کے فیصلوں کی اپیل پریوی کونسل کے روبرو جیسے کہ اب ہوتی ہے ہوا کرےگی - البتہ فیڈریشن کی عدالت عالیہ فیڈریل کورٹ ہوگی اور یہ صوبوں و ریاستوں اور فیڈریشن کے باہمی آئینی و قانونی نزاعی معاملات کا فیصلہ کیا کرے گی جیسا کہ کہا جا چکا ہے اس کے فیصلوں کی اپیل بھی پریوی کونسل کے روبرو پیش اور فیصل ہوا کرے گی -

صوبوں کے ہائی کورٹوں کے متعلق بھی دو تین تبدیلیاں نئے قانون میں کی گئی ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے - اب تک ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس صرف بیرسٹر ہوا کرتے تھے خواہ ہندوستانی ہوں یا انگریز ' سولین جج چیف جسٹس نہیں مقرر کئے جاتے تھے - اب یہ قید نہیں رہی - جس کے

معنی یہ ہیں کہ آئندہ سے وہ جج بھی کہ جو سول سروس کے حکام میں چیف جسٹس مقرر کئے جایا کریں گے - اب تک یہ قید تھی کہ ایک ثلث تعداد ہائی کورٹ کے ججوں کی بیرسٹروں کے ذمرہ سے مقرر کی جایا کرے اور ایک ثلث انڈین سول سروس کے ذمرہ سے آئندہ سے یہ قید توڑ دی گئی ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ سولین جج مقرر نہیں کئے جایا کریں گے بجز کلکتہ ہائی کورٹ کے تمام ہائی کورٹوں کے انتظامی معاملات صوبوں کی حکومتوں کے تحت میں ہیں ' یعنی ان کے دفتری اخراجات ' عمارتوں کے اخراجات ' عملہ کی تقرری اور برخاستگی نیز ہائی کورٹوں کے زیر تحت عدالتی حکام کا تقرر ' ترقی اور تبادلہ ان سب انتظامی معاملات کا تعلق صوبوں کی حکومتوں سے ہے - البتہ کلکتہ ہائی کورٹ کا تعلق شروع سے حکومت ہند سے چلا آتا ہے - ایک تجویز یہ تھی کہ آئندہ سے سب ہائی کورٹوں کا تعلق براہ راست حکومت ہند سے ہو - لیکن فیصلہ یہ ہوا کہ آئندہ سے کلکتہ ہائی کورٹ کے بھی انتظامی معاملات کا تعلق بجائے حکومت ہند کے صوبۂ بنگال کی حکومت سے رہے گا جیسے کہ اور تمام ہائی کورٹوں کا تعلق اپنے اپنے صوبے کی حکومت سے ہے -

(۶) تجارتی تعلقات میں تفریق

یہ مسئلہ نہایت اہمیت رکھتا ہے - ہندوستان اور برطانیہ دونوں ملکوں میں اس کے متعلق کہ تجارتی تعلقات میں کسی قسم کی تفریق ان دونوں کے مابین کی جائے یا نہیں عرصہ سے شدید اختلاف چلا آتا ہے - ہندوستانیوں کا مطالبہ

یہ رہا ہے کہ ہم کو اپنی صنعت و حرفت کے فروغ دینے کے لئے تحفظ کی پولیسی اختیار کرنی چاہئے - ولایت والے اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور آزادی تجارت کے پیروکار ہیں - سنہ ۱۹۱۹ع میں جب کہ مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کا دور شروع ہوا تو اُس وقت کی جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رپورٹ نے اس بات کی سفارش کی کہ ہندوستان کو اپنی تجارت کے تحفظ کے لئے محصولات لگانے کا اختیار بے روک ٹوک کے ہونا چاہئے - گو موجودہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں اس کے متعلق کوئی قانونی دفعات درج نہیں کی گئی تھیں لیکن سنہ ۱۹۱۹ع سے یہ ایک دستور سا ہوگیا ہے کہ حکومت ہند کی پولیسی تحفظ تجارت کی پیروی کرتی ہے اور حسب ضرورت مال درآمد پر محصولات لگاتی ہے اس طرز عمل سے ولایت والے غیر مطمئن ہیں - مزید برآں ہندوستان کے بعض انتہا پسند لیڈروں نے وقتاً فوقتاً اپنی تقریروں میں اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ جب سواراج ہوگا تو وہ دیسی صنعت و حرفت اور تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایسی تدابیر اختیار کریں گے کہ جس سے ولایتی مال ہندوستان میں نہ آنے پائے - ولایتی تجارت کی جگہ دیسی مال اور دیسی اشیاء کو فروغ ہو اور ملک کی جو دولت غیر ولایتوں کو جاتی ہے وہ ملک ہی میں رہے - ان تقریروں اور تحریروں نے ولایت والوں کو اور زیادہ پریشان کردیا اور سہما دیا ہے اور ان کو یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ اب جبکہ ہندوستان میں خود مختاری کے طرف قدم بڑھایا جا رہا ہے اگر کافی انسداد نہ کیا گیا تو ان کی تجارت کے ساتھ دشمنی کا سلوک ہوگا - راونڈتیبل کانفرنس کے

دوران میں ولایت والوں کی طرف سے اس معاملہ پر بہت کچھ کہا سنا گیا چنانچہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کو اس معاملہ پر غور و خوض کرنے کی ضرورت پڑی - اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس مسلہ کی اہمیت کے لحاظ سے بہت تفصیلی طور پر بحث کی ہے - ذیل میں اس کی سفارشوں اور ضرورتاً اس کی دلیلوں کا بھی بیان کیا جاتا ہے -

جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس مسلہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول تو یہ کہ بالعموم برطانوی تجارت کے خلاف کسی قسم کی قانونی یا انتظامی تفریق نہ ہونی چاہئے - دوسرے یہ کہ برطانوی مال درآمد کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کو اس بات کا یقین ہے کہ موجودہ دستور تحفظ تجارت جو حکومت ہند نے سنہ ۱۹۲۱ع سے اختیار کیا ہے اُس کی یہ غرض نہیں ہے کہ برطانوی تجارت کے خلاف کسی قسم کی تفریق کی جائے اور ہندوستانی نمائندوں کے یقین دلانے سے ان کو اس بات کا بھی اطمینان ہے کہ آئندہ بھی یعنی جب ہندوستان کو پوری خود مختاری حاصل ہوگی تو برطانوی تجارت کو نقصان نہ پہونچایا جائے گا تاہم چونکہ دونوں جانب اس وقت غلط فہمیاں موجود ہیں اور طرح طرح کے شُبہات ظاہر کئے جارہے ہیں تو کمیٹی اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے کہ نئے قانون میں اس قسم کی دفعات درج اور قائم کر دی جائیں کہ جن کی رو سے ولایت کی تجارت یا مال درآمد کے خلاف کسی قسم کی تفریق نہ کی جائے کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس بات کا بھی یقین دلایا ہے کہ ان دفعات کے قائم کرنے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ

ہندوستان کی حکومت کے خود مختارانہ عمل میں کسی قسم کی دست اندازی کی جائے یا اس کو تحفظ کی پولیسی اختیار کرنے سے باز رکھا جائے بلکہ ان دفعات کی غرض صرف یہ ہے کہ دونوں ملکوں میں تجارتی تعلقات کے متعلق رواداری اور برابری کا سلوک قائم رہے اور محض برطانیہ کی تجارت کو نقصان پہونچانے کی غرض سے تحفظ کی پولیسی اختیار نہ کی جائے - اگر تحفظ کی پولیسی دیسی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کی غرض سے اختیار کی جائے تو کوئی مداخلت نہ ہوگی یہ قانونی واقعات اُسی وقت کام آئیں گی کہ جب ولایتی تجارت کو محض نقصان پہونچانے کی غرض سے تحفظ کا طرز عمل اختیار کیا جائے گا -

جس باب میں گورنر جنرل کے اختیارات اور خاص ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اُس میں تجارتی تفریق کے متعلق بھی گورنر جنرل کی خاص ذمہ داری کا حوالہ دیا گیا ہے - ابھی ابھی یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس مسئلہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک تو مخصوص ولایتی مال درآمد کے متعلق دوسرا بالعموم ولایتی تجارت کے نسبت - چنانچہ پہلی سفارش پارلمنٹری کمیٹی کی یہ ہے کہ گورنر جنرل کی یہ خاص ذمہ داری ہوگی کہ وہ ولایتی مال درآمد کے خلاف کسی قسم کی تفریق خواہ قانونی یا انتظامی ذریعہ سے نہ ہونے دے اور کوئی ایسا محصول نہ لگنے دے کہ جس سے ولایتی مال کا ہندوستان میں آنا اور فروخت ہونا کم یا بند ہو جائے - معاملہ کے زیادہ صاف کرنے کے لئے کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ گورنر جنرل

Instrument of Instruction کے میں اس امر کو واضح کر دیا جائے کہ گورنر جنرل کو خاص اختیار دینے کے یہ معنی نہیں کہ ہندوستان کی حکومت کے اپنی اقتصادی پولیسی قرار دینے میں کسی قسم کی دخل اندازی منظور ہے یا اس کی خود مختاری محدود کی جاتی ہے نہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہندوستانی حکومت اپنی صنعت و حرفت کے تحفظ کے لئے محصولات نہ لگائے بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ اگر برطانوی مالِ درآمد کے ساتھ رواداری کا سلوک نہ برتا جائے یا ولایتی تجارت کو محض نقصان پہونچانے کے لئے محصولات لگائے جائیں تو گورنر جنرل بہ‌اختیار ذات خود اس کا تحفظ و تدارک کرے - ولایتی مال در آمد سے قطع نظر کر کے بالعموم تمام انگریزی تجارت کے متعلق بھی جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے جہاں تک انتظامی پہلو کا تعلق ہے کسی قسم کی تفریق روا نہ رکھنے کے لئے یہی تدارک پیش کیا ہے یعنی یہ کہ صوبوں کے گورنروں اور گورنر جنرل کو خاص ذمہ‌داری کے تحت میں یہ اختیار رہے کہ وہ انگریزی تجارت کے خلاف کسی قسم کی تفریق نہ ہونے دیں - اب رہی قانونی تفریق یعنی یہ کہ کسی قسم کا کوئی قانون منظور کر کے انگریزی تجار یا انگریزی تجارت کے خلاف تفریق کی جائے سو اس کے لئے نئے قانون میں کمیٹی نے ایسے دفعات اضافہ کئے ہیں کہ جن کی رو سے یہ ممکن نہ ہو سکے - ذیل میں ان کا بیان کیا جاتا ہے :—

(ا) کسی قانون کے ذریعہ سے جزائر برطانیہ کے باشندوں کو ہندوستان میں داخل ہونے سے روکا نہ جائے بجز اس کے

کہ حکومت ہند کو یہ اختیار ہوگا کہ اگر خاص خاص شخصوں کا ملک میں داخلہ مناسب نہ سمجھا جائے خواہ وہ برطانیہ کے ہوں یا کسی اور ملک کے تو ان کو داخل نہ ہونے دے -

(۲) کوئی قانون جزائر برطانیہ کے باشندوں پر اس ملک میں رہنے ' سفر کرنے ' جائداد خریدنے ' تجارت کرنے یا کوئی پیشہ کرنے یا ملازمت کرنے یا ٹیکس کی کسی قسم کی کوئی قید عائد نہ کرسکے -

(۳) جو تجارتی کمپنیاں اس وقت یا آئندہ جزائد برطانیہ میں بہ اجازت قانون تجارت کر رہی ہیں یا کریں اگر وہ ہندوستان میں تجارت کریں یا کرنا چاہیں تو یہ مان لیا جائے کہ انہوں نے قومیت ' سکونت ' زبان ' مذہب وغیرہ کی وہ تمام شرائط جو ہندوستان کے قانون کے مطابق لازمی ہیں پوری کردیں - اسی طرح سے ان کمپنیوں کے ڈائرکٹر ' حصہ‌دار ' یا ملازمین اور ایجنٹ کے متعلق بھی کہ جو ولایت میں رہتے ہیں مان لیا جائے کہ انہوں نے وہ تمام شرائط متعلق قومیت ' سکونت ' مذہب اور زبان وغیرہ پوری کردیں کہ جو ہندوستان کے قانون کے مطابق لازمی ہیں البتہ اگر برطانوی حکومت ہندوستان کی کمپنیوں یا تجارتوں پر کوئی ایسی خاص پابندیاں عائد کرے کہ جو ولایت کی کمپنیوں پر نہیں عائد کی گئی ہیں تو ایسی حالت میں ہندوستان کی حکومت بھی ولایتی کمپنیوں پر قیود عائد کر سکتی ہے - دوسرے الفاظ میں دونوں جانب سے رواداری اور برابری کا سلوک ہونا چاہئے -

(۴) انگریزی جہازوں یا اُن کے افسروں ' مسافروں اور

ملازموں کے متعلق خاص ایسا قانون منظور کیا جائے
کہ جس کی رو سے وہی برتاؤ اور سلوک کیا جائے کہ جو
ہندوستانی جہازوں کے ساتھ کیا جاتا ہے - یعنی
انگریزی جہازوں پر کوئی خاص ایسی قیود عائد نہ کی
جائیں کہ جو ہندوستانی جہازوں پر ولایت میں عائد نہیں
کی جاتیں اس مساوات اور رواداری کے اصول سے جائنٹ
پارلمنٹری کمیٹی نے چند مستثنیات بھی قرار دئے ہیں - مثلاً
اگر موجودہ قانون بعض تجارتی کمپنیوں یا تجاروں کے ساتھ
کچھ مراعات جائز رکھتا ہے یا اُن پر ٹیکس نہیں لگاتا ہے
تو وہ قانون یا طریقہ آئندہ بھی جاری رہے اور اُس پر اُن
دفعات کا جو نئے قانون میں اب رکھی گئی ہیں اور جو اوپر
درج کی گئی ہیں اثر نہ پڑے - اسی طرح سے یہ بھی تجویز
کیا گیا ہے کہ جو Bounties یا Subsidies یعنی مالی امداد
بعض ولایتی کمپنیوں یا تجاروں کو فروغ صنعت و حرفت
کے لئے ہندوستان کی حکومت اب تک دیتی رہی ہے وہ مثل
سابق کے جاری رہیں البتہ آئندہ کی کمپنیوں اور تجاروں کو
ایسی صورت میں مالی امداد دینے کے لئے ایک یہ شرط بڑھا
دی گئی ہے کہ آئندہ سے ایسی انگریزی کمپنیاں ہندوستانی
کمپنیوں کے قانون کے تحت میں اپنے تئیں رجسٹر کرا لیں
ان کے نصف ڈائرکٹر ہندوستانی ہوں اور وہ ہندوستانیوں کو
اپنے کارخانوں میں کام سیکھنے کا موقع اور اجازت دیا کریں -

جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے گو قانون میں ایسی دفعات
کا اضافہ کرنا مناسب سمجھا ہے کہ جن کی رو سے انگریزی
تجارت کے ساتھ تفریق کا برتاؤ نہ کیا جاسکے تاہم اس نے

یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ مناسب طریقہ یہی ہوگا کہ ہندوستان اور برطانیہ کے نمائندے وقتاً فوقتاً یکجا ہوکر تمام تجارتی معاملات اور نزاعات کا باہمی سمجھوتہ کر لیا کریں اور عہد ناموں کے ذریعہ سے ایسا دستور قائم ہو جائے کہ مساوات اور رواداری کے اصول پر تمام معاملے طے ہو جایا کریں -

ڈاکٹروں کی ڈگریاں

کچھ عرصہ سے یہ جھگڑا چل رہا ہے کہ جس طرح سے ولایت کی ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ڈاکٹروں کو ہندوستان میں پیشۂ طبابت کرنے کی اجازت اور موقع ہے اسی طرح سے ہندوستان کی ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ڈاکٹروں کو ولایت میں پیشۂ طبابت کرنے کی اجازت اور حق حاصل ہونا چاہئے - ولایت کے سنہ ۱۸۸۶ع کے مڈیکل ایکٹ کے مطابق اُن برطانوی مقبوضات کو کہ جہاں برطانیہ کے ڈاکٹروں کو طبابت کرنے کا موقع حاصل ہے اس بات کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ اُن کے یہاں کے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کئے ہوئے لوگ ولایت میں پیشۂ طبابت کر سکیں لیکن شرط یہ ہے کہ اجازت اُسی وقت دی جائے گی کہ جب ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل جو ڈاکٹروں کا رجسٹر رکھتی ہے اپنا اطمینان کر لےگی کہ یہ ڈاکٹر پیشۂ طبابت کی اہلیت اور قابلیت رکھتے ہیں - اگر کسی غیر ولایتی ڈاکٹر کو جنرل مڈیکل کونسل ولایت میں پیشۂ طبابت کرنے کی اجازت نہ دے تو اس کے فیصلہ کی اپیل پریوی کونسل کے سامنے ہو سکتی ہے - پریوی کونسل جنرل مڈیکل کونسل سے مشورہ کرنے کے بعد اپنا فیصلہ دیتی ہے اور یہ فیصلہ قطعی

مانا جاتا ہے - گو ولایت کا یہ قانون اور دستور مساویت اصول پر قرار پایا ہے جنرل مڈیکل کونسل کو یہ اختیار ہے کہ اگر اُس کا اطمینان ہو جائے تو وہ غیر ولایتی ڈاکٹروں کو ولایت میں طبابت کرنے کی اجازت دے اگر اس کا اطمینان نہ ہو تو اجازت دینے سے انکار کر دے البتہ پریوی کونسل کے روبرو اپیل کے بعد آخری فیصلہ پریوی کونسل کا ہوگا - جن برطانوی مقبوضات میں ولایت کی طرح جنرل مڈیکل کونسل ہے وہاں کے ڈاکٹروں کو ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل وہاں کی جنرل مڈیکل کونسل سے مشورہ کرنے کے بعد اجازت دیا کرتی ہے - چند سال پیشتر تک ہندوستان میں کوئی جنرل مڈیکل کونسل نہیں تھی ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل کو اس بات کا شبہ پیدا ہوا کہ یہاں کے مختلف صوبوں میں یہاں کے ڈاکٹر جو ڈگریاں حاصل کرتے ہیں وہ یکساں اعلیٰ پایہ کی نہیں ہوتیں چنانچہ ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنا اطمینان کرنے کی غرض سے اپنے انسپکٹر بھیجی گئی کہ جنکی رپورٹ پر ولایت میں طبابت کرنے کی اجازت دی جایا کرے گی یہاں کے لیجسلیچر نے اس طریق کو پسند نہیں کیا اور انسپکٹروں کا خرچہ ادا کرنا منظور نہیں کیا نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل نے یہاں کے ڈگریاں حاصل کئے ہوئے ڈاکروں کو ولایت میں طبابت کرنے کی اجازت دینا بند کر دی - ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل کے اس طرز عمل پر ہندوستان میں ناراضی ظاہر کی گئی - مگر اب دو تین برس ہوئے کہ یہاں کے لیجسلیچر نے ایک قانون کے ذریعہ سے یہاں بھی جنرل مڈیکل کونسل قائم کر دی ہے -

اسی قانون کی دفعات کے بموجب هندوستان کے مڈیکل کالج جو ڈگریاں دیا کریں گے اور ان ڈگریوں کو حاصل کر کے جو لوگ پیشۂ طبابت یہاں کیا کریں گے مڈیکل کونسل اُس کا رجسٹر رکھے گی اور وقتاً فوقتاً جانچ کرکے اطمینان کر لیا کرے گی کہ یہاں جو ڈگریاں دی جاتی هیں وہ اعلیٰ پائہ کی هیں - اسی طرح سے ایک دوسری وفد کے مطابق اُن ڈگریوں کا بھی رجسٹر رکھا جائے گا کہ جو غیر ملکوں میں دی جاتی هیں اور جو برطانیہ کے ڈاکٹروں کو وهاں ملتی هیں اور یہ سندیں اور ڈگریاں هندوستان میں پیشۂ طبابت کرنے کے لئے کافی سمجھی جائنگی - چار سال تک یہ صورت قائم رهیگی - چار سال بعد یہاں کی جنرل مڈیکل کونسل ولایت کی جنرل مڈیکل کونسل سے گفت و شنید کرنے کے بعد یہ سمجھوتہ کرنے کی مجاز هوگی کہ کس ردوبدل کے ساتھ ولایت کی ڈاکٹری کی سندیں یہاں طبابت کرنے کے لئے کافی سمجھی جائیں اور یہاں کی سندیں اور ڈگریاں وهاں طبابت کرنے کے لئے کافی مانی جائیں - ماسوا گورنر جنرل باجلاس کونسل کو اس قانون کے مطابق یہ اختیار دیا گیا هے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو ولایت کی بعض ڈگریوں اور سندوں کو کافی نہ سمجھ کر هندوستان کی مڈیکل کونسل کی سفارش پر وهاں کے ڈاکٹروں کو یہاں طبابت کرنے کی اجازت نہ دے - یہ موجودہ صورت هے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے موجودہ صورت میں یہ ترمیم کی هے کہ بجائے گورنر جنرل یا اجلاس کونسل کو یہ اختیار دینے کے کہ وہ ولایت کی ڈگریوں کو سند نہ مان کر ولایت کے ڈاکٹروں کو یہاں طبابت کرنے کی اجازت نہ دے

یہ اختیار صرف ولایت کی پریوی کونسل کو دیا ہے - یعنی اگر یہاں کی میڈیکل کونسل کسی ولایت کے ڈاکٹر کو یہاں طبابت کرنے کی اجازت نہ دے تو اس کی اپیل پریوی کونسل کے روبرو ہو اور پریوی کونسل کا فیصلہ آخری فیصلہ مانا جائے۔ اس ترمیم کے بعد پارلمنٹری کمیٹی نے یہ اُمید ظاہر کی ہے کہ پیشتر اس کے کہ چار سال ختم ہوں یہاں کی اور ولایت کی دونوں جنرل میڈیکل کونسل اس میں گفت و شنید کرکے ایسا سمجھوتہ کرلیں گی کہ جس سے یہاں کے ڈاکٹروں کو ولایت میں طبابت کرنے کی اجازت از سر نو ملنے لگے گی اور یہاں کی میڈیکل کونسل کو یہ نوبت نہ آئیگی کہ ولایت کے ڈاکٹروں کو یہاں پیشۂ طبابت کرنے سے باز رکھے بلکہ دونوں ملکوں کی سندیں اور ڈگریاں برابر سے کار آمد سمجھی جائینگی -

قدرتی یا پیدایشی حقوق

قدرتی یا پیدایشی حقوق کا سوال بھی ہندوستانی نمائندوں کی جانب سے راونڈ تھیبل کانفرنس میں اُٹھایا گیا تھا یعنی یہ کہ بعض حقوق رعایا کے ایسے ہیں کہ جن کو کوئی حکومت یا قانون رعیت سے چھین نہیں سکتا نہ اُن پر قیود عائد کرسکتا ہے - ان کی ایک فہرست جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کے سامنے بھی پیش کی تھی اور مطالبہ یہ کیا تھا کہ ان حقوق کا ذکر نئے آئین حکومت میں کر دیا جائے تاکہ آئندہ فیڈریشن یا صوبوں کی حکومتیں ان حقوق کو کسی آئندہ قانون کے ذریعہ سے رد یا ان سے مداخلت نہ کر سکیں جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس تجویز کو دو بنا پر نامنظور کر دیا اول تو یہ کہ ایسا کرنے سے آئندہ لیجسلیچر کے اختیارات قانون سازی کو

بنا کافی وجہ کے محدود کر دیا جائیگا دوسرے دیسی ریاستوں اس بات کو منظور نہیں کرتیں کہ ان کی رعیت کے متعلق کوئی پیدایشی حقوق قائم کئے جائیں اور ان کے اختیارات محدود کر دئے جائیں - تاہم جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس بات کا علی‌الاعلان اظہار کردیا جائے کہ برطانوی رعیت کا کوئی فرد خواہ ہندوستانی ہو یا غیر ہندوستانی محض بوجہ اپنے مذہب ' ذات ' رنگ یا سکونت کے ملک میں کسی قسم کی تجارت یا ملازمت کرنے اور کسی عہدے پر مامور کئے جانے سے باز نہیں رکھا جاسکیگا -

چونکہ ہندوستان کے بعض لیڈروں نے حال میں اپنی تقریروں اور تحریروں میں صاحبان جائداد کو اس قسم کی دھمکی دی ہے کہ آزادی حاصل ہوجانے پر ان کی جائدادیں ضبط کرلی جائنگی جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے ان لوگوں کو اطمینان دلانے کی غرض سے بعض تجاویز منظور کی ہیں -

(۱) اگر کوئی قانون کسی شخص کی جائداد حاصل کرنے کے لئے منظور کیا جائے تو وہ اُسی حالت میں جائز قرار پائےگا کہ یہ جائداد کسی پبلک غرض کے لئے حاصل کی جائے اور جس شخص کی جائداد ہو اُس کو اس قدر معاوضہ دے دیا جائے جو کوئی آزاد فریق ثالث تجویز کرے -

(۲) اگر کسی خاص قسم کی ملکیتوں حکومت کے تحت میں لانا منظور ہو اور اس غرض سے کوئی قانون لیجسلیچر کے سامنے پیش کیا جائے تو پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں اس قانون کے پیش کرنے کی اجازت گورنر یا گورنر جنرل سے حاصل کرنا لازمی ہوگا - اور ایسی حالت میں گورنر یا گورنر جنرل کا فرض

ہوگا کہ وہ اس بات کا اپنا اطمینان کرے کہ قانون میں صاحبان ملکیت کو مناسب معاوضہ دینے کی دفعات موجود ہیں -

(۳) اسی طرح سے تعلقہ‌داریوں ' جاگیروں ' معافیوں وغیرہ کی نسبت صاحبان جائداد کو یہ خوف ہے کہ خود مختارانہ حکومت کے انتظام میں ممکن ہے کہ وہ مراعات یا وعدے جو موجودہ برٹش گورنمنٹ نے اُن سے یا اُن کے بزرگوں سے کئے ہوئے ہیں قائم نہ رکھے جائیں اس لئے ان لوگوں کے طرف سے مطالبہ تھا کہ نئے آئین میں ایسی دفعات قائم کردی جائیں کہ جن کی رو سے آئندہ خود مختار حکومت کو کسی قسم کی مداخلت کا اختیار نہ رہے جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے آئندہ خود مختار حکومت کے اختیارات کو ہمیشہ کے لئے اُس طرح مسدود کرنا تو مناسب نہیں سمجھا البتہ یہ قید لگادی ہے کہ جدید آئین میں کوئی ایسی دفعہ ہونی چاہئے کہ جب کبھی کوئی ایسا قانون لیجسلیچر میں پیش ہو کہ جو تعلقہ‌داروں جاگیرداروں یا معافی‌داروں کے حقوق کو زائل کرنا ہو تو اس کے پیش کرنے کے لئے گورنر یا گورنر جنرل کی منظوری لازمی قرار دی جائے -

(۴) بنگال کے دائمی بندوبست آراضی کے متعلق بھی پارلمنٹری کمیٹی نے کوئی ایسی امتناعی دفعہ تو نئے آئین میں رکھنا مناسب نہ سمجھا کہ جس کی رو سے دوامی بندوبست کبھی مسترد ہی نہ کیا جاسکے البتہ یہ تجویز ضرور کی ہے کہ اگر اس کے مسترد کرنے کے لئے کوئی قانون لیجسلیچر منظور کردے تو وہ اُس وقت تک رائج نہ کیا جاسکے جب تک کہ ملک معظم کی منظوری نہ حاصل کرلی جائے -

(ه) کونستیتیونت پوورس
(Constituent Powers)

جو اختیارات کسی قانون آئین حکومت کی تنسیخ و ترمیم کے خود اس قانون آئین حکومت میں موجود ہوں یا دے گئے ہوں اُن کو کونسٹیٹیونٹ پوورس کہتے ہیں - ہندوستان کی رائے عامہ کا شروع سے ہی یہ مطالبہ تھا کہ آیندہ آئینی اصلاحات کے متعلق برطانوی پارلیمنٹ جو قانون یا ایکٹ منظور کرے اُس میں یہ اختیارات موجود ہونے چاہئیں کہ آئندہ رائے عامہ کے مطالبہ کے مطابق جب تنسیخ و ترمیم کی ضرورت پڑے یا خود مختاری کے جانب دو چار قدم اور بڑھانے کی ضرورت محسوس ہو تو اس قانون یا ایکٹ کے ترمیم کرانے کی غرض سے دوبارہ برطانوی پارلیمنٹ کے روبرو جانے یا اُس کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے بلکہ خود اس ایکٹ یا قانون میں اس کی گنجایش رکھی جائے اور اس میں ایسی دفعات شامل ہوں کہ جن کی رو سے حسب ضرورت بلا برطانوی پارلیمنٹ کی مزید منظوری کے ترمیم و تنسیخ کی جا سکے - جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اصولاً یہ مطالبہ درست ہے اور اکثر قانون آئین حکومت میں ایسی ترمیم و تنسیخ کی گنجایش رکھی جاتی ہے اس بات کو بھی رپورٹ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر تجربہ سے ایسی ضرورت کافی زمانہ گذرنے کے بعد محسوس ہو تو آئندہ ہندوستانی لیجسلیچر کو ترمیم و تنسیخ کے یہ اختیار ممکن ہے کہ دئے جا سکیں لیکن سردست اور فوراً اس وقت ایسے اختیارات کا

دینا کسی صورت اور کسی حالت میں مناسب نہیں - اس کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ مختلف صوبوں دیسی ریاستوں اور قلیل التعداد جماعتوں کے اغراض و حقوق کا پورا لحاظ رکھ کر اس قانون آئین حکومت میں ایسا توازن قائم کیا گیا ہے کہ کسی کے ساتھ بےانصافی نہ ہونے پائے - اگر ہندوستانی لیجسلیچر کی کثیرالتعداد جماعت یا پارٹی کو اس قانون کے ترمیم و تنسیخ کا اختیار دے دیا جائے تو بڑا اندیشہ ہے کہ یہ توازن قائم نہ رہ سکے اور بےانصافی کی وجہ سے مختلف جماعتوں کو شکایت پیدا ہو لہذا قانون آئین حکومت کی ترمیم و تنسیخ کا اختیار جب کبھی بھی ضرورت ہو اور کمیٹی کی رائے میں یہ ضرورت ابھی عرصۂ دراز تک محسوس نہ ہوگی برطانوی پارلمنٹ کے ہی تحت میں رہنا چاہئے - اسی کے ساتھ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ بھی محسوس کیا کہ بعض جزوی معاملات ایسے پیش آئیں‌گے کہ جن کے شروع ہی میں طے کرنے کی ضرورت ہوگی اور جزوی ترمیم اور اضافہ کرنا لابدی ہوگا - ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے پارلمنٹ میں ترمیمی قانون پیش کرنا طول عمل ہوگا سو اس کی سبیل یہ تجویز کی گئی ہے کہ سنہ ۱۹۳۵ع کے قانون حکومت کے منظور ہونے کے بعد برطانوی حکومت کو یہ اختیار دیا جائے کہ حسب ضرورت ان جزوی معاملوں کے طے کرنے کے لئے یا ترمیم و اضافہ کرنے کے لئے وہ Order in Council یعنی حکم باجلاس کونسل کے ذریعہ سے ایسا کر سکے - اس کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ برطانوی پارلمنٹ اُن ترمیم و اضافہ سے بالکل بےخبر نہ‌رہے اور کوئی اس قسم کا حکم اس کی مرضی کے خلاف

نہ جاری ہو سکے اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ قبل اس کے کہ Order in Council جاری کیا جائے اس کا مسودہ پارلمنٹ کے روبرو پیش کر دیا جایا کرے -

پارلمنٹری کمیٹی نے ان معاملات کی حتی‌الامکان تشریح بھی کر دی ہے اور ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے اول وہ معاملات کہ جو Order in Council سے طے کر دئے جائیں گے اور جن کے لئے پارلمنٹ کو اطلاع یا اس کی منظوری ضروری نہیں ہے وہ حسب ذیل ہیں :—

(۱) وہ رقوم کہ جو گورنر جنرل اور گورنروں اور ان کے عملے کے اخراجات کے لئے ضروری ہوں گی (ان میں گورنر جنرل اور گورنروں کی تنخواہیں شامل نہیں ہے کیونکہ وہ تو خود گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ہی مقرر کر دی گئی ہیں) -

(۲) گورنر جنرل کے کونسلروں کی تنخواہیں اور شرائط ملازمت -

(۳) فیڈریل کورٹ اور ہائی کورٹوں کے ججوں کی تنخواہیں ' پنشن وغیرہ -

جن معاملات میں پارلمنٹ کو اطلاع کرنی اور اس کی منظوری لینی مناسب سمجھی گئی ہے وہ معاملات حسب ذیل ہوں گے :—

(۱) انکم ٹیکس کے حصہ رسدی اوسط کا قائم کرنا یعنی فیڈریل گورنمنٹ کو انکم ٹیکس فیصدی کتنا دیا جائے گا اور صوبوں کی حکومتوں کو کس قدر ملے گا -

(۲) شروع شروع میں فیڈریل گورنمنٹ انکم ٹیکس کی کس قدر رقم جو آئندہ صوبوں کا حصہ ہوگی اپنے پاس رکھ سکے گی -

(۳) دیسی ریاستیں انکم ٹیکس کا سر چارج کس حساب سے فیڈریل گورنمنٹ کو ادا کیا کریں گی -

(۴) جن صوبوں کے اخراجات کے لئے فیڈریل گورنمنٹ اپنے خزانہ سے امداد دے گی اس کا وقتاً فوقتاً تعین کرنا -

(۵) صوبوں اور فیڈریشن کے لیجسلیچر کی ممبری کے لئے کن شرائط پر ووٹ دینے کا اختیار دیا جائے گا -

کونسٹیٹیوینسی کی حد بندی کس طرح ہوگی اور جداگانہ انتخاب کا طریقہ کیا ہوگا - وہ رقبات آبادی کون کون سے ہونگے کہ جہاں آئندہ حکومت کا دستور رواج نہ پائیگا - یہ سب معاملے Order in Council کے ذریعہ سے طے کئے جائیں گے لیکن ان معاملوں کے متعلق Order in Couucil اُس وقت جاری کیا جائیگا کہ جب اس کا مسودہ پارلمنٹ کے رو برو پیش ہو چکے گا - چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۹۳۵ع کے منظور ہونے کے بعد سے مرقومہ بالا کئی معاملوں کے متعلق Order in Council جاری ہو چکے ہیں -

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے دستور حکومت میں بلا اجازت پارلمنٹ کے کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کا اختیار تو ہندوستانی فیڈریل حکومت یا لیجسلیچر کو نئے قانون میں دیا نہیں گیا ہے نہ اس میں ایسی ترمیم و تنسیخ کی گنجایش رکھی گئی ہے لیکن جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے یہ تجویز ضرور کی ہے کہ اگر لیجسلیچر کی ساخت میں توسیع کرنے یا ووٹروں کے ووٹ دینے کی شرائط میں رد و بدل کرنے کے معاملہ میں آئندہ کوئی ترمیم ضروری سمجھی جائے یا جو Order in Council ایسے معاملوں کے متعلق جاری کئے

جائیں تو ان میں ہندوستانی لیجسلیچر کو گذارش حال کا موقع دیا جائے اور ان سے مشورہ کیا جائے - یوں تو لیجسلیچر کو اس وقت بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ اصلاحات کے متعلق جو رزولیوشن چاہے لیجسلیچر میں پاس کر دے لیکن برطانوی حکومت پر یہ قطعی لازم نہیں کہ وہ ایسے رزولیوشن پر دھیان یا توجہ کرے - نئے قانون میں جن معاملات کا ابھی ذکر کیا گیا ہے ان کے گذارش حال کے متعلق یہ سبیل تجویز کی گئی ہے کہ ہندوستانی لیجسلیچر اپنا رزولیوشن پاس کر کے گورنر یا گورنر جنرل کی خدمت میں اس غرض سے پیش کرے کہ وہ اُسے برطانوی حکومت اور پارلیمنٹ کی توجہ و منظوری کے لئے بھیجدے - ایسی صورت میں یہ رزولیوشن برطانوی حکومت کے پاس پہونچنے کے چھ مہینے کے اندر پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیا جائےگا اور برطانوی گورنمنٹ رزولیوشن کے ساتھ ہی ساتھ اس کے متعلق اپنا فیصلہ بھی پارلیمنٹ کے سامنے رکھ دیا کرے گی - لیکن یہ طرز عمل بعض پابندیوں کے ساتھ کام میں آئےگا - اور پابندیاں حسب ذیل ہیں :—

(۱) ایسے رزولیوشن کا واسطہ صرف لیجسلیچر کی ساخت اور اس کی توسیع اور ووٹ دینے کی شرائط سے ہونا چاہئے - رزولیوشن ان حدود سے تجاوز نہ کرتا ہو -

(۲) لیجسلیچر کو اپنے رزولیوشن میں اس بات کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ لیجسلیچر کی ساخت اور توسیع کے متعلق جو تجاویز وہ پیش کرے اُن سے صوبوں اور دیسی ریاستوں کے جگہوں کے مقررہ توازن میں فرق نہ پڑتا ہو نہ دارالامرا اور دارالعوام کے موجودہ توازن میں فرق پڑے -

(۳) یہ طرز عمل اسی وقت اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جب صوبوں کے لیجسلیچر اور نیز فیڈریل لیجسلیچر کو قائم ہوئے دس سال گذر چکے ہوں - پیشتر نہیں - بجز اس کے کہ عورتوں کے ووٹ دینے کے حق کے متعلق جو شرط عرضی دے کر رجسٹر کرانے کی قرار دی گئی ہے یا پڑھے لکھے ہونے کا جو معیار قائم کیا گیا ہے وہ تین سال بعد بھی اس طرز عمل کے تحت میں بدل سکتا ہے -

(۴) پارلیمنٹ اور برطانوی حکومت کی آگاہی کے لئے اس رزولیوشن کے برطانوی حکومت کو بھیجنے کے وقت گورنر یا گورنر جنرل کو لازم ہوگا کہ وہ اپنی رائے اس کے متعلق ساتھ ساتھ منسلک کرے کہ ایسی تبدیلی کا اثر قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق و اغراض پر کیا اور کیسا ہوگا -

(۵) ایسا رزولیوشن لیجسلیچر صرف فیڈریل یا پراونشل وزرا کی تحریک اور ان کی ذمہ داری پر ہی پیش اور منظور ہو سکتا ہے - یہ ممکن نہ ہو سکیگا کہ کوئی ممبر بلا مرضی وزرا کے ایسے رزولیوشن کی تحریک کر سکے -

(۶) وزیر ہند اور انڈیا کونسل

وزیر ہند اور انڈیا کونسل

وزیر ہند حکومت برطانیہ کی کیبنٹ کا ممبر ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کے روبرو حکومت ہند کا ذمہ دار - اس کی ایک کونسل ہوتی ہے جس کے کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ممبر ہوتے ہیں - ان میں ایک ثلث ایسے ممبر ہوتے ہیں کہ جو کم از کم دس سال تک ہندوستان میں سرکاری افسر رہے ہوں - وزیر ہند کی کونسل کی ممبری کی میعاد پانچ سال ہوتی ہے -

موجودہ صورت میں وزیر ہند باجلاس کونسل کو پورا اختیار ھے کہ وہ ھندوستان کے مال و خزانہ کو جس طرح چاھے صرف کرے - ھندوستان کو اگر ولایت میں قرضہ لینے کی ضرورت ہو تو قرضہ لے - مختلف تجارتی کمپنیوں سے معاھدے کرنے ہوں تو کرے - اگر حکومت ہند کے کسی افسر کے خلاف کوئی دعویٰ ہرجہ کا کیا جاے تو وہ وزیر ہند کے نام سے ہوتا ھے - حکومت ہند سے تمام خط و کتابت اور تمام وہ کارو بار جو ولایت میں حکومت ہند کی طرف سے کیا جاتا ھے اُسے انڈیا کونسل ھی زیر ہدایت وزیر ہند انجام دیا کرتی ھے -

انڈیا کونسل میں تمام مسائل کثرت رائے سے طے ہوتے ہیں لیکن وزیر ہند کو یہ اختیار ھے کہ اگر وہ چاھے تو اپنی کونسل کے خلاف رائے بھی محض اپنی ذمہ‌داری پر عمل کرسکتا ھے - بجز ذیل کے امور کے جن میں کہ کونسل کی کثرت رائے اُس کے موافق ہونی لازمی ھے -

(۱) ہندوستان کے مال و خزانہ کے صرف کرنے میں - یعنی اُن اخراجات کے کرنے میں کہ جو حکومت ہند کے خزانہ سے ادا کئے جائیں -

(۲) حکومت ہند کی کسی ملکیت کے فروخت کرنے یا رہن کرنے میں اور قرضہ لینے میں -

(۳) سول سروسز یا تجارتی کمپنیوں سے معاھدہ کرنے یا ٹھیکے دینے میں -

(۴) گورنر جنرل کی کونسل کے ممبروں کی تنخواہوں کے متعلق حکم صادر کرنے میں -

(۵) انڈین سول سروسز کے شرائط ملازمت کے متعلق

قواعد و ضوابط بنانے میں -

آئندہ سے جائنٹ پارلمنٹری کے فیصلہ کے مطابق موجودہ صورت بعینہ قائم نہیں رہ سکتی - جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی کی رائے میں ذمہ دارانہ حکومت کے دستور قائم ہو جانے پر جبکہ ہندوستانی وزیر مال ہندوستانی لیجسلیچر کے روبرو اپنے اعمال کے لئے ذمہ دار ہوگا حکومت ہند کے مال و خزانہ پر کسی ایسی جماعت کا جسے کہ انڈیا کونسل قانونی اختیار قائم نہیں رہ سکتا نہ وزیر ہند کی ہی مداخلت ہندوستان کے اخراجات پر پہلے کی طرح قائم رہ سکتی ہے - تاہم جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے انڈیا کونسل کو قطعی ختم نہیں کردیا ہے بلکہ اس کی ضرورت سمجھی ہے کہ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے معاملات و نیز اُن معاملات کے طے کرنے میں کہ جن کا تعلق آل انڈیا سروسز سے ہوگا وزیر ہند کو یہ کونسل مشورہ دیا کرے - البتہ آئندہ سے اس کے ممبر کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ صرف چھ ہوا کریں گے اور ان میں سے دو ایسے ہوں گے کہ جو دس سال تک ہندوستان میں سرکاری افسر رہے ہوں وزیر ہند ان سے مشورہ کیا کرے گا لیکن ان کے مشورے پر کاربند ہونا اس کے لئے لازمی نہ ہوگا بجز ایک امر کے اور وہ یہ ہے کہ جب تک انڈین پبلک سروسز پر کلیتاً اختیار وزیر ہند کا رہتا ہے اُس وقت تک ان کی شرائط ملازمت کے متعلق قوائد و ضوابط بنانے یا اُن کی شکایات سننے اور رفع کرنے میں وزیر ہند کو اپنی کونسل کی کثرت رائے کے فیصلہ پر کاربند ہونا پڑے گا البتہ اگر دونوں طرف برابر کی رائیں ہوں تو آخری ووٹ وزیر ہند کو دینے کا مزید اختیار ہوگا - آئندہ سے

تمام وہ هرجے کے دعوی جو کسی سرکاری افسر کے خلاف لئے جایا کریں گے بجائے وزیر هند کے نام کے فیڈریل حکومت یا صوبوں کی حکومت کے خلاف هوا کریں گے -

آئندہ سے وزیر هند اور انڈیا کونسل کے عملے میں بڑی تخفیف هوگی ایسی صورت میں جن افسروں کو ملازمت سے علحدہ کیا جائے گا جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے وزیر هند کو اختیار دیا ھے کہ ان کو وہ اپنے فیصلہ کے مطابق معاوضہ دیسکے -

اب تک یہ دستور رها ھے کہ انڈیا آفس کا تمام خرچ کا بار هندوستان کی حکومت کے خزانہ پر پڑتا رها ھے بجز اس کے کہ برطانیہ کے خزانہ سے ایک لاکھ پچاس هزار پونڈ بطور امداد کے ملتے رهے هیں آئندہ سے صورت برعکس هوگی یعنی صرفہ حکومت برطانیہ کے خزانہ سے هوا کرے گا اور هندوستان کی حکومت کوئی رقم بطور امداد کے دیا کرے گی -

(۷) ریلوے کا انتظام

اس وقت تک ریلوے کا تمام انتظام حکومت هند کے تجارتی ممبر کے زیر نگرانی اور تحت میں انجام پاتا ھے نئے قانون کی دفعات کے مطابق آئندہ سے ریلوے کی حکومت قطعی علحدہ قائم کی جائے گی - ریلوے کی حکومت میں سات افراد هوں گے ان میں سے چار کو گورنر جنرل بمشورۂ وزراً مقرر کیا کرے گا اور باقیماندہ تین افراد کو گورنر جنرل باختیار خود مقرر کرے گا - ریلوے کی حکومت کے صدر کو بھی گورنر جنرل باختیار خود مقرر کرے گا یہ بالعموم پانچ سال کے لئے مقرر کئے جایا کریں گے - ان کی تنخواهیں بھی گورنر جنرل باختیار خود هی تجویز کرے گا - ریلوے کی حکومت کا خاص رکن

ریلوے چیف کمشنر ہوگا جس کو ریلوے کی حکومت مقرر کیا کرے گی اور گورنر جنرل اس کی منظوری دے گا - علاوہ بریں ایک ریلوے کا فائننشل کمشنر ہوگا جس کو گورنر جنرل بمشورۂ وزراً مقرر کیا کرے گا ریلوے کے اور بھی کمشنر ہوا کریں گے جن کو چیف کمشنر مقرر کیا کرے گا - ریلوے کی تمام اور ہر قسم کی آمدنی کا ایک علحدہ فنڈ مقرر کیا جائیگا جو ریلوے کی حکومت کے تحت میں رہے گا اسی فنڈ میں سے تمام اخراجات جو ریلوے کے انتظام کے لئے ضروری ہوں گے کئے جایا کریں گے - سالانہ آمدنی اور خرچ کا گوشوارہ اور سالانہ رپورٹ فیڈریل گورنمنٹ کے روبرو پیش کی جایا کرےگی اور فیڈریل حکومت اس گوشوارۂ حساب اور رپورٹ کو فیڈریل لیجسلیچر کے سامنے پیش کر دیا کرےگی لیکن فیڈریل لیجسلیچر کو اس ریلوے بجٹ پر ووٹ کرنے یعنی اس کے منظور یا نامنظور کرنے کا کوئی اختیار نہ ہوگا - البتہ اگر فیڈریل حکومت کے خزانہ سے کوئی خاص رقم ریلوے کی توسیع کے لئے دئے جانے کی ضرورت ہوگی تب البتہ فیڈریل لیجسلیچر کی اجازت کی ضرورت پڑا کرے گی اسی طرح سے اگر ریلوے کے اخراجات معمولی اور غیر معمولی ادا کرنے کے بعد کوئی رقم پس انداز ہوا کرےگی تو اس کا فیصلہ کہ اس کا کیا کیا جائے فیڈریل حکومت کے اختیار میں ہوگا گو فیڈریل حکومت اور فیڈریل لیجسلیچر کا ریلوے کی حکومت اور انتظام میں آئندہ سے کوئی دخل نہ ہوگا تاہم جہاں تک کہ پولیسی کا تعلق ہے یعنی یہ کہ ریلوے حکومت کی پولیسی کیا ہونے چاہئے اس کے قرار دینے میں فیڈریل حکومت اور فیڈریل لیجسلیچر کا ہی دخل رہے گا

اور فیڈریل حکومت اور لیجسلیچر کی قرار داد پولیسی پر عمل کرنا ریلوے کی حکومت کا فرض ہوگا - ریلوے کی حکومت اپنا تمام کاروبار تجارتی اصول پر چلائے گی اور اسی وجہ سے کہ سیاسی اثرات پڑنے کی وجہ سے ریلوے کے کاروبار و انتظام میں خلل نہ پڑے وزیر ہند اور پارلمنٹری جائنٹ کمیٹی نے یہ تجویز کیا کہ ریلوے کا تمام کاروبار اور انتظام ریلوے کی ایک علحدہ حکومت قائم کرکے اس کے سپرد کیا جائے وزیر ہند نے اس غرض سے سنہ ۱۹۳۳ع میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی کہ جس کی تجاویز پر غور کرنے کے بعد ریلوے کی حکومت کی اسکیم جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے جزوی رد و بدل کے ساتھ منظور کی اور یہی اسکیم نئے قانون میں دفعات کی شکل میں شامل کی گئی ہے -

(۸) رزرو بینک

اب تک کرنسی (Currency) اور اکسچینج (Exchange) کا تمام کاروبار اور اس کے متعلق تمام معاملات حکومت ہند کے تحت میں رہے ہیں اور محکمہ مال کا ممبر ان کے طے کرنے کا مجاز اور اختیار رکھتا تھا - چوں‌کہ کرنسی اور اکسچینج کی پولیسی کا ملک کی اقتصادی اور مالی حالت سے بہت گہرا تعلق ہے اور اس کا اثر حکومت ہند کے خزانہ پر پڑا کرتا ہے ماسوا چوں‌کہ جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے ہمیشہ اور ہر جگہہ اس پر بہت زور دیا ہے کہ نئے اصلاحات کے دور کی کامیابی کا سارا دار و مدار اس پر ہے کہ ہندوستان کی مالی حالت کی ساکھ ولایت اور دوسرے ممالک میں پوری طور سے قائم رہے اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ کرنسی اور اکسچینج

کی پولیسی کا قرار دینا اور اس کے متعلق تمام معاملات کا طے کرنا فیڈریل حکومت کے اختیار سے نکال کر ایک سنٹرل رزرو بینک کے سپرد کر دیا جائے - اس طرح سے کرنسی اور اکسچینج کی پولیسی اور معاملات سیاسی اثرات سے محفوظ ہو جائیں گے اور آئندہ بھی ہندوستان کی مالی ساکھ میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے گا - چنانچہ جدید قانون دستور حکومت کے منظور ہونے سے پیشتر ہی حکومت ہند نے رزرو بینک کا ایک قانون ہندوستانی لیجسلیچر سے منظور کرا لیا اور یہ سنٹرل رزرو بینک پچھلے سال سے قائم بھی ہوگیا اور کام کرتا ہے -

جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے اس رزرو بینک والے مسئلہ پر بھی غور کیا ہے اور تجویز کی ہے کہ رزرو بینک کے ایکٹ کی آئندہ کسی قسم کی ترمیم خواہ اس کا تعلق بنک کے فرائض سے ہو یا اس کی ساخت سے یا کرنسی اور اکسچینج کی پولیسی سے اُس وقت تک نہ ہونے پائے جب تک کہ گورنر جنرل کی اجازت حاصل نہ کر لی جائے اور یہ اجازت گورنر جنرل بمشورۂ وزرأ نہیں بلکہ باختیار خود دیا کرے گا - موجودہ رزرو بینک ایکٹ کے مطابق بینک کے گورنر، ڈپٹی گورنر، اور چار ڈائرکٹروں کا مقرر کرنا گورنر جنرل باجلاس کونسل کے اختیار میں تھا آئندہ سے گورنر جنرل یہ فرائض باختیار خود ادا کیا کرے گا -

(۹) اوڈٹ اور اوڈیٹر جنرل

موجودہ دستور کے مطابق مرکزی اور صوبوں کی حکومتوں کے حساب کی جانچ پرتال اوڈیٹر جنرل اور اس کا عملہ کرتا

ھے - اوڈیٹر جنرل کو وزیر ہند باجلاس کونسل مقرر کرتا ھے اور وهی اُس کے فرائض اور اختیارات قرار دیتا ھے - هندوستان میں اوڈیٹر جنرل کو حساب کتاب کا رکھنا اور ان کی جانچ پرتال کرنا دونوں کام کرنے پڑتے هیں - حال میں ایک صوبہ میں حساب کتاب رکھنے اور جانچ پرتال کرنے کے کاموں کو علحدہ علحدہ کیا گیا تھا لیکن یہ صورت کامیاب قرار نہیں پائی لہذا چھوڑ دیا گیا - اس وقت اوڈیٹر جنرل کی رپورٹ لیجسلیچر کے سامنے پیش کرنے کا قانون میں کوئی ذکر نہیں ھے گو دراصل رپورٹ لیجسلیچر کے روبرو پیش کی جاتی ھے - وزیر ہند کے اِنڈیا آفس کے حساب کتاب کے رکھنے اور جانچ پرتال کرنے کے فرائض کو وهاں کا اوڈیٹر انجام دیتا ھے - اُسے چانسلر آف دی اکسچیکر مقرر کرتا ھے اور اُس کی رپورٹ پارلیمنٹ کے روبرو پیش کی جاتی ھے - هائی کمشنر کے دفتر کے حسابات کی جانچ پرتال بھی ولایت کا اوڈیٹر هی کرتا ھے - آئندہ دستور حکومت میں چونکہ هندوستان کے مال و خزانہ کی ذمہ داری بجائے وزیر ہند باجلاس کونسل کے هندوستانی وزرا اور گورنر جنرل کی هوگی اس لئے نئے قانون میں تجویز کیا گیا ھے کہ اوڈیٹر جنرل کی رپورٹ اب فیڈریل لیجسلیچر کے روبرو پیش کی جایا کرے - اور بدستور موجودہ صوبوں کی حکومتوں کے حسابات کا رکھنا اور جانچ پرتال کرنا بھی مرکزی حکومت کے حسابات کے جانچ پرتال کے ساتھ ساتھ هی کیا جائے - لیکن چونکہ صوبے آئندہ سے خود مختار هوں گے اس لئے اگر کوئی صوبہ اپنے حسابات رکھنے یا جانچ پرتال کرانے کا انتظام علحدہ کرنا چاهئے تو اس کو اس امر کی اجازت دی جائے کہ

وہ اپنے صوبے کے لئے ایک چیف اوڈیٹر علحدہ مقرر کرے لیکن یہ اجازت اسی وقت مل سکتی ہے کہ جب اس ارادے کی اطلاع تین سال پہلے دی جائے -

اوڈیٹر جنرل کے متعلق جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے حسب ذیل سفارشیں کی ہیں :—

(۱) ہائی کورٹ کے ججوں کی طرح اوڈیٹر جنرل کا تقرر بھی ملک معظم کیا کریں گے - اس کی تنخواہ اور شرائط ملازمت Order in Council کے ذریعہ سے طے پائےگی - اس کی تنخواہ کے لئے لیجسلیچر کے ووٹ اور منظوری کی ضرورت نہ ہوگی -

(۲) اوڈیٹر جنرل کے فرائض اور اختیارات Order in Council کے ذریعہ سے قرار پائیں گے - البتہ ان میں ترمیم و تنسیخ کرنے کا اختیار فیڈریل لیجسلیچر کو ہوگا بشرطیکہ ایسے ترمیمی قانون پیش کرنے کی اجازت گورنر جنرل باختیار خود دے دیں -

(۳) اوڈیٹر جنرل کے عملے کا تقرر فیڈریل گورنمنٹ کرےگی اور اُن کی تنخواہیں فیڈریل لیجسلیچر کے ووٹ اور منظوری سے دی جائےگی -

(۴) اوڈیٹر جنرل کی رپورٹ فیڈریل لیجسلیچر کے روبرو پیش کی جایا کرےگی اور اگر کسی صوبہ نے اپنا انتظام علحدہ کرلیا ہے تو اس کے چیف اوڈیٹر کی رپورٹ صوبہ کے لیجسلیچر کے روبرو پیش ہوگی -

(۵) جو روپیہ فیڈریل حکومت یا صوبوں کی حکومت کی جانب سے ولایت میں خرچ ہوگا اُس کا حساب کتاب ہوم

اوڈیٹر رکھےگا اور جانچ پرتال بھی وھی کرےگا لیکن آئندہ سے
اُس کی رپورٹ ہندوستان کے اوڈیٹر جنرل کے پاس آیا کرےگی
اور اوڈیٹر جنرل کی رپورٹ کا جز ہوگی اور فیڈریل لیجسلیچر
کے روبرو پیش کی جایا کرےگی -

(۹) ہوم اوڈیٹر ہندوستان کے اوڈیٹر جنرل کا ماتحت ہوگا -
اس کا تقرر گورنر جنرل باختیار خود کیا کرےگا - اس کی
تنخواہ بھی لیجسلیچر کے ووٹ اور منظوری پر منحصر نہ
ہوگی -

(۱۰) ایڈوکیٹ جنرل

صوبہ مدراس ' بمبئی اور بنگال کے ہائی کورٹوں میں
ایک ایک ایڈوکیٹ جنرل ہوتا ہے جن کا منصب یہ ہے کہ وہ
اُس صوبہ کی حکومت کو حسب ضرورت قانونی مشورہ دیا کرے
اور سرکار کی طرف سے عدالت میں مقدمات کی پیروی کیا کرے -
نئے قانون کے مطابق اب ہر صوبہ میں ایک ایک ایڈوکیٹ
جنرل ہوا کرےگا - اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان صوبوں میں
اب (Legal Remembrancer) نہیں رہا کرےگا - یہ عہدہ
بھی قائم رہےگا چونکہ کلکتہ ہائی کورٹ کا تعلق براہ راست
گورنمنٹ ہند سے تھا اس لئے کلکتہ ہائی کورٹ کا ایڈوکیٹ
جنرل گورنمنٹ ہند کا بھی قانونی مشیر ہوا کرتا تھا اب
چونکہ کلکتہ ہائی کورٹ کا تعلق مثل اور ہائی کورٹوں کے صوبہ
کی حکومت سے ہوگا اور فیڈریل حکومت کے ساتھ ساتھ فیڈریل
کورٹ بھی قائم کیا جا رہا ہے لہذا ایک ایڈوکیٹ جنرل
فیڈریل کورٹ کا بھی ہوا کرےگا اور وھی فیڈریل حکومت کا قانونی
مشیر ہوا کرےگا -

(۱۱) ہائی کمشنر

سنہ ۱۹۲۰ع سے ایک عہدہ ہائی کمشنر کا قائم ہوا ہے
کہ جو حکومت ہند کی جانب سے ولایت میں رہا کرتا ہے -
بہت سے وہ فرائض جو انڈیا آفس زیر نگرانی وزیر ہند پہلے
ادا کیا کرتا تھا بالخصوص تجارتی کاروبار کے متعلق وہ اب
ہائی کمشنر سے تعلق رکھتے ہیں - آئندہ دور اصلاحات میں
بھی یہ عہدہ قائم رہےگا - لیکن ہائی کمشنر کا تقرر بجائے
گورنر جنرل باجلاس کونسل کی جانب سے اب صرف گورنر
جنرل باختیار خود کیا کرےگا اور اُس تجارتی کاروبار کی
ذمہداری جو ولایت میں طے پائے ہائی کمشنر کے سر رہےگی -

انگریزی اصطلاحوں کی تشریح

(۱) لیجسلیچر (Legislature) مجالس واضع قوانین ۔ یعنی وہ کونسلیں کہ جن میں قانون بنایا جاتا ھے ۔ بالعموم لیجسلیچر کا لفظ دارالعوام اور دارالامرا ان دونوں کو شامل کرکے مجالس واضع قوانین کے لئے استعمال ھوتا ھے ۔

(۲) کیبنٹ (Cabinet) کا پہلہ یعنی وزرا کی مجلس یا انتظامی مجلس حکومت کو کہتے ھیں ۔

(۳) منسٹرز (Ministers) اُن وزرا کو کہتے ھیں کہ جو لیجسلیچر کے منتخب ممبروں میں سے مقرر کئے جاتے ھیں اور لیجسلیچر کے روبرو ذمہ دار ھوتے ھیں ۔

(۴) ایکزیکٹیو کونسلرز (Executive Councellers) انتظامی مجلس حکومت کے اُن ممبروں کو کہتے ھیں کہ جو مستقل حکام کے گروہ سے مقرر کئے جاتے ھیں اور جو وزیر ھند یا پارلمنٹ کے روبرو ذمہ دار ھوتے ھیں ۔

(۵) ڈیلیگیٹ (Delegate) پبلک کے نمائندے ۔

(۶) پبلک سروسز (Public Services) کارپردازان حکومت کی جماعتیں جیسے سول سروس ' پولیس سروس وغیرہ ۔

(۷) آرڈیننس (Ordinance) وہ عارضی قانون کہ جو چھ ماہ کے لئے خاص موقعوں پر جاری کیا جاتا ھے اور جس کو گورنر یا گورنر جنرل اپنے حکم سے جاری کرتا ھے ۔

(۸) انسٹرومنٹ آف انسٹرکشن (Instrument of Instruction) گورنر جنرل کی آگاھی کے لئے ھدایت نامہ کہ جس کی رو سے وہ دفعات قانون ھند کو عمل میں لائے ۔

(۹) وھائٹ پیپر (White Paper) وہ مسودہ کہ جس

میں آئندہ اصلاحات کی تجاویز مرتب کرکے وزیر ہند نے شائع کیا تھا اور جس مسودہ کی بنا پر جائنٹ پارلمنٹری کمیٹی نے نئے قانون کو منضبط کیا - سرکاری رپورٹوں کی جلدوں کے سر ورق کبھی نیلے یا سفید ہوا کرتے ہیں اسی وجہ سے ان کو بلیو بکس یا وھائٹ پیپر کہا جاتا ہے -

(۱۰) راونڈ ٹیبل کانفرنس - (Round Table Conference) اُردو اخبار والوں نے اس کا ترجمہ گول میز کانفرس کیا ہے -

(۱۱) کونسولیڈیٹڈ فنڈ (Consolidated Fund) کئی رقوم اخراجات کو ملا کر ایک ساتھ پارلمنٹ سے ان کی منظوری ہر سال لی جاتی ہے - ان سب رقوم کو گویا ایک فنڈ قرار دیا جاتا ہے اور اس لئے اُسے (Consolidated Fund) کہتے ہیں -

(۱۲) اَپر ہاؤس (Upper House) یعنی دارالامرا -

(۱۳) لور ہاؤس - (Lower House) یعنی دارالعوام -

(۱۴) چیمبر آف کامرس - Chamber of Commerce یعنی ایوان تجارت -

(۱۵) فیڈریشن - Federation خود مختار ریاستوں کی متحدہ مرکزی حکومت کو کہتے ہیں -

(۱۶) Instrument of accession انسٹرومنٹ آف اکسیشن - یعنی وہ قرار داد جس کی رو سے دیسی ریاستیں فیڈریشن میں شریک ہوں گی -

(۱۷) یونیٹری - (Unitary) وہ طرز حکومت جو فیڈریشن کے برعکس ہو - جیسے کہ موجودہ حکومت ہند کا

طریق جس میں صرف ایک ھی ریاست ' ملک یا حکومت ہو۔

(۱۸) ریسرچ کونسل - Research Council ایسی کونسل یا کمیٹی کہ جس کا کام مختلف صیغوں مثل زراعت ' صنعت و حرفت یا حفظان صحت وغیرہ میں تحقیق و تفتیش کرکے نئی نئی اصلاح اور کام کی باتیں دریافت کرنا ہوتا ہے -

(۱۹) انٹر پراونشل کونسل - Inter Provincial Council جو دو صوبوں کے مابین نزاعی معاملات طے کرے گی -

(۲۰) ایڈوزری ٹرائبیونل - Advisory Tribunal ٹرائبیونل ایسی عدالت یا پنچایت کو کہتے ہیں کہ جو خاص خاص مقدموں یا معاملوں کے طے کرنے کے لئے مقرر کی جاتی ہے - یہ ٹرائبیونل گورنر جنرل کو معاملات کی تفتیش کے بعد اپنے فیصلہ سے آگاہ کر دیا کرے گا لیکن اس فیصلہ پر عمل درآمد کرنا یا نہ کرنا گورنر جنرل کے اختیار میں ہوگا -

(۲۱) کسٹمس - (Custums) مال درآمد پر محصولات -

(۲۲) سرچارج - (Surcharge) انکم ٹیکس معمولی آمدنیوں پر لگایا جاتا ہے - بڑی بڑی آمدنیوں پر دوگنے لگنے حساب سے انکم ٹیکس لگتا ہے اُسے سرچارج کہتے ہیں -

(۲۳) کارپوریشن ٹیکس - Corporation tax جو ٹیکس تجارتی کمپنیوں پر لگایا جاتا ہے - اس کو سوپر ٹیکس بھی کہتے ہیں -

(۲۴) ویٹنریری سروس - جانوروں کے ڈاکٹروں کی سروس -

(۲۵) کونسٹیٹیوشن ایکٹ - Constitution Act قانون آئین حکومت -

(۲۶) باونٹی یا سبسڈی - Bounty or Subsidy

صنعت و حرفت کے فروغ دینے کی غرض سے جو مالی امداد سرکاری خزانہ سے دی جاتی ہے -

(۲۷) کونسٹیٹوینٹ پورس - Constituent Powers جو اختیارات کسی قانون آئین حکومت میں اس کی تنسیخ و ترمیم کے خود اُس قانون آئین حکومت میں موجود ہوں -

(۲۸) آرڈر اِن کونسل - Order in Council وہ احکام جو ملک معظم باجلاس کونسل جاری کرتے ہوں -

(۲۹) رزرو بینک Reserve Bank مخصوص سرکاری بینک جو کرنسی اور اکسچینج کی پولیسی قرار دیتا ہے اور سرکار کا بینک ہوتا ہے -

(۳۰) کرنسی - Currency سرکاری سکہ کا چلن -

(۳۱) اکسچینج - Exchange غیر ممالک سے ہنڈی پرچے کا بیوہار -

(۳۲) آوڈٹ - Audit حساب کتاب کی جانچ پڑتال -

(۳۳) چانسلر آف اکسچکر - Chanceller of Exchequer برطانوی وزیر مال -

(۳۴) لیگل ریممبرنسیر - Legal Rememberancer قانونی مشیر کار حکومت -